

مقیاسر حنفیت

www.nafseislam.com

مصطفیٰ جانیں ان کا دل بہادری
اگر اندیشہ نہ ہو رہی ہے



جماعت تبلیغ کی دعا و دعا کی دعا
نور و نور کی دعا و دعا کی دعا

سرورِ کونین کہ ملت از وطن است

اقبال

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي سَوَّلَ الْكِتَابَ عَلَى حَبْدِهِ وَتَوَهَّجَ لَكَ عَوْنًا يَا رَبِّ ذَا الْجَلَدِ
وَالْعِزِّ صَلِّ عَلَى صَلَواتِكَ ذَا أَمْنَةٍ سَمْعِيَّةٍ لَا أَلْفِطَاعَ لَهَا وَسَلِّمْ عَلَى
أَوْلِيَّهِ وَآمْنًا بِمَا لَمْ يَلِدْ فَيُرَى سَائِلِينَ فَرَقِيهِ دُعا میرے اعتراضات کے مختصر جوابات
پیش کئے ہیں بعد ازاں مضامین تحریر ہیں۔

سوال - تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثروت دیجئے۔

جواب - تبلیغی جماعت دعا بیعت کے اصل کی دو فروع ہیں - دیوبندی اور دہلوی - دونوں کی مجلس
مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے۔ کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو دفع بدین کہتے ہیں
اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ناگھن چوڑی ٹمشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب
تبلیغی جماعت اگر دہلوی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں کسی اہل سنت والجماعت کے پاس کیوں
نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے اُن کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا۔ کسی سنی سے آپ کی رفاقت کیوں نہیں بکند
بجمنس باجمنس پرواز نمبر ۴۔ ان کے افکال و اطوار ان کی دعا بیعت پر واضح دلیل ہے جو کسی دلیل کے
محتاج نہیں۔

سوال ۲۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے معنی کو دہلی کہنے کا آپ کے پاس کوئی مقیاس خفیت

۴۔

الجواب :- حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجعہ اودخی اہل اہلسنت والجماعت میں اگر کوئی کل بھی احناف کی دو قسمیں مرعہ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض دعوے کافی نہیں بلکہ خفیت۔ اعتقاد و اعمال احناف کے متوازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہی مرجعہ حنفیہ و اہلسنت کے عقائد کو عمدہ بخوبی بیان و تقاب بن گئے۔ (فتویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۱۱۔ فتویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۱۱۱) محمد بن عبد الوہاب کے مستندوں کو دہلی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سنا یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔ سوال :- عبد الوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب :- محمد بن عبد الوہاب کو لوگ دہلی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احناف سے ٹیٹ کر لیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن عبد الوہاب کیسا آدمی ہے۔

دو المختار (محمد بن عبد الوہاب) اوس کے مستحقین کو خارجہ میں شمار کیا ہے۔ اگر خفی کہنا چاہتے ہو تو تم جلد ۳ ص ۱۲۲ فقہائے حنفیہ سے خارجی کہو۔ ان کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور عادل با الحدیث سے ناز کر ان کے عقائد کو اپنا عقیدہ کیوں بناتے ہو

سوال ۳۔ وہابیوں کے دوسے میں پڑھتے رہے جو آپ کے استاد بھی دہلی ہیں۔ اوروں میں ناز پڑھتے رہے جو۔

الجواب :- واقعی میرا حشر مل تمام وہابیہ ہے۔ وہ دہلی آپ کی طرح قرین انبیاء علیہم السلام داد لیا کہ ام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ اسکاں کلاب باری قلعے کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کتابیں دیکھ لیجئے میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے و صرف سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتویٰ بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتویٰ کی بہت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت

مجبوریات فرمائی۔ اور جب ارشد کمال خوش اکل بن کے کرم نے، مکہ آباد کیا تو اس نے نظر کرم فرمائی
 تر باطل کو فساداً اٹھانے سے درست کرنے کی قوت بانیہ بھی بخشی جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن ریضا
 داد خدمت دہی ہے جو ولی کمال کا عطیہ ہے۔ یہ کسی چیز نہیں۔ اگر یہ دہا ہر مجھے منظور نظر فرماتے تو عقیدہ
 شاید درست نہ رہتا۔ جگہ خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بید ہے۔ جب مرکا کل
 کی نظر پر جائے توبہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تقاضا کیے کہ کچھ دے تھا۔ اگر کچھ
 ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی میں مستحق ہے۔

دوسرا جواب :- آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔
 ثابت ہوا کہ علوم ظاہری کا حصول حقائق کو نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولاد و دینی ہر توبہ بیت میں شک
 نہیں یا آپ کی طرح مَنِ اتَّخَذَ الْإِنْفَاقَ كَأَمْرٍ دَرِيقَتَيْنِ دَارِيتِ كَالْمَنْعَةِ جَعَلَ فِتْنَةً أَمَّا كَيْسِ
 مسلمان کو خنجر پر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ اَذَلَّكَ كَمَا الْإِنْفَاقُ وَبَدَّلَ هَذَا صَدَقَ فَرَادَہِ تَمِ فَرَادَہِ
 نہیں۔ کیونکہ الاحادیث کے ال قرین نے حکم عام کر دیا ہے جو حمل اللہ کے قرآن کا الانفاق ثابت ہو وہ ہر
 بھی کرے یہ حکم اس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے کسی کا نام نہ لکھا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 سننے سے دلچسپ ہے تو آپ یقیناً اسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۴ :- عمرین شریفین زادھا اللہ تعالیٰ شہداء کے قتل آجکل دہلی میں اُن کی اقد میں نماز
 اور اکتے ہے ہر ادا یہ مقامات مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز غرضی تم نے دینی محفل ایک دن جامع مسجد دیوبند
 میں نماز ادا کی ہے کیا وہ اُس وقت پلید نہ تھی۔ نیز باعث تبلیغ کی مسجد میں شب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا
 حرم میں سوا نہیں جانا دہلی دہلی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب :- خدا کے فضل و کرم سے حرمین شریفین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے
 وہ اُس کو پاک دیتے ہیں۔ لہذا دہلی میں کا دہلی جانا مضر حرمین نہیں۔ گناہ کے قیام سے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے پلید نہیں فرمایا۔ جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دیتا وہاں ہر دہلی اور دیوبند میں قائم
 مقدسہ کو چھڑتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی بچوں کی قد اور میں تھے۔ جنہوں نے اُن کے پیچھے اقد نہیں

کی۔ بلکہ قریب سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کروا رہے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا بھی یہی طریقہ رہا اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں ناز و گوارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فقہ سے اذروئے احادیث و صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرف کے وہابیہ نے چوٹی سے اڑی تلک زور لگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ محمد علی علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اُس وقت ہمارے طرف سے اُن کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجدیہ و ولایت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو اُن کو کہا جاتا۔ کہ ہم یہاں بغرض زیارتِ حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو مسندِ رپار پہنچنے پر فوٹے دیا جاسکتا ہے۔ اس جواب سے سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جریر سے مقتدی ان کی اتباع میں ناز پڑھنے والے موجود ہیں۔

و اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ اُلجھیں گے جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے آخری امر میں کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک ہماری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں منی آدمی غسل کرے تو شرعاً پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بنیت طہارت و نخل حرمین ہرگز پاک ہو سکتا ہے۔ پہلے بیت اللہ میں بت تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ عبدیا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔ اور روضہ اطہر کے اندر تہجدی و داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔ اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالیٰ نے تَحَرُّیْجاً و رَفْعاً کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہوا ہے نجدی دہلی ویرندی تو روضہ اطہر کے قریب نہیں جھٹک سکتا۔ کیونکہ اُن کے دل میں شیطان نے یہ جایا ہوا ہے کہ اگر تہ روضہ اطہر کے قریب گیا تو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَلْقِیْکَ مِنْ عَدُوْمَیْنِ کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو دہلی ویرندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائیگا۔ اسی غناؤ کی بنا پر دور رکھا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو مشرک کے فوٹے دھاتا

ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر پیران کی گیارہویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ جتنے اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے بغیر باطن میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی دلوں اللہ تعالیٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام مطہرہ کو تم طہس منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ اور شیطان اپنے غم سے گمراہی میں بھیجے کھینچتا ہے اور حضرت العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نااہل سمجھ کر بھیجے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن فَلَا تَكُونُوا مَوْنِي وَكُونُوا أَنْفُسَكُمْ سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور رب العزت وَكُنْ أَنْفُسُكُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ كَقَارُونَ سَنَّاكَ بِالْبَلِ الْأَقْبَىٰ فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ كَا حُكْمِ سَادِيں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اُس کا اعادہ کر لیا تھا۔

سوال نمبر ۵: آپ کے متدی چلے جا کر نبی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا ان کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

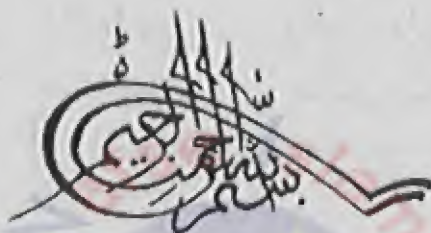
جواب ۱: کیا آپ کے پیچھے جو جتنی غلطی سے ناد پڑھنے جاتا ہے تو آپ اُن کو پہلے توبہ کروا کر متدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مبتدی میرا پتہ معتقد بناتا ہے وہ خدا کے فضل و کرم سے خود بخود ہمت سے تاب ہو کر ہی مستقل ہوتا ہے۔ مجھے توبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فیر کا متدی کسی قرین شیطان کا متدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرماوے اور اُس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جانے والا ہے۔

سوال نمبر ۶: عورت کے وعدہ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب ۱: عورت کا وعدہ واقعی حرام ہے اور احاث کے نزدیک بعد از حلیں اس سے اجتنب لازمی ہے اور خفیوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک ما رعی والا آدمی عورت کا وعدہ پل سکتا ہے۔ وَجُودُ اِزْصَاعِ الْبُکْبُیْرِ

وَلَوْ كَانَ ذَا الْحَيَاةِ دَلَامِي دالے کو عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ دیکھیے

روضۃ الندیہ ص ۲۳ بلا شک آپ دونوں کاموں سے استنوا فرمائیں۔ جب آپ حکم الہی مولین
کا ملین کو چھڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عزتوں کے متعلق
احکامات شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ چراتی ہو۔ کیا یہ کفرانِ نعمت
نہیں ہے۔ تنہا را خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چھینے تو ہی نماز کی طرف مائل ہو گی۔ پھر
اگر بچے کی والدہ کو موسمِ طہسین و لباس کی توفیق نہ ہو تو مقامِ پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو
کر نازا داکر سکتی ہے۔ اگر باعثِ بدویِ خطر و لاق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر کپڑے بھی نازا داکر سکتی ہے۔
گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں مذکور ہے
در زکیر سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر
جوابات۔ اب بعد از مدخل سنئے



دیوبندی دہلوی (محمد علی صاحب برکات) تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

محمد علی صاحب برکات رحمہ اللہ! دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ جنتِ شادمان ہر مسلمان کو اپنی خیر داندی کے صفاتِ عیوہ پر بلا نسبتِ عیب ایساں رکھنے کی توفیق عنایت فرمادیں اور بیکلام زہرِ عمری مصطفیٰ مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت صلوة و سلام بھیجنے کی پوشیدہ طاقت بخشیں اور ہر کفر و شرک و بدعت سے محفوظ رکھے کیونکہ اٹا چڑ کھال کو ڈانٹنے ٹٹا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے دہلوی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ و دہلویہ نے مسلمانانِ دنیا کے اکابرین و صالحین و متقدمین و متاخرین کے صبرِ قتال پر امن و تشفیج اور جرحِ تدح کے کفر کے فتوے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور شرک و بدعتی کے خطابات سے ان کو کوسا ہے۔ یہ شیرو آپ کا ہی ہے مٹئیے۔

۴۰۔ تقویت الایمان | سنا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور اُن سے مرادیں لگتے ہیں۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

بِإِثْمَانِكَ لَيْسَ لَكَ شَلَا فَاَصْرُكَ نُصْرَتُكَ شَلَا فَاَصْرُكَ
لَيْسَ لَكَ اِثْمَانٌ فَعَلْ نَحْنُ مَعَكَ اَحَدًا لِّئَلَّا هَذَا اَنْزِلَ اِجْرًا لِّنَصْرَتِنَا
پہلا صلوات علیہ وسلم اپنی ندیم بطور مجید رضی اللہ عنہما بہت عرصے کے پاس اسی کی ہا کی بات میں ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے برسے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں بیگم بیگم تین دفعہ فرمایا رضی اللہ عنہما تیس دفعہ پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ کراہا دیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں۔ کہیں دوسری جگہ میں نہیں سرکھو نہ عتاب ہوئے، تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے ملے ہوئے تھیں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے بیگم بیگم تین دفعہ تین دفعہ فرمایا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو اپنے فرمایا یہ راہز جیسے فرما دیتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قریش راہز جی عرب نام کو قتل کرنا چاہتے تھے اور ان کے سے نکلا اور مدینہ حبیبہ کی راست اختیار کیا جب اس کو مصیبت پڑی تو وہ عربین سام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا نہ بچانا اور آپ اسکی امداد فرمادیے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگیا تو اس کو وہ ب سام مہابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا نہ بچا اور فرما دی کہ حضور مجھے سچا ہے وہ دشمن قتل کر دیا تو آپ اس وقت حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کی بیوی ساجدہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ حبیب میں تمام دشمن بیٹھے ہی بیگم فرما کر راہز کے پاس اپنی مانگنی مانگتے دیا۔ و نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچا دیا اور اپنی امداد کی راہز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشتی دی چنانچہ راہز مہابی کے اس واقعے سے اشداد لگے اپنی امداد نانا نہ

(۴) جواہر القرآن

مسند مودعی غلام خاں صاحب

۱۲۲

جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں مقصود فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی مسجد کو پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب :- یہ بھی شرک ہے۔ کہہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی مسجد کو ہی پکارتے تھے۔

کہ اپنی ذمہ داری حضرت میرزا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بیان فرمایا اور جب عربین سالم و ابوجز بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر خفیتی عرض کرتا ہے۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَالصُّورُ سَوَّلَ اللَّهُ لَصَدَّاعَتَدَا
كَذَلِكَ حَبَابُ اللَّهِ يَا قَوْمَ اسْدَا

پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کر نہ کہ آپ کی مدد پر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو پہنچیں گے یہ تمام احادیث اور اشارہ اصحاب جلد ۴ ص ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ ص ۲۴۷ میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہو سکتے۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔

(۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد وہی فرمانا۔

نَزَّهَتِهَا الْخَاطِرُ وَالْفَاطِرُ | وَعَنِ الشَّيْخِ أَبِي الْحَسَنِ عَمَّا الْخَبَرِ الْقَدِيمِ سَيِّئًا قَالَ
لِمَا عَلِي قَارِي صَالَا | سَمِعْتُ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ مَنْ اسْتَعَاذَ بِي فِي كُوبَةٍ كَثُفَتْ عَنْهُ ذَمَّنَ فَإِنِّي بِأَمِينِي فِي سِدِّي
فَرَجْتُ عَنْهُ ذَمَّنَ فَوَسَدَ بِي فِي حَاجَةٍ قَضَيْتُ حَاجَتَهُ۔

شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

(۵) جو اہل القرآن

۱۲۷

شرک فی الدنیا و الآئینہ عبادت میں کسی پر دین کو بکار نہ لکھو و شرک ہے۔ یہی شرک بزرگ ہے کہ
 میں تھا۔ اور جو چیز کے ذمے میں ہوتا رہا۔ (دین دینوں و دینوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
 خالص صاحبِ کتب و انبیاء کے برائے ہی کے اقرار و انحال کی خبر ہے و عبارت مذکورہ بالہ صحیحہ۔ غلط و دلیا
 اولیٰ الابصار۔

مجھ سے وسیلہ یا کسی حاجت میں تیری اسکی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔

قصائد قاسمی

دو کر اسے کرم احمدی کثیر سے سوا نہیں ہے تاسم بکس لاکوئی مسای کار
 جو تری ہرگز پچھے ترکوں پوچھے گا بنے لاکوں ہمارا تیرے سوا غمزار

و جادوئی کی رعبوں میں سے قید کی ناز جو تری ہرگز نکائے قہر و ست بڑا پار

ان اشعار میں مولیٰ محمد قاسم صاحب بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے قاتلہ اپنی حاجت کے واسطے

پکارتے ہیں ان پر کیا فتویٰ نکالے گا ذلینو یم و انفعوا انکذا

تیرا سایہ ہر گھر اس پر ہر اندک سایہ نثار انہی پر نور انہی پر شاد ہر گھر گناہ سے

دکھ و غم بکسوں ہم سے غریبوں کی چھڑے غریب سے کفایت نفس و شیطاں

خبر لیا ہماری سفید دنیا و درج ہمدی کو بیکار بیکس نفس اس رنگ غلاماں سے

پکڑنا ہر تقدیر راسخ نور احمدی ہمدی کو رہتا نہیں مقدر کا غلاماں سے

شاہد کہ طوفان کی شدت کے وقت جسکی تعذیب یہ بعد سکون کے آثار پیا ہر گے

مکرم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم دین یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا

کہ مذکورہ سند میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و اہل اہل صاحب اور دوسری جانب حضرت

مناظر مشاہیر صاحب ہماز کو گدھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکیلتے اور رعبوں کے پیچیدوں سے اس کی حفاظت

فرماتے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔

تذکرۃ الرشید

جلد اول ص ۱۱

یا رشیدی یا مولیٰ یا منزلی یا معاوی

ارحم علی یا غیاث فلیس لکھفی سوی جلیکم من زاد

ناظر اتالی پر مستر یا حادوی

مولیٰ غریب مل سے کہتے ہیں

تقویتِ الایمان { سنا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو
 اور فرشتوں کو اور پروں کو مثل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مراد یہ
 مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں ۔

یا سیدی اللہ شہداء ائدہ انتم لی المبدی والی جاوی
 دوش وقت سوا دواحد سہا تم داند
 کیا نیست عجب بندگی پیس
 خاک او گشم و چندی در جہا تم داند
 حاجی ادا دواحد سہا و یونہیوں کے پرچہ وہ اپنے پر حضرت خواجہ نور محمد صاحب
 کے متعلق رقم فرماتے ہیں ۔

امداد المشاق مسند
 مولیٰ اثر علی متافری
 درویش شاق احمد ص ۱۱۶
 تم ہرے نور محمد خاص محبوب خدا
 بند میں ہر نائب حضرت محمد مصطفیٰ
 تم مدگار دواحد سہا کر پھر غوث کیا
 عشق کی پٹھکے باتیں کہتے ہیں سہا پٹ
 اے شہ نور محمد وقت ہے ادا دوا
 آسرا دیا میں ہے از میں تمہاری ذات کا
 تم سوا اور کسی ہرگز کچھ نہیں ہے انجا
 بلکہ دن بھر کے بھی جس وقت تاحی ہر خدا
 آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا
 اے شہ نور محمد وقت ہے ادا دوا
 حاجی ادا دواحد سہا و یونہیوں کے پر دوسرے میں تحریر فرماتے ہیں :-

نال ادا وغریب
 مناجات
 اے رسول کبریا فریاد ہے
 سہا شکل میں چننا ہوں آج کل
 یا محمد مصطفیٰ سہا فریاد ہے
 اے مرے شکستہ فریاد ہے
 گردن و پاے سے زنجیر و طبق
 گردن و پاے سے زنجیر و طبق
 قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے
 یا نبی احمد کو دل پس تو بیا
 یا شہ ہر دوسرا سہا فریاد ہے
 اس لئے صبح و سہا فریاد ہے

تقویۃ الایمان
 ہر کئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھے یا کرے اور دُور نزدیک سے پکارا کرے اور
 جاکے مقابلے میں اس کی دہائی دیوے۔

وَمُعْتَصِمًا بِالْكِتَابِ فِي كُلِّ مَسَافَةٍ

وَمُسْتَبِيعًا الْغُضْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

یعنی ہر سفر پر کتاب کو دست نون افدہ کریں۔

شاہ ولی اللہ صاحب

اطیب النعمان مداح

سید العبد المذنب

افدہ کریں است و رہش نے وہاں طلب کروں غنہ است بر نسبت ہر تہ کہندہ و دریں
 بیت شام است بخیرین اختیار کرد و کواشتمہ اذ ظلموا انفسہم حباؤک فاستغفر
 اللہ و استغفر لہم الرسول فوجہ و اللہ قواہا رحیم۔

لے اٹھتے بیٹھے کسی کا نام لے کر شرک نہ دوست ہے۔ کیونکہ اللہ قتلے فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں۔ اسے سوز و غم میں بھی صلی
 علیہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھو اور سلام۔ اللہ تمہارے فرشتے ہیں کہ یہ صلی علیہ وسلم کا درود
 اٹھتے بیٹھے پکارو اور یہ منع کرتے ہیں کہ شرک ہر جاؤ گے۔ ان کو رضی اللہ عنہ صلی علیہ وسلم سے۔
 اور انہوں نے کواشتمہ اذ ظلموا انفسہم حباؤک فاستغفر اللہ و استغفر لہم الرسول۔ فرقہ دہلیہ اور دیندہ کو چاہیے
 کہ پیچھے نہ ادا نہ تھامے کہ روکیں کہ اگر اودھ سے فرشتے غیر کا نام کیوں رٹتے ہوں۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بد کرتے
 ہیں اور تم ان کا نام ہر وقت پڑھ کر جاسے دشمن کی ہم پر محبت قائم کرتے ہوں۔ اور کواشتمہ اذ ظلموا
 انفسہم حباؤک فاستغفر اللہ و استغفر لہم الرسول۔ اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں۔

مکن دور نزدیک سے پکارنا۔ شرک ہے اس کا جواب اور اگر چاہے چنانچہ نبی صلی علیہ وسلم کو تم بھی
 تقد سے ہر قاز میں ایجا الہی پاکستے ہر لہذا آپ صلی علیہ وسلم بن گئے۔ اہل قبر کو سلام صلی علیہ وسلم اہل قبر
 و خمار اللہ نعم و محزون پکارتے ہوں۔ لہذا آپ کا شرک آپ پر ہوتا اور اگر نبی صلی علیہ وسلم کو تہا

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو نمبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تشدد سستی و کشائش و غلّی و غلّی مرنا و مینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال دوہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک میں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے حشری قادی نقشبندی سہروردی رفاہی یہ سب فرتے پیرو کی طرح ہیں۔

سوم کہ خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہر نام بت دیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا اٹھتے بٹھتے دلیہ مع صلوات پڑھے اور ہر وقت آپ کی ادا کر اور انبیاء و صالحین کو اپنا پشتیبان سمجھے اور ان سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی توبائی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دنیا و عقبیٰ میں جناب الہی سے معظف رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دوائے خیر کا مستحق بنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ پاک کو اپنے تصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصور باندھے تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کر دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے دعوہ اور اپنے سامنے تصور باندھے۔ اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے روضہ اطہر کے پاس منجھتا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی غلامت منست کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور مجھ پر عداوت گزرنے میں مجھے بیماری و تشدد سستی کشائش و غلّی میری زندگی اور مرگ عزیز علیہما غنم حریص علیکم بالمرئین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا کہ

تذکیر الاخوان

۹۹

نام غلام بخش رکھنا اور غلام غلام رکھنا۔ آخری چار شنبہ کو میر کرنا اور بیچ الاول
 میں مولود کی محلِ ترتیب دینا اور جب وہاں ذکرِ حضرت کے پیدا ہونے کا اوسے تر
 کھڑے ہونا۔ دینِ اثاثی کو گیارہویں کرنا۔ عرس میں جانا ملوایا پکانا اور چراغِ بہت
 سے جلانا۔ عید کے روز سیریاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاہد ہیں اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت ہاؤن الہی ہر مومن کوافر کی دیکھے۔ اگلاپنا
 عقیدہ ان تمام امور پر رکھے تو وہابی ہے منکر قرآنی کریم دشمن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا کی طرف سے
 رازدہ رکھا ہے۔ کیونکہ دعوۃ العالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی رحمت کا ساتھی رہتا ہے۔ باقی رہا تصرف
 شیخ قریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف صحابہ کریم کیا کرتے تھے۔

(۱) مسلم شریف: ۱۲۰۱ قَالِ وَكَانَ فِي أَنْظُرَ إِلَى سَوَاقِهِ تَحْتَ شَجَرَةٍ رَأَى فِي شَعْرِ خَلْفِهَا
 کہیں آپ کو برس میں سواک لٹے ہوئے کا تصرف رکھتا ہوں۔

(۲) مسلم شریف: ۱۲۰۱ قَالِ الْغُظْرَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنَبَةِ وَعَلَيْهِ
 عَمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَفِي الْأُذُنِ خَلْفًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ دُرَّتَيْنِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالِ مَنْ فَرَّ بِمَا
 مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ریں تصرف کیا ہوا ہے، گریا کہیں دیکھ رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ
 منبر پر شریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ علیہ کے دو نوپے حضور کے
 دو فرخاؤں کے درمیان لٹھے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے لئے
 تصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف کو بغیر بیان فرمایا
 اور آج شر القرون کی حالت ایسی تنگ ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصرف رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یا تصرف شیخ کو ترک کر کے جس تصرف کا حکم اللہ رب العزت ورسول کریم فرمادیں۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا اصْبِرُوا دَرَا لِبَطْلُوا قَالُوا لَكَ تَكْمَلُ لَفِي لَكُونَ اس
 ایز کریم میں بل شائد نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور بطل پیدا کرنے اور ان کا تعلق

فتاویٰ رشیدیہ

جلد ۲ ص ۱۲۱

سوال :- جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عدس و سوم وغیرہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تزواج ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر و شرک کی کہتے ہیں۔

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دوسرے مسئلہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ ہے ان چار امر میں سے رابطہ امیں قصہ شیخ مصر ہے جو ادنیٰ البصار کے واسطے کافی دلیل ہے دیگر اب فرمائیے جناب کفر کی نشیں ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک زعمید کے دن سیئیں پکانے والا بھی کفر نہیں ہو۔ اور تم نے آخری چار شبہ دے دیے ہیں مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان میرے کو باہر چلا جائے تو اسلام سے غاری ہو جائے بیچارے خیال میں فرقہ واریہ اور یونیدیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چار شبہ کی ہر اسے سچانے کے واسطے کوششوں میں بند ہو جاتے ہوں گے۔

ترجمہ :- اس عبارت سے مسلم ہذا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتوے موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں مہیا کہ جو ہر القرآن ص ۱۲۱ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس فتاویٰ سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بقتل ان کے کیا حال ٹھہرا۔

ترجمہ :- مملو غلامات شاہ عبدالعزیز صاحب ص ۱۲۱ روزے تقریب عرس ہر اور مردی عبد القادر خود بر قبر والد مابہ وغیرہ تشریف فرما سف اول پایہ رفت باوجود بعد مسافت و برقت واپس آمدن سوار آمد قبر پر اپنا ما کہ جد و پدرم بودہ است دست بوسید و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آواز سے دافرود کہ چہرے از مشنوی مولانا دوم بخواند۔

فتویٰ رشیدیہ | جب انبیاء عظیم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا نا جائز ہو گا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔
حصہ سوم ص ۹

۱۹
اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبر پر عسکری اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی پر مستبر اور نعت خوانی جائز نہیں۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اکابر کے سلاح جائز تھے یا نہ وہ قابلِ بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان نئے۔ یہی عقیدے آگے بعد از اباب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منڈوا لیں کہ سوچ کر تم کفر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ مریا نہیں۔ جس کا گولہ اپنے ہی مکانوں کو واپس آ رہا ہے۔ اور اندازہ لگا دو کہ طبعی ہوا یا صغی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مقررہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دستِ پاک اٹھا کر اہل قبر کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چپکے چپکے حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آج کل مروجہ عسکری مقررہ راتوں میں کہہ جاتے ہیں۔ اور ہم جا کر اہل قبر کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعا مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر عزائم کو عزائم پر جانے سے روکا جاتا ہے تو مسرت حضرت عائشہ صدیقہ کی اُسنیت کو ادا کرتی ہر عورتوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف ۱۱۳۱ | حَتَّىٰ جَاءَ الْبَيْتُ فَقَامَ أَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور بیتِ البیت کی طرف
تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور صرف ایک ماں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں
دستِ پاک تین دفعہ اٹھائے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بیتِ البیت میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے عربوں

کے موقع پر قبر میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں ماضی بیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استمداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والے تم جب بچے کا جنازہ پڑھتے ہو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَنَا دُرُوطَا** کیا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھنے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنا دے۔ اور اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔ **سُخَّارِي تَشْرِيفٌ** اے میرے بھائی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہ میں تمہارے پیٹے میں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہو نگاہ ایساں لاؤں اور آپ کو اپنا استمدادی بھیجیں تو تم مسلمے رشتہ داری توڑنے کا فریضے اسے دو تو یہ امر تمہارے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَنَا دُرُوطَا** مانگنے اور **وَأَجِدْ لَنَا شَاوِصًا وَمُسْتَعَفَا** پڑھنے سے میں آپ کا **إِنِّي فَرَّقْتُ بَيْنَكُمْ** فرمایا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

المبدایہ والنہایہ ص ۴۴۴ کا ان البی من اللہ علیہ وسلم یزورہم کلَّ حَوْلٍ فَبَاذًا بَلَغَ نَقْرَةَ الشَّعْبِ یَقُولُ اَسْلَمَ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَبَعَثَ عَقْبَى الدَّارِ شَمْرَ کَانَ اَبُو بکر یُعَلِّدُ ذَٰلِکَ حَوْلَ شَمْرٍ عَمَّہُ کَوْنَهُمَا وَ کَانَ فَا طَمَنَ بَنُو رَمْلٍ اللّٰہِ سَا تَیْمَیْنِدُ فَمَرُوْا عِنْدَ مَسْعُوْدَتٍ عَوَا اَلْعَمْدُ ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کی قبر پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے پہلے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے **اَسْلَمَ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ** تم نے عَقْبَى الدَّارِ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ان کی قبر پر تشریف لائیں تو ان کے پاس مدین اور ان کے واسطے دعا فرمائی ۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گیا اور صحابہ کرام کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا

میشی زیلہ ص ۲ } کسی کو دود سے بچانا اور یہ بھنکا گوشت کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا متنازعہ بنا
کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا۔ تو شرک ہے۔

بہ تم سالانہ عرس کو بدعت کہو خدا نہیں ہدایت دے۔

اے اگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب سنیں بچانا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ
دوکار دیں گے اور ادا دوزخ فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ دنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قبر میں اور دوزخ میں
میں تمہارے چھوڑ دیا ہے۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہذا اب میں نیز انسان نہیں ہوں۔ آپ کا
ناواقف ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدتمندوں کی ہر طرح مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر عقیدہ
نہ کہے تو ہندی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا یہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری
شریف جلد اول میں مذکور ہے۔ عَنْ اَبِي اَسْبَدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
لَا يَكُونُ مِنْ اَحَدٍ كَفَرٌ حَتَّى اَكُونَتْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اِيَالِهِ وَوَدَّ اَنْ يَكُونَ بِاَوْلَانِ اَبْجَعِيَّتِ
اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول ص ۱۰۰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قہار کوئی بھی ہر وہ ہے ایمان رکھے۔ یہاں تک
کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئنی الاسلام من صلی
ابن عمر رضی اللہ عنہما قال عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسلام کی پانچ چیزیں پر بنا رکھی گئی۔ شہادۃ اَن لا اله الا اللہ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہ پہلے گواہی
اس کی لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ بنام اسلام کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن سے پہلے بنا لا اله
اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا اله الا اللہ چھتا رہے تو وہ بھی نامی نہیں

ہر کتاب جب تک کہ عَزَّوَجَلَّ اللہ زبان سے اور نقدِ حق با اقلب سے نہ کہے۔ جس کے اسم شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بال بال سے کفر کو محال دیتا ہے ہذا سر تا یا ایان سے شرف ہر جاتا ہے۔ اور مقرب الہی بن جاتا ہے۔ قرآپ کی ذات پاک کا درجہ بہت دور ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بدستِ سجود شخص جو آپ کے نفع سے دور رہا۔ بخاری شریف جلد ۱ ص ۹۱
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْغَائِقَةِ بِأَمَلٍ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کیج تھیں یا رسول
اللہ نَعْتَانِ مَا أَخَذْتُ لَهَا قَاتِلَ مَا أَخَذْتُ لَهَا مِنْ كَيْفِ قَرَأْتُ
فرمایا اُس کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے اُس نے عرض کی میں نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا تھیں
فَلَا حُزْبَ وَلَا خَدْفَةَ وَلَكِنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ وَرَسُولُهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ
نماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں محبت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ
نے فرمایا کہ اُس شخص کے ساتھ جو گمراہ قیامت میں جس سے تو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ مرم و سلوۃ بغیر محبت اللہ اور اس کے رسول کے کوئی وقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ اسے
احمالی صالح پر صلح ہونے کا احکام دہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبت پر اور شفاعت پر جیسا کہ مذکور بالا حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِتَابِ
مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ
امت کے کبیر و گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ہی سادش کہ کبیر و گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بچنے جائیں
لیکن آپ دو بار بندہ و مہاجر کو آپ سے کوئی نفع نہ پہنچایا تھا اسے سادہ انداز اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے
ابوداؤد کے مذکور بالا صفحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ قَالَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ

بشرا

لَمْ يَرَأَيْتُ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ مِنْ آدَمَ إِلَى نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهُمْ يَنْدَدُونَ بِأَعْلَى نَدَا أَنْ مَنْ دَعَا
أَعْبَدَ اللَّهَ مَا فِي مَعْقِدَةِ الْإِسْلَامِ يُسَمُّوهُ لَيْتَمُ فَعُو كَانُوا

مذہب میں ملے وہی پھر
مذہب

بِقَاعَتِهِمْ كُلِّهِمْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْدَدُ خُلُوفُ الْبَعَثِ

آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سقاہت کے ساتھ ایک قوم مدینہ سے چلی گئی۔

ذِي يُسَمُّونَ الْجَنَّةِ نَبِيِّنَ تَوَجَّتْ فِي دَوْلَةٍ جوں نے اور جنہوں کے نام سے رک

ان کو پکاریں گے۔

اللہ میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حدیث کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ چاہے پھر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخش ہے۔

ابن ماجہ رحمہ اللہ اصحاب کرام کو یہودیوں نے طعن دیا کہ تم شرک پر کڑی نکتہ پختہ ہو ماسا اللہ فشاہ

تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

لَوْ كُنَّا أُمَّةً أَدَارَتْ لَشَرًّا مَثَلًا لَعَلَّكُمْ لَيُنْزِلَ لَكُمْ لِيَاكُرُوا وَجْهَهُ جَابِے پھر محمد چاہے۔ یہ کہنا

جائز ثابت ہوتا۔

اللہ یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے علم پر لے کا انکار کرتے ہیں اور غوغاب

میں تمام انبیاء کو دیکھنے کا حق کرتے ہیں۔ کیا رسالہ اللہ اعظم اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مروی

حسین علی صاحبہا جتنا بھی علم نہیں ہے جو کچھ میں درج ہے جاسوسہ کورہ بالا میں نے تمام انبیاء کو دیکھا

مجھے تھے آدم علیہ السلام سے عباس علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے

ہیں کہ جس شخص نے پکارا اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔

اب مروی حسین علی صاحبہا سے بندہ یہ سوال کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔

کیا آپ اسے تمام انبیاء کا علم تھا جو غوغاب میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرئیل کا لہجہ

جواب القرآن

۱۸۴

اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں منتصر ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دین والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو بتا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ سے علم ربی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ماضی صاحب کرم و ماعونے کی دین سے عرش معلیٰ تک فیضانِ نبوہ اور راستہ نہجِ نبوہ میں بلکہ غیر جبرئیل کے بتائے کے آپ کو مکان تک عروج فرمائی اور بکریم سے جب کلام ہوں اور ایک بات بھی نہ جبرئیل عالم علوی کا اتنا مرتبہ اب اس میں آپ کو نہ حصولِ نبوہ اور تم کو نہ محد و مسجد اقصیٰ میں محد و انبیاء کا علم نہیں اور غواہی اپنی بڑی ثابت کر دو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدا را سوچو کہ انبیاء کے علم کی تفصیل اور اپنے علم کو اتنا بڑا کر کے کیا تبارہی حقیقت آپ کو یہی سکھاتی ہے۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ کے فرمان۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو تو آپ ان کے مصدق کیسے ہو سکتے ہیں جب آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ثابت ہوئے تو برہمیت و کفر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ آپ کی تصدیق کو بھی منکر ہے۔

۱۔ پارہ ۱۱ سورۃ قذہ - وَ مِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ تَجِدُ مَا يُؤْفِقُ قَدَرْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَ صَلَوْتَ إِلَيْهِ فَوَلَّيْتُمُ إِلَّا تَشَاءُونَ تَتَّبِعُوا

سَيِّدُ خَلْقِهِمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ:- اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان

جواہر القرآن

۱۴۹

آج کل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جب نور چھوڑتے ہیں۔

سنا دیکھتے ہیں اور کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے، مگر ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی عزت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ (ارشاد ملی)

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہو گئے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے نذر با مصداق الہی خرچ کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس نذرانے کے خرچ کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرما دیں گے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہم صحابہ میں جو خرچ کرنے سے آپ دعا فرمائے ہیں جس کے باعث اللہ تعالیٰ بھی قریب کر لیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرماتے ہیں اور تمام کائنات میں جیتے ہیں تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بافق الاسباب باذن الہی ہمارے ہر کام میں تصرف فی الامور میں دعا سے یا اپنی کرم نوازی سے۔

۲۔ قَوْلُهُمْ اَتَاَوْا بِهٖمْ مِّمَّا كَفَتْ لَظْفِرُهُمْ وَاَنْزَلْنَاهُمْ فَاَوْصَلَتْ عَلَيْهِمْ نَحْلٌ مِنْ اَنْزَلْنَاهُ سَمِيعٌ هَلِيسٌ۔

ترجمہ کیا:۔ آپ ان کے مال میں سے صدقہ جس کو یہ لٹکتے ہیں اے نیچے جس کے دینے کے اذریعہ سے آپ ان کو گوں کو گوں کے آثار سے پاک و صاف کر دیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب طینانِ رقبہ ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعتراف کو خوب سنتے ہیں اور ان کی ندامت کو خوب جانتے ہیں۔ (ارشاد ملی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانے لینے کی طرف رغبت

مصدق ہے ہیں۔ جیسا کہ ابوبکرؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جس سے انبیاء و ادبیا کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہو گیا۔ ۱۲) پھر اللہ تعالیٰ نے نذرانہ لینے کے بعد اُن کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور وَتَطْفِئُھُمْ کے ارشاد سے متصرف فی الامر ما فوقہ اسباب بنا دیا۔ اور اُن کے تزکیہ نفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامر ہونے پر دال ہے۔

وَصَلِّ عَلَیْھِمْ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کر کے اور اُن کو گناہوں سے پاک کر کے اُن کے حق میں دعا فرمائیے۔ کیونکہ آپؐ کی دعا سے اسی تزکیہ پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے یہی محمول بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔ اور اب تک یہی محمول ادیبائے عظام کا ہے کہ جب کوئی مردہ اُن کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظر و لایت سے اُن کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ بعد ازاں اُس کی ثابت قدمی پر اللہ سے اُن کے لئے دعا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ مریدین صحیحہ السیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ رہا نذر کا کھانا تو بن مان کا یا جن طعام کا نذر قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی انہی کو اسی طریقے سے نذر مان سے تو نذر کا ادا کرنا بھی دیکھو فَوُتِدَ وَذُکُّوْا کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہو گا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ بخیر :- اِنْ سَأَلْتَهُمْ عَنْ نَفْسِکَ الْمَیْمَنَةِ وَالْیَمَنِ لَخَبْرٌ شَدِیْدٌ وَمَا اٰھِلُکَ بِمِ بَعِیْرِ اللّٰہِ فَمَنْ اَضَلَّکُمْ عَنْ بَآغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِشْرَکَ عَلَیْکُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ :- بیشک خدا نے حرام کیا ہے تم پر مرد و کو اور خون جو جاری ہو اور گوشت سور کا اور وہ جانور جس پر آواز نکال جائے سوائے خدا کے اُس کے ذبح کرنے کے وقت میں تو ان کے نام جو ذبح کیا پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو اُن حرام چیزوں میں سے کسی کا کہ لذت کے لئے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو یونہی دیکھو اور وہاں بیٹے مقتدین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآن کریم کے کئے ہیں اُن کو ٹھکر کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کر دیے ہیں جیسا کہ ملاحظہ ہو

بیشتر اللہ کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب نے چاروں ہی جگہ پر ان آیات کے ماتحت یہی ذکر کیا ہوا
کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبند یہ شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام غفر
صاحب جو اہل القرآن نے صفحہ ۵۲ پر ابامام امیر جمین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے
واسطے امام امیر جمین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے
ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً
اسی مقام پر چنانچہ ایسے ہی علامہ نووی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

مسلم شریف ۱۶۶ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ والی حدیث کے تحت نووی نے فرمایا ہے قولہ تَعَلَّیٰ وَمَا اَهْلٌ بِہِ لِغَیْرِ اللّٰہِ اے رفیع الصَّوْتِ عِنْدَ ذِیْجَبْہِ لِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ یعنی اللہ کا فرمان وَمَا اَهْلٌ بِہِ کا مطلب یہ ہے کہ مجازاً کر فریغ کرنے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے ملنے نہ دیا۔

تمام کر تین اور مفسرین نے ساڑھے تیر سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے۔ جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔
تفسیر کبیر ۱۲۔ فَمَتَعْنِي قَوْلُهُ وَمَا آهِيْدٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ یعنی مَا ذَبَحَ لِأَصْنَامٍ وَهَؤُلَاءِ
قَوْلٌ مُّجَاهِدٌ وَالصَّحَاحُ وَقَدْ أَتَتْهُمَا آهِيْدٌ كَمَا مَعْنَى جَرُّهُنَّ كَمَا فِي وَسْطِهِ وَذَبَحَ كَمَا بَايَعُوا
اور صَحَّاحُ وَتَمَادَوْا فِيهِ بِهِيَ تَرْجُمَهُ كَمَا هِيَ۔

البدایہ والنہایہ ۹ خذوا التفسیر عن اربعۃ سعید بن جبیر وجامعہ عثمانیہ
 وحقاک فی ذالکبیر پر شاہ صاحب نے حقائق کے ترجمہ کو معتبر کہا ہے۔ تقرب الی غیر اللہ کے
 واسطے ہمارا کوئی حنفی ذریعہ نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہر وہی ایصال
 ثواب کی نیت سے ذریعہ کرتا ہے۔ اور علامہ خطیب التفسیرات الاحمدیہ ص ۱۲۱ مصنفہ ملا حیران
 جن کی کتاب علم احوال فقہ میں ذرا لاف اور تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وويل للذين كفروا من ألم النار وويل للذين كفروا من ألم النار وويل للذين كفروا من ألم النار

وَقَتَّ الذَّبْحُ دَانَ كَالْوَايْدُ نِيَالَهُ

ترجیہ۔ اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ کائنات جو نذر کی گئی اور دیار کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے ملال طیب ہے۔ کیونکہ اُس پر نوح کے وقت غیر اللہ کے نام کو ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اُسی کے لئے نذر مانگتے ہیں۔ یہ ہے فتوے ملا حیرین کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان فرمایا ہے اب شاد رفیع الدین صاحب کا فتوے اسی کے متعلق جس کو دیوبند یہ ضمیمہ کی طرح حرام کہتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں۔

فتاویٰ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب صحت و نیز بعضی مروجہ آثار ان جاندار مثل گاؤں و گوسفند و مرغ و غیرہ بر مقابلہ بزرگان بطریق نیازی آئے آمد و خدا را میدهند و قید و حج مطلق نمیکند مثل نفقہ و شیرینی نیاز کرده میرند خدا آں راه مختار اند اگر خواهند حج کنند و اگر خواهند فروخته و بندهای قسم برآیند چنانچه خداوند را اینجا فائدہ چند نوسشتہ میثاق کمالی نافع گرداند یکے آنقدر و نیاز میکند برائے سورتی سہ قسم است یکے برائے محرمین و آن محمود است زیرا کہ اعانت است آن مومنین را برائے حصول ثواب و دفع مذاب و داخل است در امر اَدَّاسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ تصدق برائے سورتی و حدیث بابائے بیار و آورده شده است و از آن جمله سائقی سعد بن عباد و چاه را وقف کرد آن برائے ثواب مادر خود و گفتن آن خذْ الْإِيجِدْ سَعْدٌ و دیگر در خبر است از نابین کرام مَلِكُ السُّلْطَانِ يَحْتَبِئُ إِلَّا طَعَامًا مِّنْ الْمَيْتَةِ أَوْ بَعِيَّتِ قِيَمًا و شواهد ای بسیار است.

ان عبارات مذکورہ بالا سے تدرک ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم حناٹ ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نفع دنیا دیتے ہیں جن سے ہم مندوبین سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نفع ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہانے حرام رکھا ہے وہ بھی مندوبین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذر دیتے ہیں ہمیں مندوبین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب اُن کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیر پیران لاہور کو تقرب ہوتا ہے اور اعتقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دینار دے اور یہ فرمان جائز ہے۔

در بیاضی ۱۲۳ مطبع دلی، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرَ اللَّهِ رَأَى رَفَعَ بِهِ الصَّوْتُ
عِندَ ذِي الْجَنَّةِ لِلصَّغِيرِ

در بیاضی ۱۲۴ م ۵، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ
كَفَرُ بِغَيْرِ بَابِ الْمَلَأَ وَالْعَوَى عِندَ ذِي الْجَنَّةِ

در بیاضی ۱۲۵ م ۲، أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
بِشَقَاتِ

رَمَازُنْ جلد اول ۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ جلد ۲ م ۱، أَذِنَا أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ جلد ۲ م ۲، وَمَا أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
مَعَالِمُ التَّرْتِيلِ جلد اول ۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
مَعَالِمُ التَّرْتِيلِ جلد ثانی ۱۱، وَمَا أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
خَيْرِ اسْمِ اللَّهِ -

مَعَالِمُ التَّرْتِيلِ جلد ثانی ۱۱، أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
ابن کثیر جلد اول ۱۱، وَكَذَلِكَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ مَا أَهْلَ بِهِ خَيْرَ اللَّهِ
وَعَمَّا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
ابن کثیر جلد ۲ م ۱، وَمَا أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
خَيْرِ اللَّهِ فَلَمَّا خَرَجَ

ابن کثیر جلد ۲ م ۱، وَمَا أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
ابن کثیر جلد ۲ م ۱، وَمَا أَهْلَ خَيْرَ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
فَلَمَّا خَرَجَ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ

۱۲۵، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي قَالٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعَمَّرٌ عَنْ

تَنَادَوْا فِي قَوْلِهِ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ قَالُوا مَا ذُنُوبُنَا أَلَمَّا نَسْتَدْعِ
عَلَيْهِ -

۲۶۷ حَدَّثَنِي الْمُشْتَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَرِيْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَيْثِلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي
نَجِيْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ
۲۶۸ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي قَالَ ابْنُ خُبَيْبٍ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ قَالُوا مَا أُمِرْتُ بِهِ لِيَطْلُوَ أَعْيُنُ
۲۶۹ حَدَّثَنِي الْمُشْتَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ لِيُنْظَرَ مَا أُمِرْتُ لِيَطْلُوَ أَعْيُنُ كَيْفَ لَيْسَ
مَا ذُنُوبُنَا لَعَنَ اللَّهُ -

راہنہ جریہ جلد ۴ ص ۱۸۰ ما ذُنُوبُنَا لَعَنَ اللَّهُ نَصَابِ شَتَمِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
۳۱۰ تفسیر نیشاپوری جلد ۴ ص ۱۸۰، وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ مَعْنَاهُ رَفَعَ بِهِ الصَّوْتُ
لِلْعَنَنِ -

۳۱۱ تفسیر نسفی جلد اول ص ۱۸۰، وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ رَاۓ ذُنُوبُنَا وَلَا أُصْنَاہِ
۳۱۲ تفسیر نسفی جلد اول ص ۱۸۰، وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ رَاۓ رَفَعَ الصَّوْتُ
بِهِ لَعَنَ اللَّهُ وَهَوَّتُوا لَهَا بِاسْمِهِ لِبَلَاءِ اللَّعْنَةِ عِنْدَ ذُرْبِهِ
۳۱۳ تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۱۸۰، أُمِرْتُ لَعَنَ اللَّهُ رَاۓ رَفَعَ الصَّوْتُ عَلَى
ذُرْبِهِ بِاسْمِهِ عَنِ اللَّهِ وَرَاۓ بِالْعَنَنِ -

تمام اہل سنت و جماعت کی متفقہ تفسیر نے کھودیا کہ وَمَا أُمِرْتُ لَعَنَ اللَّهُ
کے معنی یہ ہیں کہ دُوح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے لیکن تمہیں یقین نہ آیا کیونکہ اہل سنت
والجماعت میں آپ دیربندی دہائی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا
نہ مخالف اگر اُمِرْتُ لَعَنَ اللَّهُ کو مطلق بناؤ گے تو آیت کے پہلے جملوں کو بھی مطلق قرار دینا

پڑے گا۔ کیونکہ معصوم معصوم الیہ کا مقام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق مراد ہیں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلْبَاقِرَہُ عَلَیْکُمْ اٰمِنٌ وَاللَّہُ وَاللَّہُ الْحَبْرُ یَزِیْرُ مَا اٰہِلٌ بِہِ لَعْنٌ اِلَّا بِہِ اِنَّہُ مَحْرَمَاتٌ سے پہلی چیز میت ہے یعنی مردہ اس سے مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد بن حنبل داؤقطنی (۲۳۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے عن عبد اللہ بن عباس اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قال عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَحَلَّتْ لَنَا مِیْتَانِ الْحَوْتَ وَالْجَسَادُ ہمارے واسطے دوسرے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مڑی۔ اٰہِلٌ یہ جنتیہ اللہ کو مطلقاً حرام کرنے والو مڑی اور مچھلی دو مردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے واسطے دو مردہ سے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مڑی۔

اس آیت میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق مڑی اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونوں کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہیے تھا کہ آپ دونوں پر حرمت کا فتوے دیجئے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمر سے ابن کثیر جلد اول (۲۰۵) اَحَلَّتْ لَنَا مِیْتَانِ دَخَمَانِ الْمِیْتِ وَالْجَسَادُ وَالْمِیْتِ وَالْمِیْتِ اَلْبَاقِرَہُ عَلَیْکُمْ اٰمِنٌ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردہ سے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ تین مچھلی اور مڑی اور دمان یعنی دو خون مگر اور حلال لہذا اس حدیث سے کی اللہ تعالیٰ کا اطلاق مچھلی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خون حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریح کے مطابق مگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہیے کیونکہ مقید ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چیزہ آنتیں بال مگر تلی فوٹے وغیرہ آپ کو کھا لینے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَا اٰہِلٌ بِہِ لَعْنٌ اِلَّا بِہِ اِنَّہُ مَحْرَمَاتٌ کو اگر آپ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یَتَوَدَّوْنَ مِیْسَمَدَیْنِ مَثَلُ

أَفْعَا جَا ذَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِ دُرُصَاتُهَا إِلَى الْخَوَلِ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ جَن مَرُورَتِ كَسْ خَاوندوت
ہر جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ ان کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت
بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکارا دی جاوے گی جب اس عورت پر غیر اللہ کا
نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی و ہابی کو نکاح
نہ کرنا چاہیے بلکہ حرام نہ بنی چاہیے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہو گئی۔ حالانکہ آپ اس سے
نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام
قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام
پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ
غلط ہے کیونکہ سیاق و سباق کلام جاندار اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا سابقل مبیۃ اور
ذَمَّ اور لَحْمِ خَنَزِيرٍ حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَا أَهَيْكَ لَغَيْبِ اللہ بیہ بھی
حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک نران کا کھانا حرام ہی
ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح رہا سم اللہ تعالیٰ ہی تو اللہ نے کھانا حلال
کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کو کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح
مؤثر ہے تو بعد از ذبح کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھالی۔ دم
کھالی۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام
ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو حقیقہ کا بکریا و بید کا جائز بھی حرام
ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جانا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے۔
نران پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدے کے مطابق قصاب نے گوشت مرلے کر کھانا بھی
حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ
کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پسلیں

ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک ما اہلک بغیر اللہ میں شریک داخل ہو گیا کیا
پھر قصاص سے حرام ہے کرکھاتے ہو۔ خدا را سو پر قرآن کریم کو ایسے دہکاؤ جس سے مسلمانوں میں تفرقہ
پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کر اسلام میں دشمنی افشائی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت
ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ما اہلک بغیر اللہ یہ اگر مسلمان ہو کر کھا یا مبادے تو مائزہ ہر مباد
کا محمل سے بات کرو جی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویج کے وقت فرمایا دیکھو مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۹
اَخَذَ الْبَكْشَ مَا فَخَّخْتَهُ ثُمَّ ذَنَبَهُ فَقَالَ يَسْبِقُ اللّٰهُ ثُمَّ قَبِلَ مِنْ مُحَمَّدٍ
فَالِ مُحَمَّدٍ مِنْ اَمَةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ خَنَى سَيْبَ بَنِي صُلَيْبٍ صُلَيْبٌ مِنْ مِثْلِهِ كَوَيْلُ
تو اس کو لایا پھر ذبح کیا۔ اس کا اس وقت فرمایا میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ لے اللہ تو
قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی اہل کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو کیا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ شرک کیا
اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھا یا کچھ سوچ پھر بولو۔ اور اس عقیدہ سے تو یہ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ کریم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سجا ہے وہ صحیح ہے
جو تم نے سجا ہے وہ غلط ہے۔

دوبلی ہم تو دیار و انبیا کی نذرین دینا غنیمت کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت
ہے اور عبادت فیرا اللہ کے واسطے حرام ہے۔

نذر کے معنی اصطلاحی

محمد عمر

الَّذِي إِذَا أُذْجِبْتَ عَلَى نَفْسِكَ شَيْئًا بَرَعًا مِنْ عِبَادَةٍ
أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ أَوْ لَكَ وَشَكَرُوا لَكَ مِنْهُ تَأْكُلُ الْإِهْمَرِ
أَوْ تَحْذَرُ أَهْلًا أَوْ تَقِي بِهِ لِقَاءَ إِيحَابِهِ۔

مجمع البحار

جلد ۲ ص ۳۲۶

تقا مونس جز ثانی ۱۴۰۔ نَذَرًا وَحَبَبَةً

المعجم ۸۶۸۔ نَذَرٌ نَذَرًا وَنَذَرًا۔ أَوْ حَبَبٌ عَلَى نَفْسِهِ مَالِيْنٍ يَوْجِبُ

مفوات داغ ۵۰۶۔ اَلَّذِي اَنْ تَرْجِبَ حَتَّى تَفْشِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ
لِحَدُوثِ اَمْرِ۔

نذر اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں۔
کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت ہو یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہو کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا
اولیٰ اور بہتر ہے یہ شخصیں نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت
ہی ہوتی تو اللہ تعالیٰ نَذْرٌ وَهَمٌّ فرماتے بلکہ نَذْرٌ۔ اللہ فرماتے تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر محض
عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ مالا نذر یغلط ہے
نہیئے۔

مسلم شریف ۱۳۵۲۔ عَنْ أَبِي مُرَيْذَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
نَذْرَ فَاِنْ اَللَّهِ لَا يُغْنِي مِنَ النَّذْرِ شَيْءٌ اِنْ اَبْنَا
يُخْرِجُ مِنَ الْجَنَّةِ

ترجمہ:- ابو مرثدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم نذر نہ مانو اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو بڑا نہیں لگتی۔ رسول اللہ اس کے ادر کچھ
نہیں کہ اللہ تعالیٰ سبیل سے مال کو نکل آتا ہے۔

نسائی شریف ۱۳۵۲۔ عَنْ أَبِي مُرَيْذَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
نَهْنَى عَنِ النَّذْرِ اِبْرَاهِيمُ رَوَيْتُ عَنْ عَنِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اسے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ
ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے
اور یہ فرقے دینا کہ خدا کے واسطے جائز ہے اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے
ملاقات ہے البتہ اگر کوئی نذر مانے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر کو

پُرانا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذرمان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذرمانی
 ہوئی کو پورا کرنا واجب ہے۔ لہذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اُس کو ادا کرتے
 وقت نافذ یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ
 ہی کا حکم ہے۔ انبیاء و اولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر نافذ بلا معاوضہ
 خدا واسطے اُن کی طرف سے اپنی نذر فتراپ خرچ کر دے تو اُس کا ثواب منقولہ کو یعنی اطیاء و انبیاء
 کو صدقہ کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعدؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ حبیبہ کی طرف
 سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت فرمائی۔ جب حضرت سعدؓ نے عرض کی فَتَلَمَّا اَجَزْنَا نَقْدًا فَتَتْ
 عَنْهَا قَاتَانِ لَعَنَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا اگر میں اپنی ماں حبیبہ کی طرف سے
 صدقہ کر دوں تو اُس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں مسلم شریفہ جلد
 مسلک تو یہ کہنا کہ منقولہ کو نہ چو کہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی یہ عقدہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حل فرمادیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل اولہ
 اربعہ سے ہے۔ باقی رہا ہر اراکین کا منع کرنا تو اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ زبیر الدین دہلوی نے ظاہر
 فرمادیا ہے۔ فتاویٰ خیر یہ جلد اول مش میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاہدین مالدار نافذ سے زبردستی نذر کہ
 مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بلا کر نذر دوائی گئی۔ کہ اس نافذ نے ہمارے شیخ کی غلاں نذرمانی
 حتیٰ۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے اب یہ جہیں نذر ادا کرتا ہے۔ یا قاضی کے پاس منقولہ نذرے جاتے
 کچھ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقط هذا امشہ منقولہ اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی
 بلکہ لاشی کے زور سے چار دیو کی گئی۔ نافذ کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غراما کیوں کا حتیٰ بھی ضائع ہو گیا۔ اور
 نااہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے نافذیں کی اس مصیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدین نے ہر اراکین
 میں منع فرمایا ہے۔ جو اُن کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر بیخونی مذہبی تو نذر کو پوری کرنا
 اور مجاہدوں کو دنیا منع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہر یا غیر اللہ ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا
 ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذرمانی کہ یا اللہ

پہلے ہی قبر سے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام اس وقت کے امام بلاشبہ تھے مریم علیہا السلام کا اُن کو کفیل بنایا اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا یہ ابتداء سے چاہا رہا ہے۔ یہ یقینی بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے روکا نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اجازت فرمائی جس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے۔ چنانچہ اسی نذرانیہ کرام سے بھی ثابت ہے جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف بر متعصبین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تأیید بغدادی جلد اول ص ۱۲۳
وَعِنْدَ الْمُصَلَّى الْمَسْجُودِ يَسْكُو الْعَبْدُ كَانَتْ تَجْرُجُ يَتَرَكُ يَتَسَبَّرُ
النَّدْوُ وَيَتَنَاقُ اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذر سے
پہچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنْ الْمَذْنُونُ فِيْهِ رَجُلٌ مِّنْ وَلَدِ عَلِيٍّ
اَوْ كَالِبٍ يَّتَبَرَّكُ النَّاسُ بِزِيَارَتِهِمْ رَحِمَ سَحَرَتِ عَلِيٌّ كِىْ اُولَادِهِ اَيُّ مَذْنُونٍ
ہے۔ لگ اس کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں وَفِيْهِ نَذْوٌ لِّلْحَاجَّةِ مِنْهُمْ لِقَضَائِهَا حَاجَتُهُ
الگے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے درپے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔

وَاِنَّمَا شَهِرَ بِقَبْرِ النَّذْوِ لِأَنَّهُ مَا يَكَادُ يَنْدَلُّهُ نَذْوُ الْأَصْحِ وَبَلَّغَ النَّازِرُ
مَا يَرِيْدُ وَلِذَلِكَ الْوَقْتُ الْمَسْنُوْرُ اَنَا أَحَدُ مَنْ نَذَرَ لَكَ مَرَّةً اَوْ اِلَّا اُخْلِيْنَا
صَبِيْرًا نَذْوَرُ اَعْلَى الْمَعْدِ مَتَعَدَّرَجٍ بَلَّغْتُمَا وَلِزِمَنِ النَّذْوُ وَفَوَيْتُ بِهِ

اور سو اس کے نہیں قبر نذر سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانا گئی جو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

پر حلال نہیں کرتا۔ جیسا کہ گوشت کو کسی مرض کے لئے منع کر دیا جائے زندقہ سستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہوگا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ حرام فرماتے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نذر کو علی الاملان منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیون نے جو عالمگیر کے استاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی ص ۲۹۔ اَنَّ الْبَقْرَةَ الْمُسَدَّ فَذَہُ وَلَا ذَلِیْکَ اَوْ کَمَا هُوَ التَّسْمِیُّ فُضِّلَتْ اَحْلَالُ
 طیب (یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال پاک ہے کیا ملا جیون جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقیہ ہونے کی سہولتیں ہو پھر فتویٰ کفر لگاؤ گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی منکرہ اشیا کو حلال پاک ہونے کا فتوے دیا۔ کیا ان کے مذاہب فقہانہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو ان پر فتوے کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں رہا جس نے ان کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف شک کیا ہوا ہے اور علماء نے جو کفر کا فتوے دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَعْدُوا لِمَا کُفِبْتُ اَلَسْتُمْ کَاذِبٌ مُّذْ اَحْلَلُوْا وَهَلْ اَحَدٌ اَهْرَ لِفَتْوَا عَلٰی اللّٰہِ الْکَذِبِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَوُوْنَ عَنِ اللّٰہِ الْکَذِبِ لَا یُعْلَمُوْنَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دوسرا) عِنَّا یَقْرُبُ عِبَادُ اللّٰہِ یُحْجِزُوْنَهَا لِقَابِہِمْ اَوْ یُفْتَنُوْنَ بِهَا الْمُنْذِرُ
 وَ یَحْجِزُوْنَ یَوْمَ کَانَ شَکٌّ مِّنْ طَیِّدٍ ا۔ ترجمہ۔ ایک پشہ ہے جس سے پیسے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو صحیح چلاتا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی بُرائی پھیلنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں یَوْمَ کَانَ شَکٌّ مِّنْ طَیِّدٍ عام ہے۔ نارح کے عزم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللّٰہِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل یَوْمَ کَانَ شَکٌّ مِّنْ طَیِّدٍ

اور یہ قدر بھی اختیار علیہ السلام کو جب بیمار اللہ ہونے کی حیثیت میں اور ادویہ کریم کو ادویہ اللہ ہونے کی حیثیت میں جائز بھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہے اسی واسطے جیسا کہ اللہ واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ادویہ اللہ اور ادویہ اللہ کے ادواہ کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں اللہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی شریعت میں یہ قدر مطابق حدیث شریف الشیطان ہے یا اللہ صانع ہا اگر اللہ صانع ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتوے غلط ثابت ہوگا۔ اگر اللہ شیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ادویہ الرحمن اور ادویہ الرحمن کو اس نے اولیٰ اللہ شیطان اور اولیٰ اللہ شیطان کہہ دیا۔ اور یہ کہہ رہے۔ اور کافر کا فتوے شرعاً مستند نہیں۔ لہذا نذر کو حرام کہنے والے کا فتوے اذروئے حدیث شریف مستند ہوگا۔

ترمذی شریف عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ ایستغفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول مسئلہ ۱۰۰
میں سعد بن عباس سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا۔

مشکوٰۃ شریف ۲۹۷
نذر کے متعلق جو اس کی ماں پر لازم تھی اس کے پورا کرنے کے پہلے فوت ہو چکی تھی
البدواؤ جلد اول مسئلہ ۱۰۰
فتاویٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذینہم عتقاً
ترمذی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کر دے۔

جب امی قبور کی مانی ہوئی تھا اس کی طرف سے تقسیم کی جائے تو اس کے ذمہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا فتد بدو لا تکن من المنحکون اب اس حدیث شریف کے رو سے آپ کو تین مسئلوں سے ایک پر ایمان ضرور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پر ایمان لے آؤ پھر تو کچھ ایماندا بن جاؤ۔

(۱۱) مطلقاً نذر شرعی کو میتہ کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۱۲) آپ مختار کل ہیں جو علم، المعمر، اجازت فرما رہے ہیں۔

(۱۳) آپ کو علم غیب ہے کہ یہ میتہ کی نذر صحیح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میتہ نے صحیح مذہبی مالی جس کا آپ کو علم یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تخریق اجازت فرمادی تینوں مردوں میں تم اپنے فتنے کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں میں سے آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہاں تینوں مسنوں سے الحاکم کرنا حدیث صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اَبْدًا تَفْلِحُوا۔ اب طاعة اللہ کا مقسم مذہبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیانت فرماتے ہیں۔

ابو داؤد } اَنْ اَصْرَهُ ثُمَّ اَتَتْ اَبْنَى عَلِيٍّ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ
 مشکوٰۃ شریف } اَللّٰهُ اِنِّيْ سَدَرْتُ اَنْ اَصْرَبَ عَلٰى نَاسِكَ بِاَلَّذِيْ تَاَل
 ۲۱۱ } اَذِيْ بِنْدِيْكَ تَاَلْتُ اِنِّيْ سَدَرْتُ اَنْ اَذِيْجَ بِمَكَانٍ كَذَا
 ۲۱۲ } اَوْ كَذَا اَمَكَانٍ يُّدِيْجُ فِيْهِ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ تَاَل
 اِبْنُ مَرْثَا تَاَلْتُ لَأَقَالَ بِوَيْثِنٍ تَاَلْتُ لَأَقَالَ اَذِيْ بِنْدِيْكَ

تخت ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی کہ رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دین بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پوری کرے عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے عرض کیا نہیں۔ فرمایا وٹن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر کو پوری کر۔

فرق صنم و دین

میدودی من ابن عباس وَ قِيلَ اَلْصَّنَمُ اَلْمُتَّخَذُ مِنَ الْخَوَاصِرِ
 المصباح النبیر } اَلْمُتَّخَذُ بِمِثْلِ اَلَّذِيْ تَدْعُوْكَ وَ اَتَاكَ هُوَ اَلْمُتَّخَذُ مِنَ الْخَوَاصِرِ
 ۲۱۳ } اَلْخَفِيْ - ابن عباس سے روایت ہے کہ صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر

معدنیہ سے لڑا حال کر بنایا جاتا ہے۔ اور دشمن اس کو کہتے ہیں برتھور اور کڑی سے بنایا گیا ہے۔

۱۱. حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نذر دوت کی اجازت فرمائی۔ جو تین افراد سے خالی نہیں۔

۱۲. دوت بجانے کا ثبوت ثابت ہوا جس کے بجانے سے آپ کو شرک کو چھوٹا ہے۔ اگر دوت بجانا شرطاً جائز ہوتا تو آپ بجانے کی اجازت نہ فرماتے،
۱۳. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کرنے کا ثبوت۔

۱۴. انبیاء علیہم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی سود کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ خدا واسطے دوت بجانے کی نذر مانی ہی نہ لگتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عورت نے نذر مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو اس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی دوت بجا کر نذر کر لیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واسطے نفیوں مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ الداس کے رسول کی رضا کے واسطے اپنی مندرجہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا ان کے مقابلہ کے سامنے ان کی ادواج کو ثواب پہنچا کر طرہ مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور جاہلیت کے متعلق عرض کیا کہ اُس میں نذر کے بجز کو کوئی کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو سال کے علاوہ جواز کا فتوے فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو تینوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا۔ جن کے واسطے نذر کا جائز فوج کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اولی اللہ کے واسطے عین صافست ہوئی تو آپ تینوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی متنازع فرمائیے۔ لہذا اپنی راستے سے قرآن و حدیث کے خلاف انبیاء و اولیاء کے ادواج کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ مخالفت فی الدین ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا اجتہاد جو محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ مالا کہہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِحَارِ شَرِيف إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى بَنِي فَلَيْثَ ثَقُلَتْ أَذُنُهُ يَا الْخُزْبُ وَكَأَنَّكَ تَرَى
 بِلْد ۲۱۶۲ إِلَى عَبْدِي بِبَنِي لَحَبٍ إِلَى قَوْمِ ثَرْوَشَ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي
 يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِأَنْدَادِ حَتَّى أَجْبِتَهُ فَكُنْتُ مَعَ الْوَدَى سِتْمَةً بِهِ وَلَبَسَ
 الْبَدَى يُمِصُّ بِهِ دَيْدَكَ الْوَدَى يَبْلُغُ بِهَا دَسِجْلَهُ الْوَدَى مُمِصُّ بِهَا دَاخِلُ الْوَدَى
 لَأَعْبِثَنَّهُ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے دینی سے دشمنی کی
 میں اُس کو احاطہ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ہر ب کسی مفوض چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں
 ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ فراتل کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اسکو اپنا محبوب
 بناتا ہوں کہ اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ بنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں جس
 سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس
 سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے گا اسکو ضرور ملے گا ہوں۔

اب فرمائیے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیبت میں معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دود
 پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر ادا یا اللہ کرے مثلاً وَعَلَى عِوَابِ اللّٰهِ
 الصَّابِرِينَ وغیرہ کہے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اُس کے بدلے
 کا ذکر ہوگا اُس کا ذکر ہے۔ اور اُس کے بندوں کی خدمت اللہ ہوگی کیونکہ وہ من دون اللہ ہیں اور
 ذَا ان کی خدمت من دون اللہ۔

کنز العمال { ذَكَرُوا الْأَنْبِيَاءَ مِنَ الْعِبَادِ ذَكَرُوا الصَّالِحِينَ كَفَّارَةً لِأَسْيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 جلد ۶ ص ۱۱۹ ذکر عبادت ہے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

فہامی

تم لوگ جو من دعوت اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی مندیوں ماننے والے یعنی غیر من
دلوں کی تڑائیے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیجے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ شَدَّ عَزْمًا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْفَتْمِ
وَمَنْ مِّنْ ذَهَابٍ بِمَنْ يُعَتِّقُونَ كَذِبًا أَجْزَاءَ الْبَشَرِ كَانُوا لَكُم مَّا عَدَاوَةٌ كَانُوا
بِعِبَادَتِهِمْ كَانَفِرِينَ

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب
نہ دے گا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جنہوں
اور فرشتوں اور جنوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا
جواب نہ دیں گے قرآن نے تمہارے اس پکار و غیرو کو اور ان کو حاجت روا بھد کر نذریں دینا یہ تمہاری
گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ تمہاری اس پکار و غیرو کا قیامت کے دن انکار بھی کریں گے۔ یہ سنی
داخل دلیل ہے جو تمہارے اس فعل کی مذمت کر رہی ہے۔

محمد

صحابی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدسننے کی
کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرمادے زیادہ
حقیقت کی طرف اگر نہ جی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا
ہے وہی ملاحظہ فرمائیے تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گوشے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم
نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں دکھتے ملاحظہ
ہو مولوی اشرف علی صاحب فقط انہیں اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کو چھوڑ
کر ایسے معبود کو پکارتے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے۔

کیوں جناب اب فرمائیے مولوی اشرف علی صاحب نے قوموں سے منشاء الہی کے مطابق
کہنا۔ کہ بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اللہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا
معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان و ہریت ہی ہے کہ اولیاء اللہ

اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مسادات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں کے روکی ایت چسپاں کرتے ہیں۔ اور اگر تم من کو عام بھرا اور اس میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو شامل کر لو تو اس کی صفت لَا یُخِیْبُ لَہِ اِنِّیْ یُوَدِّ الْقَیْسَ ان کے لئے صحیح درست نہ ہوگی۔

(۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نمازیں وَالصَّلَاۃُ وَالطَّیَّبَاتُ اَسْلَماً عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کر کے تم بھی صلوٰۃ و سلام کے تحفہ و بار و رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو عیا کر تم پس و پیش تمام مواعیات خیر پر صلوٰۃ و سلام کو بڑا مسئلہ ہر نمازیں میں بھی ترک کر دو تا کہ تمہارے عقیدہ کا ناقض رفع ہو جائے۔

(۲) اور اہل فہر کر تم بھی اسلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ من لَا یُخِیْبُ لَہِ اِنِّیْ یُوَدِّ الْقَیْسَ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گراؤ تو ہر کیونکہ تم بھی اہل فہر کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

(۳) اگر منشاء الہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل فہر گروشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ۲۵ وَ اٰمَنَّا مِنْ قَبْلُكَ مِنْ رَّسُلِنَا اَرْسُلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے من حدون اللہ کو پکارنے کا حکم فرما کر شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کیجیے قرآن کریم ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کرو مخالف پر فہمی شرک جڑنے کے لئے آیت قریم نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود مادہ ہر جادے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تو ثابت ہوا کہ من حدون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھر سے ہوتے نہیں ہیں۔

بلکہ صنعت کنندہ ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوۃ گریائی عنایت فرما دے گا تو وہ چونکہ عبادت غیر مستولہ ہیں تو وہ ان کفار کی عبادت سے اپنی بے خبری کا اظہار فرمادیں گے اور اگر اسی حکم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن کریم نے جو ان کی سفارشات اخروی کا ذکر فرمایا ہے غلط ثابت ہوگا اور نہ کہیں رب العزۃ نے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کی اخروی اولوکیاں فرمایا ہے نبیؐ

الْأَخْلَافُ يَوْمَئِذٍ لِّغَضٍّ عَنَّا إِلَّا الْمُتَّبِعِينَ قیامت کے
زخرف ۲۵ | دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متبعین کے، فقط
 متبعین میں نبیاء کرام اور اولیاء اللہ و ذوالہ ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے متبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرمادینگے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بت ان کی عبادت کے منکر ہوں گے اور ذوق و ہوا انشائے و الجہادۃ فرمان الہی سے دونو عابد اور معبود جنہم کا ایدھن ہونگے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین فریقین ہی مطلقون و مطیعون اذ لا یطعون علیہم مطلقاً و ذوق فرمان الہی سے جہنم کی آگ سے ذوق ہوں گے۔

لفظ من "ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں
لہذا من سے مراد نہ ہمارے معتقد اور ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

وہابی

محمدؐ "مہارے اس سوال کا جواب علامہ شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے لفظ من جو ذوی العقول پر مشتمل ہے بتوں پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس
واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو صبیح و بصیر سمجھتے ہیں قرآن کے عقیدے کے مطابق ان کی بات
کو نقل نہ کرنا کہ من استعمال فرمایا ہے۔

تفسیر نفی ۲۱۸ | دَجِیَّتٍ مِّنَ الذِّیْ فِیْہِ مَوَلَّاءٌ اَلْعَبْدُ یَسْتَعِیْذُ بِہِمْ اور من جو ذو
علم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پر لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق
اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیت کا مطلب
کیا سمجھا ہے۔

(وَكَاذِبُوْا اِنِّیْ الْاَوْصَاءُ مِنْہِیْ بِت

۱۱ تفسیر نفی ۲۱۹ | وَ مَعْنٰی الْاَوْصَاءِ اَمْرٌ فِیْ مَنْ اَضَلَّ الْكَافِرَانِ یَكُوْنُ فِی الْفَضْلِ
کَلَمًا مَّا بَلَغَ مَسَلًا مِّنْ عَبْدٍ تَوَاكُلًا وَ شَاہِدِ اور فرمان الہی من اَضَلَّ میں استعمال
انکار ہی ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت دامن ہے۔
انہیں گمراہی کے انکار کی جگہ گمش نہیں۔

ثابت ہوا کہ مفسرین اخوات کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے بت
مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس آیت کو چسپان کیا ہے کیونکہ مہارے
مطلب کی بنا پر آیت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت ہی اس آیت کا مصداق بن
سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(وَهُمْ عَنِ دَعَائِہِمْ مُّغْفِلُوْنَ) لَا تَلْمِزْہُمْ جَادَاتُ
(۲) تفسیر جامع البیان ۲۱۵ | اَصْتَدَّ لَا یَقْبَعُ وَلَا یُفْضِلُ اس واسطے کہ وہ جادات

ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

- (۳) تفسیر جلالین ۲۱۲ ﴿لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰهٌ يُّؤْمِرُ بِالْقِيَمَةِ وَهُمْ اَصْنَٰمٌ﴾
 (۴) تفسیر میضائی ۱۶۰ ﴿وَهُمْ مِنْ دَعَائِلِ اٰیٰتِ غَفْلَتِكَ لَا تَهْتُمْ جَبَابَاتٍ﴾
 (۵) تفسیر خازن ۳۱۲ ﴿وَمَنْ اَصْلَكَ مِنْ يَدِ عَدُوٍّ دُونَ اللّٰهِ يَسْجُدْ اِلَیْهِمْ﴾
 (۶) تفسیر کبیر ۲۶۶ ﴿اَبَیْنَ فَاَیُّهَا مَسْبُوقٌ اَنَّ الْقَوْلَ لِغَبَابَاتٍ بِالْاَصْنَٰمِ وَقَوْلُ بَاطِلٌ﴾

روای صاحب دوسری جگہ بھی تراوی مضمون کی آیت ہے منیۃ القاری فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ سَدَّ عَمَلَهُمْ مِنْ دُؤْمِهِمْ مَا یُفْلِحُ کُفُّونَ مِنْ قِطْعٍ یُرِیْهِ وَاِنَّ سَدَّ عَمَلَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ اَوْ عَلِمُوْا کَمَا کُوْنُ سَمِیْعُوْا اِنَّمَا اَسْتَجَابَ دُؤْمُ الْکُفْرِ اور وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہوئے کبر کے پھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن نبیوں و پیروں کو تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر یہی ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سو اسے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

فرا بنظر انصاف کلام باری تعالیٰ کو ملاحظہ فرمائیے رب العزۃ فرماتے ہیں کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک گٹھلی کے پھلکے کے بھی مالک نہیں اب غریب امر یہ ہے کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام صبی فقیر کے مالک نہیں یا رب العزۃ نے ان کے ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس آیت کو میرے حکماء کو خطاب کر کے بتوں کی تبدیل

روائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کچھ کا چھلکا بھی نہیں۔

قرآن مجید اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو لاگو بھی تو انہی میں شامل ہو گئے حالانکہ اللہ رب العزت نے ملک الموت کو تمام ذمی روح کی جانہیں اس کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرائیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذمی روح ہوا غیر رکھی ہے جب وہ قرآن پھولیں گے تو ہر شے کو کھٹا منشور کر دیئے پھر ارشاد الہی فَاَمَّا الْمُدَيِّنَاتِ اَمْرًا کٰی مَلٰئِکَہِ ایسے ہیں جن کے قبضہ میں امورات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوند کی عطا کردہ تدبیر سے پلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الہی ہے فَاَمَّا مَلْعَنَاتِ اَمْرًا وہ برکات کو تقسیم کیے پلا رہے ہیں اب فرمائیے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَآئِکَہِ کُوْنٍ مِّنْ قَطِیْعٍ مَّوَدَّقٍ نہیں آتا ایسے ہی رب العزت نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَسَقُوْا لَكُمْ مِّنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہٗۤ اُوْرَاقُہٗا
جانشینہ ۲۵ { ۲۵ } نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔

اللہ رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شے زمین آسمان کی تابع فرمادی تو معاذ اللہ آپ کو بڑا معبود سمجھنا چاہیے تمہارا یہ کیا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالیٰ نے ہر شے بنا دی لیکن پھر بھی آپ معبود اور الہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مَآئِکَہِ کُوْنٍ فرما کر نبیوں کی تدبیر کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت ادا کرتے تھے ہیں پھر تمہیں تو اس سے استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہیے اور پھر کہہ دینا کہ فرمایا خداوندی کے ماتحت وہاں نبیوں کے خدا نہ ہی ہیں کیونکہ اللہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ جبرٹے معبود قطعیہ کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون غرود خدا وغیرہم کو بھی معبود اور الہ

ماننا پڑ گیا۔ قرب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کیوں کیا اور تارون جو اب بھی زمین میں دھسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو نہیں اپنے مجتہد اصول کی بنا پر اللہ ماننا چاہیے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

وَأَنفِثْنَا مِنْ أَسْفَلِ دِمَائِكَ مَنَافِعَهُ لِيَتَوَعَّرَ الْعَصْبَةُ أَدْبَى الْقُدْوَةِ
قصص ۲۰ | اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنیاں البتہ جاری ہوتی تھیں ایک جماعت قزو الی کو۔

ماہ نگار اپنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے گھر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور یہ خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو بڑا کجا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا اللہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی زمین کرتے ہو اور انہیں مَائِنِدْکُؤْمِنْ قَطْمِیْنِ کا مصداق بنا کرتوں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ زہد اکاغوت کرو اور کلام الہی کو بگاڑو مست۔

دوستو یہاں مَدُونِ اللہ سے مراد بت ہیں جسکی صفت رب العزۃ نے مَائِنِدْکُؤْمِنْ قَطْمِیْنِ فرمائی ہے اور انہی کی تدبیر اعدا کی اور میت کو باطل ثابت کرنا مقصود الہی ہے جس کو تم میرا پھیری کر رہے ہو منافق۔

وہابی | بھائی ہم تو اہل متبر کی بات کرتے ہیں۔ غم وہ بنی ہوں یا ولی وقطیر کے مالک نہیں۔

محمد عمر | اچھا تم زہد انبیاء عظیم اسلام اور اولیاء کرام کو سہو تسلیم کر چکے ہو کیونکہ وہ قطیر کے مالک ہیں پھر اہل تہور کے منکر ہو گئے ہو کیونکہ بولی باتیں گھڑتے ہو یہاں کہیں حیات و ممات کی تخصیص آتی ہے رب العزۃ نے تو اَدِیْنِ کا صلہ عام دکھا ہے اس میں ممات کا تخصیص کون ہے۔ اور انبیاء عظیم اسلام اور اولیاء اللہ کو روکنے والا مروجہ ہے وہ زہد ہیں جیسا کہ آگے افشاں اللہ مذکور ہے آئیے اگر اہل قہر کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی

ثابت کر دی باقی ہے سینے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ وَكَرَّمَهُمْ بِذُنُوبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ
 مرزبانِ انبیاءِ علیہم السلام ہوں یا ادویارِ انسان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی۔ تو اللہ رب العزت نے جنتوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنا دیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔
 وَسَارِعُوا إِلَى مَعَظِرَاتِنَا مِنَ الْمَنَافِعِ وَالْأَعْمَالِ
ال عمران ۴۴ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ اور بعد کی کو بخشش کی طرف ہر تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان الدنیا میں ہر متقوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزت نے بنا دی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی تھی برائے سب سے واضح ہر جگہ ثواب ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی دنیا میں ملکیت نہ جتنی میں بلکہ جہنم کا اپنا حصہ ہر جگہ۔
 اب حنفی تفسیر ملاحظہ ہو۔

(۱) تفسیر نفی ۲۵۸ { وَالَّذِينَ تَتَذَكَّرُونَ مِنْ دُونِهِ } یعنی الْأَصْنَافُ الَّتِي تَتَذَكَّرُونَ
 { مِنْ دُونِ اللَّهِ } یعنی بت جن کی دو کفار عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا۔
 (۱) تَتَذَكَّرُونَ (۱) الْأَصْنَافُ یعنی جنوں کو

اب ترجمہ مفسرین احکامات بھی تمہارے بر خلاف پہلے اب تو ایمان لے آئے کیا تمام مفسرین آیات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساٹھ تیس سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو نظر و تدبر اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۲) تفسیر موضح القرآن ۴۵۶ { (۱) تَتَذَكَّرُونَ } یعنی دماغِ جنوں سے

(۳) تفسیر جلالین ۲۴۴۔ { وَالَّذِينَ تَتَذَكَّرُونَ } تَتَذَكَّرُونَ (۱) دُونِ اللَّهِ

وَهُمُ الْأَصْنَامُ

(۳) تفسیر یضادی $\frac{۳}{۱۱۳}$ { لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ } لَا تَهْمُ جَنَادُ

{ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ }

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۴۰ { لَا تَهْمُ جَنَادُ }

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } یعنی الاصنام را این

(۶) تفسیر خازن $\frac{۵}{۲۴۶}$ { يَدْعُونَهُمْ } یعنی الاصنام -

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } یعنی الاصنام

(۷) تفسیر معالم التنزیل $\frac{۵}{۲۴۶}$ { اِنْ يَدْعُوا هُمْ } یعنی اِنْ يَدْعُوا هُمُ الْاَصْنَامُ -

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } اِنْ يَدْعُوا هُمُ الْاَصْنَامُ

(۸) تفسیر ابن کثیر $\frac{۵}{۲۴۶}$ { وَالْاَلِهَئَةُ الَّتِي فِي مَوَاطِئِهِمْ مَنْ يَدْعُوهُمْ مِنْ

الْمَدَائِكِ الْمُقَرَّبِينَ

{ اِنْ يَدْعُوا هُمْ } لِأَنَّهُمْ جَنَادُ لَا أَرْوَاحَ بَيْنَهُمَا

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } (۹)

(۹) تفسیر کشاف $\frac{۳}{۲۴۶}$ { اِنْ يَدْعُوا الْأَوْثَانُ }

{ حَدَّثَنَا بِشْرُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قَتَادَةَ .

(۱۰) تفسیر ابن جریر $\frac{۲۲}{۲۴۶}$ { يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ } يَقُولُ لِقَوْلِكَ

فَكَذَّبُوا بِالنُّفُوسِ الَّتِي مِنْ عِبْدَتِكَ الْأَوْثَانُ

بَيْنَ عَشْرَةِ كَامِلَةٍ

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

”وہابی“

ادب و لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے مالاکد وہ پیدا کئے گئے ہیں مرنے
ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں بچتے وہ کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

کیا اس آیت میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا
جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہو اگر خدا سے ڈرو مردوں کو پکار
کر شرک نہ کرو۔

محمد عمر ” فیرنے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے تراجم کو تو تم نے
کیا ہی دیکھا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرمایا کریں دیکھئے مولوی
اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔
لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ اور ان کو خبر نہیں کہ مرنے کب
اٹھائے جائیں گے

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ مہربوہ تنہا را معبود اکیلا ہے۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی
اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آیت کے ماتحت وہی مراد ہیں۔
آئیے ذرا ملاحظہ ہو کہ متقدمین مفسرین کا اس آیت کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

(۱) تفسیر نفی ۲۱۸ ابن کفار پکارتے ہیں۔
(وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ) وَالْأَلِهَةُ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ أَلِهَةٌ أَوْ مَعْبُودٌ

(۲) تفسیر خازن ۲۱۸
(وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ) یعنی الْأَصْنَامُ أَلِهَةٌ
اللَّهُ عَدُوُّهُمْ أَلِهَةٌ مِّن دُونِ اللَّهِ اور وہ لوگ جن کو پکارتے

ہو سوائے اللہ یعنی تیرے کو جن کو تم معبود پکارتے ہو اللہ کے سوائے

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۱۲/۱
(وَالَّذِينَ سَدَّ عَمَلَهُمْ دَعْوَةُ اللَّهِ) یعنی الْأَصْنَامُ =
(لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ) ای الْأَصْنَامُ
(غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ) یعنی الْأَصْنَامُ (آيَاتٍ مَّتَى يَبْعَثُونَ) وَالْقُرْآنُ
يُذَكِّرُ أَنَّ الْأَصْنَامَ مَرْتَبَعَةٌ وَتَجْعَدُ فِيهَا الْحَيَوَاتُ

اور ان رگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے (یعنی تیرے کو جن کو تم معبود پکارتے ہو) کچھ مالا لکھ کر خود گھڑے
ہوئے ہیں مرد ہیں، یعنی بت زندہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ، یعنی بت (رگ) (اٹھائے بائیکے وہ)
اور قرآن ولالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے بائیکے اور ان کو زندہ کی دی جاوے گی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۱۶
وَأَنذَرْتُ لَآتِيَنِّي الْعِبَادَةُ الْإِلَهِ دُونَ مَا سَمُواهُمُ مِنَ الْأَوْثَانِ
الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَلْ هُمْ يُخْلَقُونَ اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ
سوائے اپنی ذات کے کسی معبودت کی عبادت نہیں جانتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے
کئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۲/۱۶
وَأَنذَرْتُ لَآتِيَنِّي الْعِبَادَةُ الْإِلَهِ دُونَ مَا سَمُواهُمُ مِنَ الْأَوْثَانِ
الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَلْ هُمْ يُخْلَقُونَ اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ

حضرت تمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمانِ آمواتِ غیرِ اَحْيَاءِ
وَمَا يَشْعُرُونَ آيَاتٍ مَّتَى يَبْعَثُونَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت ہیں جن کی سوائے اللہ
کے عبادت کی جاتی ہے مرد ہیں ان میں روح نہیں ہے

(۶) تفسیر کبیر ۲/۱۶
وَأَنذَرْتُ لَآتِيَنِّي الْعِبَادَةُ الْإِلَهِ دُونَ مَا سَمُواهُمُ مِنَ الْأَوْثَانِ
الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَلْ هُمْ يُخْلَقُونَ اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ

بنیاد

پھر بہت عبادات محض ہیں اور ان کو سمجھ نہیں اور قدرت اور اختیار نہیں اللہ کے فرمان
مَنْ لَا يَخْتَلِفُ سِوَا رَبِّهِ فِي شَكِّهِ وَجَهَاتِهِ

(۷) تفسیر حلالین ۱۶۵ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ يَتَّبِعُهُمْ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) وَهُوَ الْأَصْنَامُ
الَّذِينَ يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ يُتَوَكَّرُونَ مِنَ الْخِزْيِ

وَمَعِيرِهِمَا = (وَمَا يَتَّبِعُهُمْ) آيَةُ الْأَصْنَامِ

اور وہ لگ بھگ کرتے ہیں تہوں کی وہ پیدا نہیں کر سکتے کچھ حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں پھر
وغیرہ سے تصویر بنائے گئے ہیں = اور بت نہیں سمجھتے۔

(۸) تفسیر موضح القرآن ۲۴۱ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا
وَهُمْ يُخْلَقُونَ } اور جن کو پوجتے ہیں۔ کئے کے لگ

مصنف صاحب ۲۴۱ سوائے خدا کے کئے کوئی چیز پیدا نہیں کی اور نہیں
پیدا کر سکتے کیونکہ پیدا کریں جو آپ پیدا کئے ہوئے ہیں یعنی بنائے ہوئے ہیں یہ بت۔

(۹) تفسیر کشاف ۳۲۵ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ أَفْئِدَةً الْبَشَرِ يَدْعُونَ شَيْئًا
وَهُمْ يُخْلَقُونَ } (أَمْوَاتٌ) جَادَاتٌ لِأَحْيَاءِ فِيهَا۔

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۲۶ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ أَفْئِدَةً الْبَشَرِ يَدْعُونَ شَيْئًا
وَهُمْ يُخْلَقُونَ } اے یَعْبُدُونَهُمْ

تِلْكَ عَشْرَةٌ مِمَّا مَلَكَ

خداوند کریم کفار کے تہوں کو ذلیل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کئے اور ان کی کمزوری کا
اظہار فرمادیں اور ان کی عبادت کرنے والوں کو ان کمزوریوں کی وجہ سے شرمسار فرمادیں اور تم وہاں
یہی آیت انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہو کفار تمہیں کیا
استحزا کرے گئے کہ جن کلمہ نبیوں اور اولیاءوں کو خدا نے ایسا ذلیل کیا ہے اور اسلام میں معلوم ہوتا ہے
کہ نبی اللہ ہونا اور ولی اللہ ہونا باعث ذلت ہے کچھ شرم کرو اور اس کریم کو منشاء الہی کے

کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کی یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں
 اگر عینی علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوت اختیار و بھی من دون اللہ
 نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزت کے کلام میں تاقض لازم آئیگا کہ ایک مقام
 پر انبیاء اللہ کو قوت حیات و قوت تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرمایا
 کہ یہ علامات الربیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصل خداوندی میں تو من
 دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو
 سکتے اور من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ترکیب دو وصفات بیک
 وقت بتوں میں پائے جاسکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور آموات عیروا حیات بھی ہیں اور ہا
 قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مرکز مٹی ہو چکے
 ہیں۔ اس واسطے کہ مخلوق کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے
 نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو بالافعل
 کہنا مخلوق کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق
 بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیات مستند مسمیٰ اور اب تمہارے
 نزدیک وہ مجسمہ بقیمانہا سو اے مٹی کے لاشیٰ محض ہے ایت کا غلط مطلب بیان کرنے سے
 تمہاری جان ٹکنے میں آگئی یا ذرا ایت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں میں ہیں اور یہاں
 بت ہی مراد ہیں اور یا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور کو اپنی قبور میں مجسمہ غصہ ہی
 تسلیم کرو۔

قرابت ہوا کہ اس ایت رب العزت نے بت پرستوں کو ترمسار کر کے ذلیل کیا ہے اور
 اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے
 کیونکہ من دون اللہ ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود بتوں
 میں یہ دو حقیقتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزت کی ذات میں بیک وقت دو صفات

موجود تھیں اور میں بھی اور ہمیشہ ہے گی جن کو کبھی زوال نہیں تو اسے کنار اہمیت و پرستار ان بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والا باز آجاؤ اور اس طاقت و لایزال خالق کی مرث پرستش کرو اور اسے فرقہ وادارہ تہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تخریف قرآنی کر کے اسلامی ہزرگوں کی آئینہ مست کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور میں جو ایسا کریں۔

تم بت پرستوں کو مرث کے وقت پر فقیہ اور انبیاء بھولیں گے اس وقت خدا یاد آویگا اور اس وقت پھٹاؤ گے کہ ہائے ہم نے خدا کو چھوڑ کر پیڑوں کی کیوں پر جا کی دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فَرَسْتُمْ لَكُمْ تَخْتَلُونَ ۚ قُلْ يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ عَزَّ وَجَلَّ ۚ

ترجمہ: یہاں تک کہ جب آویگے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکال لیں تمہان کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بعینہ وقت مرث یہ تمہارا حال ہو گا باز آجاؤ اور ان پیڑوں کی پر جا چھوڑ دو۔

مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے شَدَّ عَوْنَ مِنْ دُونِ اِنْدَ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے معلوم ہو کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو ہم پر مہتسان لگاتے ہو کہ ہمیں دیوں کی پرستش کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں گوئید کہا است اپنہ شتا سے پرتید ہمز خدا۔

سن لو اور یاد رکھو اسے فرقہ وادارہ کہ ہم تمام احکامات چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار سے اولیاء تک مرث سے مرث تک بچنے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی پر جا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم سنی اللہ کو درجہ اہمیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ کو کبھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ اہمیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک

سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی مطاعی طاقت اور عطائی علم وغیرہ کا انکار کرے اور ان کے صفات کی عیوب بات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والدِ مکرمہ کے درجہ پر دائمی عائنہ سمجھتے ہیں۔ خداوندِ کریم وعدہ لا شریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم السلام مع اپنی صفات کا مدعطاء یہ کہ برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور ولی اللہ کو سب کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استلزام اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب اپنے مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن ۱۴۲ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } کہاں ہیں وہ بت کے دعا مانگتے تھے اور بت کی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہو کر شاہِ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادت کئے ہیں اور من دون اللہ بت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۳۲ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } تَعْبُدُوْنَہَا { اِنَّ اللّٰہَ یَعْبُدُہُ الذِّکْرُ وَالدُّنْیَا } کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۱۵۴ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } اِنَّ الْاَلٰہَیۃَ { اِنَّ اللّٰہَ یَعْبُدُہُ } کہاں ہیں وہ معبود جن کی تم عبادت کرتے تھے۔

(۴) تفسیر نسفی ۲ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ } وَالدُّنْیَا { اِنَّ اللّٰہَ یَعْبُدُہُ } کہاں ہیں وہ بتاے

وہ ممبروں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) (شاہ ولی اللہ صاحب) کو یقین تھا کہ است اسچہ شامے پر قید بجز خدا۔

ان تمام آیات سے اور اہل سنت و جماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں بسیار ادا دیا اور اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لگ اللہ کے سوا اپنے ممبر و مہکران کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں ان کے لئے یہ سختی اور جہنم کی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم من دُونَ اللہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو اپنا ممدو معادل سمجھتے ہیں۔ اور دنیا میں ہماری وہ ادا دیا کرتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی ادا دیا دینگے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نبی خدا کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بموجب استطاعت خود عطائی ہماری ادا دیا انشاء اللہ فرمائیگی اور بت پرست پر نہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور شان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے ادا دیا کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور ائین الیقین کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لئے باذن اللہ مٹیں ضرور ہمارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متبعین کے لئے رحمتہ العالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ مرتب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زمان رحمتہ العالمین ہیں اور آپ کی عام رحمت ہمارے لئے اب بھی نہایت دہندہ ہے ادا دیا بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری بنی ریگی۔ تو آپ کی رحمت ہمارا مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین و غلامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی کیا جرات ہے کہ ملائکہ یہ سوال کر سکیں اور کہیں ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا ممبر و مہکران نہیں سمجھتے لیکن باذن الہی آپ کو رحمتہ العالمین بنی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام ممبر و مہکران کا تصور رہے تو خداوند کو کہیے کہ تو نے

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لئے روت و رحیم کیوں بنا دیا جو ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے روکنے سے روکتے نہیں۔ بھائی ہم تو یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ جاری ہو جس میں توحید و رسالت دونوں کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْمَا کُنْتُ تَمُوتَ عَنْ مُحَمَّدٍ مِنْ دُونِ اللّٰهِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الہی جنتی ملائکہ تشریف فرما ہو گئے۔ جو کلام سَلَّاتِ عَزَّ وَجَلَّ کی شان سے مرجحاً اہلاد و سہلاً کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالے گا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب و باری حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شانِ نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مثل بت مالا یُشْبِعُ وَلَا یُبْهِیْ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَيْئًا کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ ایت کریمت پرستوں کی آئندہ مشہور سادی کو ظاہر کر رہی ہے یا جہاں اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقتِ موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل اور اس کے اولیاءوں کا دامنِ تمام روتا کہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقتِ موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اسے بت پرستوں کے غیر خدا کو خدا سمجھنے والو جب تک تم ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ پر اپنا نہ سمجھ گئے تو تمہارا انجام بُرا ہو گا اور اگر اسے دہلی صاحبِ تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تاکہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرما دے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامنِ تمام رجو تمہیں مجبور و تحقیقی تک پہنچا دے تاکہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بنیا ہو جاوے اور من دون اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاوے۔

اگر تم نے اس ایت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑیگا اور وہ یہ کہ
 بروگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل پہنچے
 اور وہ لوگ تمام عمر ان کو پکارتے رہے ہونگے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی چاہیے کیونکہ جب
 ان کو فرشتے سوال کریں گے اَیْمَا کُنْتُمْ تُشْرِكُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ
 کے سراپا کرتے تھے تو وہ بجائے صَلُّوْا عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کے بآسانی کہہ دیں گے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے
 رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہوجن کو پکارتے رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارا سان
 کے عذاب و پکشد سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکار
 کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ بروگ خدا کے سوا اور کس کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان
 سے پکشد ہوگی کیونکہ وہ دوزخی فرشتے باذن الہی خدا کی طرف سے وارد ہوں گے۔ اسی واسطے ان
 کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی
 بلکہ غیر کی پرہا کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ مردہ جو محض توحید کا اعلان کرتے
 پھرتے ہیں اور عبادت الہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقت نہیں سمجھتے
 اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مِنَ التَّحَدِّیِّ اِلَیْہِ ہُوا کے رو سے
 اس سوال کی سرزنش میں نہ ہونگے؛ حالانکہ پھر صَلُّوْا عَلَیْکَ کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال ضرور
 ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا ہم
 مومنین حضرات ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ وال ہوگا بلکہ تم جو اپنی حوصلی یعنی خواہش
 کو الہ سمجھ چکے ہو اور اپنی حواہ سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کفر و شرک بڑھتے ہر قسم سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی
 بات لوگوں کو مناتے ہو ابھی تو یہ کہہ کر اور اپنے نفسانی فتوؤں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال
 سے کوئی رہائی نہ ہوگی۔ فَا فَعَلُوا لَاحْتِیۡۃً۔

”وہابی“ اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادُ اَمْثَلُ اَکْمَرُ مَا دَعَوْهُمْ
فَلِیْسَ یُحْسِنُوْا اَکْمَرًا اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ۝

جسے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؛ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت نے سیر پرستوں، مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اعدان سے مرادیں کیوں مانگتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ اہل قبلہ کو پکارنے والے سب مشرک ہیں اور مشرک سے باز آ جاؤ اور نبیوں و لہروں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

”محمد عمر“ بھائی قرآن کریم کے سیاق و سباق کو دیکھنا مابعد و ما قبل کے تعلق کا خیال کر لےنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جیسا کہ اسے تودہ مغز قرآن ہے اور قطع و برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سُنئے یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزۃ نے محض ہندوؤں کے رویوں اور نئے مہرین تہوں کی تبدیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کا ٹکڑی ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ براس واسطے تم نے بجائے اس کے کہ اپنے رہنما کا ٹکڑی بندو پر چسپاں کرتے اسلئے مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی سُبْحَانَ اللہ تمہارے جیسے مسلمان مردوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان کو قرآنی چور کہنا سنت گئی سمجھتا ہوں۔ آئیے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متعین اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اتاروں کی مورتی بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے بعض ملائکہ کو نبات اللہ سمجھ کر اپنے دھن سے منگھڑت تصور پر گڑھ کر

سرنگوں ہوتے بعض صالحین کے جبری مجبے بنا کر ان کو اپنا مبروہ سمجھتے اور اختیار کر لیا جب
ان کو خداوند و مددگار شریک کی طرف مدعو فرماتے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزہ
نے اس بات پر کہ یہ اس کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے ان کو شرم
کیا اور فرمایا :

اِنَّ الَّذِیْنَ عٰثَرُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادًا اُنْا اَنْکَرُ مَا دُعُوْهُمْ
۱۹ اَعْرَافُ اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ
بِمَا اَمَرْنَا بِدِیْبِطِطْنٰ بِمَا اَمَرْنَا اَعْمٰیْنِ یَنْبَغِیْ لَکُمْ اَمْرٌ
لَّکُمْ اِذَا تَلَمَعُوْا بِمَا تَلَمَعُوْا اَمْرًا کَمَ کَمْرٌ کَبِدُوْا نَفْسًا
تَنْظُرُوْنَ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو کچھ
چران کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کر دینی اگر تم اپنے ہر کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان
کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تمام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے
کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکار کو بلا کر پھر میری
ضرورت سانی کی تربیر کرو پھر مجھ کو خدا اہلست مست دو۔ دوسری کثرت علی

معلوم ہو کہ یہ شان محض تبار کی ہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی
طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی آنکھیں نظر آتی
ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان سن کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی
آنکھوں میں قوت بینائی نہیں کافروں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں
اور پاؤں میں قوت منفرکہ نہیں تو وہ مبرویت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو مبروہ
سمجھتی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور پھر رب العزہ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو
چیلنج بھی دیا کہ اگر یہ تمہارے ان اوصاف کے مجھے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو ان کو کہہ کہ وہ بلا

مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب سیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارا ہے مولیٰ اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرو تو تمہارا علاج پھر خدا ہی کے اب دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا انویجاد مطلب نہیں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ } تحقیق جن بڑوں کی کہ بندگی کرتے ہر قوم سوائے اللہ کے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ } (عَبَدُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اسی اکھٹا مومن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بڑوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲۱۶ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ } اِی عَبَدُوْهُمْ وَنَسُوا اللّٰهَ۔

(۴) تفسیر نفی ۶۶ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ } اِی عَبَدُوْهُمْ وَنَسُوا اللّٰهَ (عَبَادَاتُ امَّا نَا کُمْ) اِی مَنَعُوْا قُوَّتَ مَنَعُوْکُمْ اَمَّا نَا کُمْ (یَنْتَعِلُوْنَ اِلَیْکَ) یَنْتَعِلُوْنَ الشَّاطِرِیْنَ اِلَیْکَ لَا تَنْتَعِلُوْا (اَمَّا نَا کُمْ) اَمَّا نَا کُمْ (مَنْ قَلَبَ حَدَّ قَسَدَ اِلَی الشَّیْءِ یَنْتَعِلُ اِلَیْہِ)۔

بے شک جن لوگوں کو تم پارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا نام بڑو رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف، آپ کی طرف دیکھنے والوں کی شاہ ہیں کیونکہ وہ اپنے بڑوں کی ایسی تصویر بناتے تھے جیسا کہ کوئی شخص کسی شے کی طرف آنکھ پٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۸ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ }

یعنی الاضنام

(۶۱) تفسیر ابن جریر ۱/۱۵۰ (۱) اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّوْهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُكُمْ
 اَیَقُوْلُ جَلَّ شَأْنُهُ لَهْوَ لَاعِ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عِبَادَةِ
 الْاَوْثَانِ مُوجِّهًا عَلَى عِبَادَةِ تِهْمَتًا لَا یُضَرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ مِنَ الْاَضْغَامِ
 اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّوْهُ اَيْضًا الْمُشْرِکُوْنَ اِلٰهَةً مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَتَعْبُدُوْهُمْ
 مِثْلَ مَا مَنِعُوْهُ عَنْ اَبَا اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُكُمْ یَقُوْلُ هُمْ اَمْثَلُکَ لِوَسْبِکُمْ
 کَمَا اَمْثَلُکَ فَاَلِیْتَ -

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تہوں کی عبادت سے ان شرکوں کو توبیح کرنے والا ان کی عبادت پر
 ہرگز نقصان ہوتا ہے ان کو اور نفع ہوتا ہے ان تہوں سے بے شک اسے شرک و جن کو تم اللہ
 کے سوا مہبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کر کے اور کفر کر کے وہ
 تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی ملکیت میں جیسا کہ تم ملکیت
 ہر اپنے رب کی۔

(۶۲) تفسیر خازن ۱/۱۵۰ (۱) اِیْمَا ۛہِمْ مَّنْکُمْ لَیْلَہِ اَمْثَلُہُمْ
 یعنی اَنَّ الْاَضْغَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُہَا هُمْ لَا لِاِیْمَا ۛہِمْ مَّنْکُمْ لَیْلَہِ اَمْثَلُہُمْ

وَفِیْہِ سَوَابٌ وَهُوَ اَنَّهُ وَصَفُهَا بِاَنَّہَا عِبَادٌ مَّعَ اَنَّہَا جَادٌ وَالْجَوَابُ
 اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ مَثَلًا اِذَا دُعُوا اَنَّ الْاَضْغَامَ تَهْتَرُ وَتُسْتَفْعُ وَجَبَّ اَنْ یُعْتَقِدَ
 صَوْنًا مَّا یَدَّیْہِمْ فَاِیْمَا ۛہِمْ تَوَرَّدَتْ ہِیْہِ الْاَلْفَاظُ عَلٰی وَفَنِ مُعْتَقِدِہِمْ
 تَبْلِکُمْ لَمْ تَوَرَّدْ بِیْنَا اِیْمَا ۛہِمْ دُوْنِ مَعْرِضِ الْاِسْتِغْثَا ۛہِمْ بِالْمُشْرِکِیْنَ
 اَنْتُمْ اِذَا دُعُوا اَسْرَدَ کُمْ (۱) فَاِیْمَا ۛہِمْ لَیْلَہِ اَمْثَلُہُمْ لَیْلَہِ اَمْثَلُہُمْ

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ شرک و گمراہی کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ
 یہ ان کی ملک ہیں۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ عباد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ مائل بھی ہیں اور سمجھنا بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کڑی باتیں محض مشرکین کو استحضار کے طور پر عباد اُفشا لکھوا دیا۔

ان تمام اہل سنت و جماعت کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ میں رب العزیز نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سنفے والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پر جا کرتے ہو تو ان کا مومن سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کہ ایسے ناطق بتوں کی پرستش کر رہے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تسبیح کر کے ان کی کزدی پر ان کو محمول کرے اور تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی تحقیقات کر کے ان کو محمول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزیز نے فرمایا مَآ يَأْتِيهِمْ

مِنْ دُؤْلٍ إِلَّا كَأَنَّهُمْ يَشْفَعُونَ لَكُمُ الْفُكَّارُ (مائدہ ۱۰۰) کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے محمول نہ کیا ہوا رہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلے گا تو تمہارا کیا حال ہو گا کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یا دیکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معین زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے محمل کا کیا عجیب بدلہ دینگے جیسا کہ ارشاد الہی ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا هَبَّتْ رَبِّكَ فَاِذَا مِنْهُمْ مُشْتَقُونَ کفار کی بت رسن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشعری محض تھی اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں جن کی شان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۶۶۳ اَلَمْ نَكُنْ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ

بِسْمِ ذِيٍّ اَلَدِي يَبُطِشُ بِهَا وَرَجُلُهُ الَّذِي يَمْسِي بِهَا اِنْ سَأَلَنِي لَأَعْطِيَهُ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دلی کے گمان ہوتا
 ہوں جن سے وہ منسا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں
 اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ کڑتا ہے اور میں دلی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ
 وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور سُنَّیے۔

بِخَارِی شَرِیْف ۱۱۱ } اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
 اللّٰهُ اَنَا عِبْدٌ عَلٰی عِبْدِيْ یٰی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے نبی کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمائیے۔ اب تو رب العزۃ نے پہلی طرف و نشر غیر مرتب سے اپنے
 دلی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ تجوں کے مقابلہ میں دہلی کا کٹا تر کر رکھ دیا بلکہ دوسری مدہ
 شریف میں رب العزۃ نے بیان فرما دیا کہ میرا دلی نبی تجوں کی طرح نہیں مگر غیر بندے کے
 برخیاں میں آجاتے ہیں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

دہلی دلی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت جیسے ٹھانے میٹھا ہے فَاَنْعَمْنَا بِكَ
 لَكَ تَعْمَدُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ برودوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے
 ”وہابی“ جیسا کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیر دے تو پانی خود بخود اس کے
 منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ وتیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ شَيْئًا اِلَّا كِبَاسِطٍ
 كَفْتِیْهِ اِلٰی الْمَاءِ یَبْلُغُوْنَ مَوْبِیْاً لِّعَبْدٍ مَّعَادٍ مَّا عَمَّا کَافِرِیْنَ اِلَّا
 فَاَصْلٰحٌ۔

اور جو لوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر پانی کی

طرح دونوں ہاتھ پھیلائے والے کی طرح تاکہ اس کے منہ تک پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچنے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر گمراہی میں اب تم مردوں کو کچالتے ہو یہی حال تہا رہا ہے۔

محمد عمر

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے من دون اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے

کہ من دون اللہ کہہ کر میں فرمایا لَا تَسْتَجِیْبُوْنَ لِعُدُوِّیْهِمْ مِّنْ دُّوْنِ اللّٰهِ

اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلائے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں بنی پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام چھوڑ دینا چاہیے قبرستان میں جا کر تو تم بھی اسلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیت میں دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں اَسْأَلُکَ اَنْ تَعْلَمَ اَلْبَقِیَّاتِیْنَ میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہو گے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک دُونِ اللّٰہ ہے آئیے فقیر مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کثر العمال ۱۶۶

مِنْ دَاخِلِ الْقُبُورِ یَا عَمَّسَ قَدْ اَعْطَا نِیْمًا رِّبِّیْ فِی الْجَنَّةِ مَرَّتَیْنِ۔ پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے دئے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جو ان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تین قبر سے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جو ان سے بات کرنے کی قیامت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنئے

وَكَاَنَّ فِي رَمَائِنَا شَخْصًا يَكُونُ الْغِذَاءَ لِنَبِيِّهِ
 طَبَقَاتِ سَكِي ۱۱۳ } لِيَسْتَحْيِيَهُ فِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ فَذَرَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِجَانِبَيْهِ وَالْغِذَاءُ لِي جَاءَ لِسُ
 بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا يَتَكَلَّمُ
 فِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَانُوا السَّيَاطُ وَأَمْرِيهِمْ فَضُوب
 لِأَجْلِ الْغِذَاءِ إِلَى دَقَاهُ هَذَا الرَّجُلُ مِنَ النُّوْمِ وَاشْرُ السَّيَاطُ عَلَى ظَهْرِهِمْ وَ لَمْ
 يَزَلْ وَكَانَ يَبْكِي وَيَحْكِيهِ لِلنَّاسِ -

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بوجھتا تھا اور ان کی برائی
 کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 اور آپ کے دولہا بنیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ
 علیہ بار مضطرب صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہڑے مارنے والے
 کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) اپنے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص عیب
 نکالنے والا کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی غنیمت سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے
 والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا
 رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قہر جوتے ہیں۔
 تو ان کی طرف ہاتھ پھیلانا ایسا ہے۔ کہ تَابِعُ كَفَيْتِهِ إِلَى الْمَنَامِ وَمَا هُوَ بِأَجْزِئِهَا كِثَابُ
 اپنے دوڑا ہتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو غرور بخور پہنچنے والا نہیں تو تمہارا یہ سنباط
 بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہم السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ذَٰلَکَ اَدَّسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر مقام جانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت وفدہ میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کو تم نے جو اخیار علیہ السلام اور اویار کرام پر چپاں کیا ہے یہ تنہا اسچپان کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی ۲۵ | ۶۴۴ھ سمرقند میں قتل چھا گیا لوگوں نے بہت دعائیں کی اور نماز
استغاثہ بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا
اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن ایل
بنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں فَعَدَّ بِحِ انْقَاضِی وَانْشَأْ
مَعَهُ وَاسْتَسْقَى الْقَاضِی بِالنَّاسِ وَبَکِی النَّاسُ عِندَ الْقَبْرِ وَاسْتَفْعَدُوا بِصَاحِبِہ
فَارْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی السَّمَاءُ بِمَا فِیْہِ عَظِیْمٌ عَزِیْزٌ فَقَامَ النَّاسُ مِنْ اَجْلِہِ یَحْمِلُکَ
مَتَّبِعَہٗ اَنْبَیَاؤُہَا اَوْ یَحْمِلُہَا لَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدٌ اَلْوَصُولَ اِلٰی سَمْعِکَ مِنْ کَثَرَةِ
الْمَطَرِ وَعَزَّ وَجَدَ رَبُّہُ۔

تو نکلا قاضی اور لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استغاثہ بھی پڑھی لوگوں کے ساتھ اور
لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش خداوند کے دربار میں پیش کی
تو رب العزت نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے
خوتنک میں سات دن باہر نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جاسکے اسے وہابی
دوستو خدا را کچھ سوچ کر ایت کر چپان کیا کہ جو انین تیرے کے حق میں نازل ہیں ان کو اخیار
علیہ السلام اور اویار اللہ پر چپان مت کر دینے خدا کی کتاب تنہا ہی تصنیف شدہ نہیں کہ جو
تنہا اول چاہے مطلب بناو تنہا اسے اس غفیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

وَلَيْسَ ثَبَرٌ ذُو بَالٍ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْقِهِمْ أَنْ لَا
 الْخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

۱۱ عمران ۱۰۲

اور وہ شہداء مبارکین طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے ساتھ ابھی ملے نہیں ان
 کے پیچھے نہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھا سکیں گے۔

سناؤ اب توفیقہ خداوندی ہر گیارہویں پارٹی شہداء اور یار اللہ و انبیاء علیہم السلام
 کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے
 ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیات انبیاء علیہم السلام، شہداء اور صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین
 بکلام الہی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا
 سمجھے آئیے اہل سنت و جماعت کی تفسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت
 و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو جہلا ان کی تفسیر ہی سن کر شاید تمہارا ایمان دوست ہر جائے
 اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اَوْ يُهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

۱۱ التفسیر خازن ۱۰۲

وَالَّذِيْنَ يَّبْدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ، یعنی (وَالَّذِيْنَ يَّبْدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کے معنی جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ
 بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْعُطَشَانِ اِذَا بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْتَفِعُ ذَٰلِكَ مَا لَمْ
 يَغْرِثْ بِعَيْنَيْهِ الْمَاءَ وَلَا يَتَبَخَّرَ الْمَاءُ فَاَوْ دَمَادًا بِأَسْطِ كَفَّيْهِ وَهَٰذَا
 مَثَلُ مَنْ بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِالْكَفَّارِ وَدَعَا بِهٖمْ اِلَاصْنَآ مَرْحَبِيْنَ لَا يَنْتَفِعُهُمُ
 اَلْبَيْتَةُ كَمَا خَلَقَهُ هَٰذَا يَقُوْلُ (وَمَا دَعَا الْكَافِرِيْنَ) اِيعْنِ اَصْنَآ مَعَهُ
 اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال پانی سے کہ جب اپنے دونوں ہاتھ

پانی کی طرف پھیلے یہ سیسے اسکو فتح نہیں دے سکتے جب تک کہ دو زلما تھوں سے پانی کے چلور نہ بھرے اور نہیں پہنچتا پانی کو اس کا منہ جب تک بھی وہ اپنے دو زلما تھ پھیلے نہ کھے اور یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے بیان فرمائی ہے اور ان کا بتوں کو پکارنا اور عبادت کرنا جب کسی وقت ان کو فتح نہیں دیتا۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے آیت کو ختم فرمایا اور نہیں ہے کافروں کو پکارنا، یعنی ان کے بتوں کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ اس بات پر قول اور کلام کے بارے میں ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے حق میں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل ۱۰۴ | (وَالَّذِينَ يَذُخُّونَ مِنَ دُونِهِمْ) يُعْبُدُونَ
الْأَصْنَامَ مِنْ دُونِ اللَّهِ -

اسد و لگ جو اللہ کے مواتیوں کی عباوت کرتے ہیں۔

(۳) تفسیر نفی $\frac{2}{118}$ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ } وَالْأَلِيَّةَ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ
الْكُفَّارَ - وَمَعَادُ مَا مِ الْكَافِرِينَ لَا فِي صَدَقَاتِ، اَنْ دَعُو
الْأَمَنَاتِ لَمْ تَقْلَمِ اجَابَتَهُمْ -

اور وہ لڑک جو پکارتے ہیں اور وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۴۱) تفسیر ابن کثیر ۲/۴۰۰ | لَعَبْدُؤَدَّ اِلَهًا لَيْسَ عَنْهُ اِلٰهٌ
(وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ اَمْثَلُ الَّذِيْنَ

مثال ان لوگوں کی جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا معبود کی۔

(۵) تفسیر مصیادی $\frac{۲}{۲۸۳}$ | یَدِ عَزَّوَالِیُّہِ الْمُنَافِقِ (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْمُفْرِیْکُونَ الذِّیْنَ

اور مشرک لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بلاتے ہیں۔

(٤٩) تفسیر جلالین ۱۵۳ (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ) يَدْعُونَ (مِنْ دُونِهِ)

أَسْمَاءُ عَائِدَةٍ وَهَمَّ الْأَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) تفسیر جامع البیان ۲۱۱ { وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ
ای الْأَصْنَامُ الَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ
لَهُمْ لِيُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ

اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ نہیں جواب دے سکتے یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا
(۸) تفسیر کشاف ۶۸۲ { وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ
سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ

(۹) تفسیر موضح القرآن ۲۵۲ { وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ
جو پکارتے ہیں سداۓ خدا کے تعالیٰ کے
بتوں کو برا نہیں خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں (لَا يَسْتَجِيبُونَ) وہ بت ان کا پکارتا اور
جانا نہیں مانتے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت و جماعت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں کے حق
میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ تم نے اذہتہا سے اکابرین نے سمجھا ہے۔
فاختبروا یا اولی الابصار۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے
ہو وہ اپنے نفسوں کی وہ نہیں کر سکتے۔ چر جائید وہ تہا ری ادا د کریں
لاحظہ ہو۔

سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ
وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ وَالَّذِينَ سَبُّوا عَدُوَّ اللَّهِ وَمِنْ دُونِهِمْ } الْأَصْنَامُ

لَا يُبْعِثُ دُونََ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ اپنے نفسوں کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف تکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

سنا یہی ہے تمہاری قبروں کا محل جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔
محمد عمر رب العزۃ نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ قابل بھی تفصیل کر رہی ہیں۔ اب من دون اللہ کی تین تفسیریں بیان فرمائیں۔
 (۱) اپنی جانوں کی مدد کر کے وہ عذاب الہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) وہ گمراہ ہیں ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اسے وہاں جو تم خدا سے دعا فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ ایسا عمن پر چسپاں نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کر دو کیونکہ نمبر ۱۱ میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ قَالُوا النَّارُ الَّتِي ذُكِرَ فِيهَا النَّاسُ وَالْجَنَّةُ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ تَمَّ آگ سے دوسروں کا اندھن آدمی ہیں اور پھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ال آیت مذکورہ میں مجبورین کفار بت مراد ہیں جو ہمہ تن کافر ہیں گے و دوزخ کی آگ سے خود بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔
 لَا يَسْعَىٰ يَوْمَئِذٍ كُفْرًا وَلَا الْفُسْهُمُ يَنْصُرُ دُونََ یہ صفت بتوں کی ہے کہ انہیں کی جیسا کہ

تم نے سمجھا ہے کہ نیک مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الہی میں مذکور ہے سنیے
 اِنِّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ فِتْنًا اَلْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ
 انبیاء ۱۷ | بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ
 دوزخ سے دور کئے جا دیں گے۔

معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ برکے گا چر جائیگہ وہ تہوں کے مصداق بن کر
 دوزخ میں داخل ہوں اور تھے

اَلَا خِلَافٌ بَیْنَہُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا اَلَا الْمُتَّقِیْنَ تمام دوست قیامت
 کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے
 بچائیں گے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس آیتہ کریمہ کے یہ لوگ مصداق
 نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس آیتہ کو غلط سمجھا ہے۔

اسے جن کی شان میں خدا وعرفا دیں اَکَلْنَا اِنِّ اُولٰٓئِکَ اَللّٰہُ لَا تُخَفُّ عَلَیْہِمْ شَیْءٌ وَلَا
 ہُمْ یَخْذُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ تہوں کی ایست ان پر چسپاں کرو اور دَ لَاہُمْ
 یَخْذُوْنَ کہ پس پشت ڈال کر یہ کہہ رکھو نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی نادمہ پہنچا ہی نہیں سکتے
 خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ ترشہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی
 اور گستاخی ہی لے جاؤ گے اُن سے مت بگاڑو ان سے بگڑ گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تہا را کوئی
 شک کا نہ ہوگا سوچو یہاں تو دھڑا بندی بناؤ گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئیگا۔ یہ تہا را
 دھڑا کام نہ آئیگا فرمان الہی لَا یَسْتَعْجِلُوْنَ یہ تہوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام
 کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب معصین اہل سنت و جماعت سے فتویٰ دریافت فرمائیے۔
 (وَ اِنِّ سَدَّ عَنْہُمْ) اَیْ الْاَصْنَآہُ اَیْ الْاَصْنَآہُ اَیْ الْاَصْنَآہُ
 (اَلَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ فِتْنًا اَلْحُسْنٰی) اَیْ الْاَصْنَآہُ اور اگر تم تہوں کو ہدایت

کی طرت بلا تردد نہیں سنتے اور آپ ان کو دیکھتے ہیں یعنی بڑوں کو
(وَالَّذِينَ سَدَّ عُنُوفَهُمْ مِنْ دُونِهِ) اِی الْأَصْنَامَ
(۲) جامع البیان ۱۵۰ اور اگر تم بڑوں کو پکارو

(وَالَّذِينَ سَدَّ عُنُوفَهُمْ مِنْ دُونِهِ) هَذِهِ الْأَصْنَامُ وَهِيَ
(۳) تفسیر خازن ۲۶۹ لَيْسَتْ حَقّاً اِنَّكَ تَدْعُوهُمْ مَعْبُودَةً

اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے

(وَالَّذِينَ سَدَّ عُنُوفَهُمْ مِنْ دُونِهِ) اِی الْأَصْنَامَ
(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۹ (يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ) اِی الْأَصْنَامَ

(وَالَّذِينَ سَدَّ عُنُوفَهُمْ إِلَى الْعَدَى لَا يَتَّبِعُونَكُمْ) اِی
(۵) تفسیر ابن کثیر ۲۶۹ اَنَّ هَذِهِ الْأَصْنَامَ لَا تَسْمَعُ دُعَاءَ مَنْ دَعَاَهَا

یعنی یہ بت بر شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۶۳ - شاہ عبدالقادر صاحب اور جن بڑوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ
کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے

تمہارے کی اور مذاتوں اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ
کر لو شاید سمجھ آ جائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر

عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی ایت تو تم نے اس کی چھوڑ ہی دی تاکہ پول نہ نکلے نئے

(اِنَّ الَّذِيْنَ سَدَّ عُنُوفَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُكُمْ ذَا وَعَدُهُمْ
(۸) اعراف ۲۴ اَلَيْسَ خَيْرًا لَّكُمْ اَنْ كُنْتُمْ وَصِيْدِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِدْ

يَمْسُوْنَ بِعَآمِلِكُمْ اَيْدِيْ بَاطِلُوْنَ يٰۤاُمَّ لَعَنَ اَعْيُنٌ يَّرْصُدُ وَنَ يٰۤاُمَّ

اَمْ نَهَمُ اِذَا نَا كَلِمَتُكَ يَسْمَعُونَ يَا نَسْتَعِزُّ بِكَ وَنُتَوَكِّلُ عَلَيْكَ
 بے شک جن من دون اللہ کی تم عبادت کرنے پر وہ تہارہی مثل ملک خدا ہیں پس دعا
 مگر تم ان سے تا کہ وہ تہارہی دعا قبول کریں اگر تم چہ ہر کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ
 چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے
 وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے مشرکاء کو پھر وہ مجھ سے مکر کر لیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے
 کریں)

یہ ہے جناب جنوں کا حال جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے کے لئے ایک ایک بات
 میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔

(۱) مروی اثر علی صاحب (اِنَّ الَّذِيْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُؤْبِ اللّٰهِ) اور تم جن
 لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) تفسیر موضح القرآن تحقیق جن تہوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب - ہر آئینہ کسانیک عبادت می کنند ایشان را بجز خدا

مسلم ہوتا ہے کہ اس آیت میں سَدَّ عَوْنَ سے مراد تَعْبُدُونَ ہے جو کوئی اہل سنت و
 جماعت کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تہارا بہتان ہے۔

اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ { اِنَّ الَّذِيْنَ سَدَّ عَوْنَ تَعْبُدُوْهُ نَهَمُ
 مِنْ دُؤْبِ اللّٰهِ } ای (الاضنہ نامہ۔

جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی تہوں کی۔

(۵) تفسیر خازن ۲۶۸ { اِنَّ الَّذِيْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُؤْبِ اللّٰهِ عِبَادًا مِّثْلًا لِّكَ
 } یعنی اِنَّ الْاَضْنَامَ اِلٰہِیَّیْیَ تَعْبُدُوْا مَا هُوَ لَا اِلٰہَ سِوٰکُمْ

مَنْذُوكَةً لِلَّهِ أَفَمَنْ أَتَىٰ بُيُوتَ اللَّهِ مُشْرِكِينَ بِرَبِّهِ يَخْفَىٰ لَ الْكَافِرِينَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اللہ کی ملکہ ہیں۔

وَفِيهِ سَدَقَاتٌ وَهُوَ الْقَاسِمْ يُعْطِيكَ مِنْهُ مَا تَشَاءُ وَيَسْخَرُ مِنْكَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۚ وَذُنُوبُهُمْ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
اِنَّ الْمَشْرِكِيْنَ لَمَّا اِدْعُوا اِنَّ الْاَصْنَافَ تَصْنَعُ وَتَنْفَعُ وَجَبَّ اِنْ لَيُتَقَبَّدُ اَوْ كُنْهَا
عَامِلَةٌ فَاهِمَةٌ فَتَوَرَّدَتْ هَذِهِ اَلَا تُلَظُّ عَلَىٰ وَثْقَىٰ مُّتَعَبِدٍ هِيَ بِكِبَرِيَّتِهَا
لَهُمْ وَتَوَرَّدَتْ بَيْنَا اِنَّمَا دَدَّ فِي مَعْرِضِ الْاِسْتِغْنَاءِ اَوْ بِالْمَشْرِكِيْنَ۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی وصفت بندوں سے فرمائی
یعنی بندوں کی مثال فرمائی، ہاں طور کہ وہ بندے ہیں باوجودیکہ وہ عبادت ہیں اور جب
یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کر سکتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں
واجب ہوا کہ وہ اعتقاد رکھیں ان کے عاقل نامہ ہونے کا بھی تریہ الفاظ ان کے عقیدے
کے موافق ان کو روکنے اور جھڑکنے کے لئے وارد ہوئے اور کوئی بات نہیں یہ بیان عباد
أَفَمَنْ أَتَىٰ بُيُوتَ اللَّهِ مُشْرِكِينَ بِرَبِّهِ يَخْفَىٰ لَ الْكَافِرِينَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
ایسے نہیں تو ثابت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو محول کرتے ہوئے اس آیت
کو ان پر چسپاں کرتے ہو ائمہ تبارک و تعالیٰ بتوں اور ان کے پرستاروں کو ایسی آیات
نازل فرما کر محول کرے اور تم بتوں اور کفار کا بدلہ لینے کے لئے وہی اتیں موعین اور
اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کر کے محول کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔
کچھ شرم کرو۔

(۶) تفسیر نیشاپوری ۱۵ { اِنَّ السَّيِّئِيْنَ سَخَّرَ عَنْهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادًا
اَمَّا الْكُفْرُ فَسَبَّحْ كَيْفَ يَحْسَنُ وَصُفِّ

الْعِبَادَاتِ بِأَنَّهُمْ عِبَادٌ وَأُجِيبَ لِمَنْ سَأَلَ عَنْ خِصَائِمِ الْعِبَادِ بِالْعُقُلَاءِ
بِأَنَّ ذَلِكَ دَرَدَ عَلَىٰ مُعْتَقِدٍ هَمَّ أَنْهَا عَقْلًا وَفِيهِ أَيْضًا نَوْعٌ مِنَ الْعِبَادِ

بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں، پس سوال کیا گیا کہ عبادت کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقائد کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقاد سے بتوں کا عقلا ہونا ان کو مسلم تھا۔

اور اس میں بھی ایک قسم کا استعزاز ہے۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲/۸۲۹ | (إِنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی الاصلہ یعنی بت

(۸) تفسیر کشاف ۲/۱۱۰ | (وَأَنْ سَدَّ عُنُونَهُمْ) وَأَنْ سَدَّ عُنُونَهُمْ هَذِهِ الْأَصْنَامُ (عِبَادُ امْتَنَاسُكُمْ) وَقَوْلُهُ عِبَادُ امْتَنَاسُكُمْ هَذِهِ

یعنی۔

(۹) تفسیر ابن جریر ۹/۹۵ | (إِنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادُ امْتَنَاسُكُمْ) يَقُولُ جِدَّ شَاءَ لَا يَهْدِيهِ اللَّهُ الْمُشْرِكِينَ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مَرَّجَحَهُمْ عَلَى عِبَادَةِ إِلَهُهِمْ مَالًا لِيَصْرَفَهُمْ وَلَا يَنْفَعَهُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو بتوں کی عبادت پر تو بیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت ان کو ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

إِنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ أَيْهَا الْمُشْرِكُونَ أَلَيْسَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَتَعْبُدُ ذُنُوبًا شَيْءًا كَمَا تَعْبُدُونَ يَا اللَّهُ عِبَادُ امْتَنَاسُكُمْ يَقُولُ هُمْ أَمْثَلُكُمْ لَوْ كُنْتُمْ كَمَا أَنْتُمْ لَذُنُوبٌ

بے شک اسے مشرک جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ملوک ہیں تمہارے رکبے جیسا کہ تم اسی کے ملوک ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تنہا ہی پیش کردہ ایت جس کا ماقبل تمام بتوں کی مناسبت پر ہے یہ مکمل ایت
بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس ایت کے
مقابلہ میں رب العزت نے لف و نشر غیر مرتب سے اپنے مہربانوں کی شان بیان فرمائی ہے جو
مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَلَبَّسَهُ الَّذِي
بِخَارِ شَرِيف ۲۱۱۴ | اَيْبُصَرُ بِهِ رَسِيدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهِ وَرَبُّهُ
الَّذِي يَمْشِي بِهِ وَإِنْ سَأَلْنِي لَأَعْطِيَنَّهُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے ہمیں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور
اس کی آنکھیں جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
ہے اور اس کا پاؤں جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں
اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الہی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ
بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی ایت کہ جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چپاں کرتے ہو اور ان
کو لال کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کو خزل کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند
کو خزل کرنا ہے جبکہ بدلتہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تنہا ہی مرضی پر موقوف
ہے سمجھو یا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ
بِخَارِ شَرِيف ۲۱۱۵ | أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي .

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے۔
اب اُس آیت کا فیصلہ تنہا سے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

ذہابی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے
سوا وہ ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بجا رہے کتنے مناظرے میں پڑے
ہوئے ہر سو۔

إِنَّ السَّادِّينَ سَادُّوْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ
وَأَنْ يَسْلُبَهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوا مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبِ
وَالْمُطْلُوبِ مَا قَدَّرَ اللَّهُ حَقَّ كُدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ

جے تک بن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ کبھی کو بھی اور اگرچہ
وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر کبھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھوڑا نہیں
سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو بنی ہوں یا ولی نذریں یا زین دیتے ہو
وہ ایک کبھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے غیروں ولیوں کو اپنی قبر سے کبھی اٹاتے دیکھا یہ حال
ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بجا دی شرک ہے۔

محمد عمر

دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ و اولیاء
اللہ لئے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب کے لئے ذہابیت
کل جڑ کاٹ کر رکھ دو کیونکہ ذہابیت جمع ہو جاویں تو نہا ہے اس
مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلح و شہرہ ثابت ہو گئیں
اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے مودع ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت
ہوئے کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبِ وَالْمُطْلُوبِ کیونکہ طالب ایسا
کمزور کہ ایسے کمزور کو تسلیم کرتا ہے اور مطلب اتنا کمزور کہ اس سے کبھی چھین لے جائے تو وہ کبھی
منعہ برائے کبھی سے چھڑا نہیں سکتا قبور پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو کبھی چھینے اور کسی
شخص نے کبھی قبور پر کوئی چیز رکھی ہے۔ جگہ وہاں تو ہر وقت مجاہد و مجاہدوں سے صفائی ہی ملتا

ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالیٰ رزق پہنچاتے ہیں وہ تمہارے شہر سے ہی ورا ہے جلاواں
 مکھی کی کیا جرات کہ ان سے چھین سکے اسے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا
 حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے فائز رہے مکھی بچاری کی طاقت کہاں جوشے ان
 کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو موری ختم چڑھ کر کھا گیا یا بجلا
 قبر سے اسکو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا موری کے متعلق ہے یا مجاور کے یا مساکین وغیرہ کے
 ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبر سے ہے نہ کہ قبر سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے
 اس لحاظ سے تو اہل قبر سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے
 چیز رکھتے ہر قسم سے پہلے فردا مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکتے
 البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبر سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اسکو وصول ہے اور
 تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہذا تم بموجب اس ایت کے اہل قبر سے زیادہ کمزور ٹھہرے
 تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہو گا نہ کہ اہل قبر پر تو ثابت ہوا کہ اس ایت
 کے مصداق اہل قبر نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی نیک و بد کی تیز میں بعینہ مثل ملے ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس ایت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس
 واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو اخبار کرام اور
 ادویہ کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلا سکے گا یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کی ریاضت تھی لیکن معبود
 وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لا بھی چھینکتے تو وہ اڈوہا بن جاتا چنانچہ
 وہ ایک دفعہ جادو گروں کی رسیاں نخل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو معبود کہہ گے؟ ابراہیم علیہ السلام
 نے قیہ کئے ہوئے ٹکڑوں کو بلایا تو وہ ان کی طرف ذبح ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو
 معبود سمجھ گئے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی
 معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو
 ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الٰہ سمجھے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری اونٹ

مخلوق ہے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کر دیے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چسپاں کر جاتے ہو ان پر کھیاں بیٹھ کر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے کہ تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود جتنی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کھانا بنے گا اور تمہارا غلام ہونے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہونگے یعنی تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچاویں گے تیرا درجہ عبودیت ہو گا لیکن تیرا ذکر خوشنودی خداوند ہو گا۔ تیرا ادب و احترام اطاعت اللہ لکھی جاوے گی۔ تیری زندگی قیامت کی ٹو حال ہو گی تیری قبر تیرے سبب سے عاجز مذاہب الہی ہو گی اور باعث نزول رحمت الہیہ ہو گی اور مومنین کے واسطے امت من آیات اللہ ہو گی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الہیہ ہو گی پھر وہ ایسے ہی کریگا جو تو نے کہہ دیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہو گی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان وادمان اور کھان طاقت عباد اللہ جن کو حق تعالیٰ کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے کبھی نے پھینکا تو کیا ان کی حدود میں کسی پر نہیں مار سکتی جابیے حدیث طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ رخصد اطہر کے حرم میں کہیں کبھی نظر نہیں آئیگی تو اس آیت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپان کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آئیے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ اس آیت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کرو کہ یہ آیت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

(اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عُرَّتْ) تَعْبُدُوْنَ رِیْضِ دُوْنِ
 (۱۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ | اللہ، اے غیبیہ وہم الاصل نام۔

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَلَّحُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سَتَمُوْهُمْ }
اَيُّ الْاَصْنَافِ مَرَدُّوْا حَتَّمَعُوْنَ الْاَصْنَافِ

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگر صحیح ہو باوریں تمام بت
(صَعَفَ الطَّالِبُ) الصَّنَمُ وَالذَّبَابُ اَوِ الْعَابِدُ (وَالْمَطْلُوبُ) اَوِ الذَّبَابُ
اَوِ الصَّنَمُ۔ (مکرور ہے طالب، بت اور بھی یا عابد (اور مطلوب یا مکھی یا بت

(۳) تفسیر بیضاوی ۳۳۶ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَلَّحُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } یعنی
الاصْنَافُ یعنی بت

(صَعَفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ) عابد الصنم و معبودہ اَوِ الذَّبَابُ
یطلب ما یشاء عن الصنم من الطیب والصنم یطلب الذباب
منہ السلب اَوِ الصنم و الذباب۔

(۴) تفسیر نسفی ۵۵ { (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اِلَیْکَ بَاطِنٌ } (مَا قَدَّرُوا اللّٰهُ حَقَّ
تَدْرِیْہِ) مَا عَرَفُوْهُ حَقَّ مَعْرِفَتِہِ حِیْثُ جَعَلُوْا
هٰذَا الصَّنَمَ الضَّعِیْفَ شَرِیْکًا لَّہٗ۔

اللہ کے سوا معبود باطلہ من و دون اللہ معبود باطلہ ہیں، نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ
کا حق اس کے قدر کا، نہیں پہچانا انہوں نے حق اس کے پہچانے کا جہاں بنایا انہوں نے
اس بت کو اور کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۱۱۱ { یَا اَیُّهَا النَّاسُ صُرِبَ مِثْلُ نَاسٍ سَمِعُوا اِلٰہَ الْاَوْدَ
بِہِمْ عَمُوْمٌ مِّنْ کَانَ لِعِبَادِ الْاَصْنَافِ

(وَلَوْ اَجْتَمَعُوْا لَہٗ) اِی وَ لَوْ اَجْتَمَعَ جَمِیْعٌ مَا تَقْدِرُوْنَ
(مِنْ الْاَصْنَافِ) اَوِ الْاَسْدِ اَوِ (صَعَفَ) (طَالِبُ) (وَالْمَطْلُوبُ)

(۶) تفسیر ابن کثیر ۳۳۵

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالْمَطْلُوبُ الدُّنْيَا

(۷) تفسیر کبیر ۲/۱۶۱ { قَالَ اِنَّهُ لَفِي الضَّنَمِ وَ اِنْ اِجْتَمَعَتْ لَنْ لَقْدَرِ
اَعْلَى خَلْقٍ ذُبَابٍ عَلَى صُنْعِهَا رَضَعَتْ الطَّالِبُ
الْمَزَادُ مِنْهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۲/۲۴ { جَعَلَ الْمُشْرِكُونَ الْأَصْنَامَ مَرْتَبَةً حَقَائِقِ
يُسَبِّحُونَهَا

(۹) معالم التنزیل ۳/۲۳ { اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ يَمْنُنُ
الْأَصْنَامَ رَدُّوْا جَمْعُوْا اِلَیْهِ وَ الْمَعْنٰی اِنَّ
مَنْ دَعَا الْأَصْنَامَ رَدُّوْا جَمْعَتْ لَمْ يَلْقَ رَدًّا اَعْلَى خَلْقٍ ذُبَابٍ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہر بادیں اس کے لئے
معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہر بادیں تو ایک کھٹی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔
وَ اِنْ يُسَبِّحُهَا الدُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْفِذُ وَاَمِنْهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
كَأَنَّهُ يَطْلُبُونَ الْأَصْنَامَ رَبَّ الرَّخَعَةِ اِنْ فَاَذَابَتْ جَاءَ الذُّبَابُ فَاَسْلَبَهُ مِنْهُ
(اور اگر ان سے کھٹی کچھ چین ہے اس سے وہ چھڑا نہیں کہے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے وہ لوگ بتوں کو کیسے کے ساتھ تھکا کرتے تھے تو جب غشک ہر جاتا کھیاں آتی تو وہ
اس کو اس بت سے پرس لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے
ثابت ہوا کہ یہ ایت بتوں کے متعلق رب العزق نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تبدیل تصور
ہو نہ کہ ادنیار اللہ و ادنیار اللہ کی اب شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر
بھی ملاحظہ فرمادیں۔

(۱۰) تفسیر موضع القرآن ۳۵۰ | اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَمْ يَخْلُقُوْا

رُبَّ بَاذِلٍ جُمِعُوا إِلَيْهِ

بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوچھتے ہیں سو خدا تعالیٰ کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہوں تب بھی نہ کر سکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ بے جا دے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

يَلِكْ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

“وہابی” جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بچاے
 خود کمزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ
 اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَشْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بِئِيتًا ذَاتَ أَذُنٍ
 الْبُيُوتِ بَئِيتٌ نَوْكًا نُوا يَعْلَمُونَ مَثَلِ ان رُكُوسِ كِي كِي كِي تے ہیں۔
 سوائے اللہ کے کارسازان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر
 بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البند مکڑی کا گھر ہے کاش کروہ جانتے ہوتے۔
 اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیا یا غیار کو کارساز بنانے ہو اللہ تعالیٰ نے ان
 پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح ہوا ہے تو دوسرے
 کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور غیار و اولیا جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں
 وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

“محمد عمر” اللہ تعالیٰ تم وہابیوں کو خداوند کریم ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی
 کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے
 کیا تنہا ہی عقل اتنے کریمہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہے
 کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیا اور انبیاء اللہ
 علیہم السلام پر چسپاں کر کے ان کی غیب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے
 مثلاً جو گفتگو میں کسی بھٹی سے اس کے خلیفہ کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی
 عالم سے چھیڑوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ میں نے بھنگی کو خطاب کیا ہے وہی مجھے
 بعینہ میں تمہارے اس عالم پر کسوں تو کیا آپ آرزوہ خاطر نہ ہونگے بلکہ تم ضرور کہو گے کہ
 یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہذا فیر تمہیں بھی وہابی
 گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں منہ ہو گیا ہے جو آیات خداوند تعالیٰ نے بتوں کی
 حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے ان

کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کر توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی حقیقہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نامہ سقر سے نجات پالیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو حمد و اعناد و اخبار کرام و ادویہ عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا خوف کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس ایۃ کریمہ میں مِنْ دُونِ اللہ کی کمزوری کا اظہار فرمایا ہے فرمایا کہ مِنْ دُونِ اللہ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے جیسے اس کو ذرا سا بھی دبا یا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی فضا سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص مِنْ دُونِ اللہ یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کر ذرا سا پھیرو تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزۃ نے بتوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل و خوار کیا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا۔

أَتَذْكُرُ كَيْفَ مَكَرَ الْكَافِرِ الْأَمْسَالِ فَضَلُّوا أَمَّا لَيْسَتْ طَبِيعُونَ سَبِيلًا
ملاحظہ فرمائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے گی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالیٰ نے خود من دوع اللہ کی وضاحت فرمادی إِنَّ اللہَ لَعَلَّكُمْ مَائِدَعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ مَتَابِہِ ۝

فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن مِنْ دُونِ اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شیئی بھی نہیں اب تم ہی اسے وہابی فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور ادویہ اللہ پر مِنْ دُونِ اللہ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور ادویہ اللہ مسیح ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں مِنْ دُونِ اللہ

کا مصداق کس کو فرمایا ہے میں اور ہم کن پر چپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

”وہابی“ مَآيِدُ عَوْنٍ مِّنْ دُونِ مَنِّ مَنِيٍّ
 کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

”محمد عمر“ شہری قاعدے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے
 سنی

تفسیر خازن ۱۰۰ مَآيِدُ عَوْنٍ مِّنْ دُونِ مَنِّ مَنِيٍّ، اِنَّ الَّذِي يَدْعُوْنَ مِّنْ
 دُونِ رَبِّهِمْ يَبْشُرُ۔

تفسیر کبیر ۶۷ مَآيِدُ عَوْنٍ لِّمَنِّ مَنِيٍّ

اے غامضی ملائکہ کلام خداوندی صحیحے خبر اور تفسیر یا الزامی کر خیر اور انبیاء عظام کو
 لاشی سمجھتے ہوں کہ متعلق رب العزۃ فرماویں مَلَا دَرَبَكَ لَا يُقِيْنُوْنَ خَشْيَ مُحَمَّدٍ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہیں گے جب تک کہ آپ کی مکرر کتبہ
 کر لیں معلوم ہوا کہ تم لَا يُقِيْنُوْنَ کی اعلیٰ جامعیت میں شریعت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد
 حاکم کو لامتناہی سمجھتے ہو میرے خیال میں ابوالاعلیٰ یعنی فرعون کی اہرت کا خطاب بھی اسی جو
 سے مل چکا ہے جن کی شان میں رب العزۃ فرماویں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اِنَّ اللَّهَ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ
 حدید ۲۰ } بھی ہو

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الہیہ ضروری ہے۔
 خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ بے شک
 اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے

ساتھ ہے اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰلِحِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الہی ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالتَّصْبُرِ پھر فرمایا۔

اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الَّذِیْنَ هُمْ یُحْسِبُوْنَ اَنَّ اللہَ تَعَالٰی پُرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پُرہیزگار وہ ہیں جو ہر وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو من دون اللہ کہنا ایمان کے خلاف ہے۔ اور خلاف نص صریح ہے۔

”وہابی“ تم کہتے ہو کہ انبیاء من دون اللہ نہیں ہیں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء من دون اللہ ہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ اَللّٰهُ لِعِيسٰى بْنِ مَرْیَمَ ؕ اَتَتْ قُلُوبُ النَّاسِ اَلْخِذْلُوْنِ
وَاَمَّا اِلٰهٌ یُّنِیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَلَمْ یَخْلُقْ مَا یَكُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَالِیْ
لِیْ یُحٰی اِنْ كُنْتَ قُلْتَ نَقُذُّ عَمَلِیْ

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں من دون اللہ ہیں لہذا متہار کہنا کہ انبیاء من دون اللہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا من دون اللہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

محمد عمر ”اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم کی ہدایت سے اب تک تم انبیاء اللہ

اور اولیاء اللہ اصحاب قبور کو مین دُونِ اللہ کہتے آئے ہر جب ہر طرف سے دانت کھٹے ہوئے ترقم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہاں ہر صوفی مسلمان اصحاب قبور کو بھی مین دُونِ اللہ کے ہی قائل نہیں بلکہ زندہ مسلمان و انبیاء علیہم السلام کو بھی مین دُونِ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے عین حیات کا سوال ہو رہا کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقت تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی برہنیت ظاہر فرما دیں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہابی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن مہربارے اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مین دُونِ اللہ سمجھتے ہو۔ میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقت تبلیغ رسالت مین دُونِ اللہ ہیں تو یہ صاف انبیاء کرام کا انکار ہے مرزا یحیٰی کو تم ویسے ہی کہتے ہو جب مہربارے فرقہ و بابیہ انبیاء کرام کے متعلق یہ ایمان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی کم درجہ رکھتے ہیں۔ اور جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلْنٰی نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنا یا ہے اور ارشاد ہو وَدَسُوْا لَیْ اِلٰی بَنٰی اِسْرٰءِیْلَ اور رسول ہوں نبی امیر کی طرف اور پھر فرمایا اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَلِیْمَہَ الطَّیْرِ فَاَنْفَعُ فِیْہِ فِیْمَا تَوَنُّوْا حَکِیْمًا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں مہربارے لئے ایک پرندے کی شکل گڑھ کر اس میں دم کرتا ہوں کہ وہ اٹنے لگ جائیگا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور عقائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کسی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن ہی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مین دون اللہ ہیں اور مین دون اللہ رہیں گے۔

فہامی

تم بتاؤ کہ اس آیت کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

محمد عمر

جہاں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہا السلام کو من دون اللہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزۃ کا ان کے اتحاد من دون اللہ کو ظاہر کر کے مشکوک کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام من دون اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہا السلام نبی اللہ میں نبی اللہ من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ بنی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی من دون اللہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ول اللہ من دون اللہ نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ زمر من دون اللہ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے معنی فعل کفار من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزا یوں سے بھی ترقی کر گئے نہ کہ نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو بنی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے جہاں متہارا عقیدہ غنیاء کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی غرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہر گاہ جملہ نصرتِ بَیِّنِ احَدٍ میں تسلیم سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہا السلام کو ان کا بنی اللہ ہونا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر دیا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا مَجْلَلُكَ مَا يَكُونُ لِي اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بَحْثِ اِنْ كَا مِنْ دَعْوِ اللّٰهِ نَهْزَنَا مَزْنِی كِی تَسْلٰی كِرْہَا لِهٰذَا اِسْ اَیْتِ كِرْمِہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہا السلام من دون اللہ

ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

دوبابی

” تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صحت
گمراہی ہے سو قرآن میں مذکور ہے فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا
خَسِرَ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ اِنَّهُمْ خَالِدُو الشَّيْطَانِ اُولَٰئِكَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
وَيَحْتَسِبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّلتَمِدُوْنَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کو ثابت ہوئی انہیں گمراہی منتہی انہوں
نے پکڑا شیطان کو دوست سوا اے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ وہاں اپنے دے ہیں۔
اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرہم کو خدا کے سوا
مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراحت گمراہی ہے۔

محمد عمر

” مَعَاذَ اللّٰهِ شَرُّ مَعَاذِ اللّٰهِ متبہاری باتیں سن کر دل کانپ اٹھتا
ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدلا کر دنیا
اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یوں گستاخی کر رہے ہیں ہائے مسلمان کے دعویدار واپسی
گستاخی تران مقدس ہستیوں کی آریہ اور جنگی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس اتیر کریم میں رب العلی
نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنالیا ہے کہ یہ شیاطین کو اپنا
مددگار بنانا یہ من دعت اللہ ہے اور شیاطین بھی من دعت اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون
بنانے والا بھی من دعت اللہ تر اس اتیر کریم میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اور اہل
اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ من دعت اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر من دعت
اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان
ہو، ہو گونہیں ہو، کو نہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی دینی برزخی آخروی مدد کا کسی وقت
قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقہ لعائن

ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معاشرت ہے۔ کیرنگ جو شخص
لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ
کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاعین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت
تب شروع کرے۔۔۔۔۔ جب پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ
لے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاعین کا آپس میں بدشمنی اور تارکی کا فرق ہے شیاعین
پر لعنت بھیجے اور مردو کہے تو محتاج یہی کہ مستحق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلۃ و سلام پڑھے
اور اولیاء اللہ کو مرموم کہے تو رحمت الہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاعین سے بچے اور پناہ خدا و کلام
میں رہے تو مومن اور احاد خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے
تو مومن کیرنگ ان سے اجتناب فرض اعدائے کی غلامی فرض ان کی غلامی سے بچا۔ اور ان کی معیت میں
پہنچنا ان کی قت کا ناکل اور ان کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

قرآن شرب المیزے نے اس ایہ کریم میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ جس کے تم قائل ہو کہ ادیار اللہ اور اخیار اللہ علیہم السلام کا جن کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَسَلَامٌ عَلَىٰ اٰیۡمٰنِہٖمُ الذِّیۡنَ اصْطَفٰی خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت ہے اور فرمایا هُنَالِكَ الْوَلٰیۡہُ لِلّٰہِ الْحَقِّ اس مقام پر ولایت اللہ کے لئے سچی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا دوسرے مذہب اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کیرنگہمتر
 اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و اہداد کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے
 قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اور یار اللہ اور انبیاء علیہم السلام
 کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارا سے پول کو خداوند نے
 روک دیا اور فرمایا **يُحْسِبُونَ أَنَّ اللَّهَ مُتَعَدِّلٌ دُونَ** اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت
 پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن

ہیں وہ العزۃ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اِنْدَبْنَا الْقِسْرَا طَ الْمُسْتَقْبَلُ یُذْهِبُ عَا طَ
الَّذِیْنَ اَنْفَخْتُ عَلَیْکُمْ ثَابِت ہوا کہ منہ سے من اللہ او یار انبیاء علیہم السلام کے
رستے قبول کئے بغیر صراطِ مستقیم مال ہے۔ اور معاذ اللہ تم ان پر شیاہین ہونے کا فخر کی
لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

اس آیت کے منطوق ترغیبِ قتلِ ہر گئی یکن ایک آیت ہے جس سے
دعا کا ملنے نے تہا دی پر پہنچتی کہ خوب رگڑا ہے فرمایا اَلْحَسْبُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ یَغْضُوْا اِیْبَادِیْ مِنْ دُوْنِ اُولَیْسَا اِذَا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
لِلْكَافِرِیْنَ سُدًّا۔

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو
میرے سوا کار ساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔
اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کار ساز سمجھنا کفر ہے اگر اب
بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم "بھائی فیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کیا پس کفار نے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے
سوا کار ساز یا مددگار بنالیں گے؟ دیہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے او یا یا انبیاء
میرے بغیر تہا دی کار سازی یا مدد کر سکیں کیونکہ ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار
کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور او یا اے عظام اگر سفارشِ خداوندی
یا مدد فرماتے ہیں تو زمینیں گنہگاروں کے لئے مذک کفار کے لئے اور ہم مومنین سے
مستطیع سے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے معتزل کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب
کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ کا بسینہ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرحِ مواقف باب معتزلہ کا

نکال کر دیکھ لو احداث اس کے خلاف ہیں تو یہ ایت و بابیہ پر چپان ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو ہمارے گناہوں کی سفارش فرما دیجے تو یہ غلط ہے اگر مندرست ہے تو اسی ان کا دامن تمام لو خدا تک پہنچا دیجئے اور قیامت کو بھی سفارش فرما دیجئے۔

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ اَنْ اَمْسُجِدَ لِلّٰهِ فَلَا شَرَّ لِعَذَابِہِ الْعَذِیْبِ اَخَذَ اَوْ اَنَّهُ لَمَّا تَا مَرَّعَبْدُ اللّٰهِ سَیِّدُ عُوْکَ کَا دُوْا یَسْکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لَیْسَ ذَا قُلْ اِنَّا اَدْعُوْا رَبَّنَا وَلَا اَشْرِکُ بِہِ اَحَدًا“

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکا دو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہو بندہ خدا کا پکا دتا ہے اس کو نزدیک ہیں کہ ہر ویں اور اس کے ملحقہ ملحقہ کس لئے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو اس ایت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔ ان میں لوگ جو یا رسول اللہ یا شیخ کے وظیفے چرتے ہیں یہ شرک ہے اور شرک کسی طرح جائز نہیں۔

”محمد عمر“ فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اسٹیف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرمایا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں،

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے، غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ نکاتے ہیں اور حضور خدا بابیہ کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہ بابیہ کا شرک ٹوٹے وہ بابیہ جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے سے بھاگتا ہے جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تاکہ وہ بابیہ کو

معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ ذمہ دہر سجدہ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا سرو نکالتے ہیں تاکہ دہلی کو معلوم ہو جائے کہ یہ لگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے دلی ہونے کی حیثیت سے جڑ گانہ طور پر پکارتے ہیں۔ ذمہ دہر سجدہ کر دینی سجدہ کرتا ہے اس شکر کو ٹوڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو تمہیں ضرور ملن ہو گا کہ یہ لگ سجدہ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تمہارا یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کو لیا کیسے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی ارمیت کے ساتھ کسی کو شریک مست بناد یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا دلی بھی نہ سمجھو اس واسطے اِنَّا اَدْعُوْا رَبِّیْ اِلٰی شَرْحٍ وَلَا اُنْشِرُکَ نِیْمَ اَحَدًا نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو ارمیت میں شریک نہ بنا یعنی ارمیت میں مانجی۔ بسنا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تمہارا خود کھانتا ہے۔ ان قیودات سے قانون خداوند کو نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

”دہلی“ خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ جو شخص بے دین ہو جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چین لیتے ہیں تو ان کریم کی اصطلاح ہے کہ میں ایت کریم میں دعا کا مفعول من دون اللہ

جو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہوگی اور فاعل کفار ہوں گے اور معدودون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الارضیت ہو گا دعا بمعنی عبادۃ ہوگی۔ جیسا کہ اشک ذکر میں مذکور ہے نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادۃ ہوگی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔

یہ تنہا ہی اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے جب کوئی پکار نہیں
 چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ عبادات کو مقید کرتے ہو جب اعتراض
 کی بچھاڑ پڑی تو ایک ایسے ہی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے ماضوق الاسباب کی قید بڑھا
 دی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو ہی
 اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو وہابیوں کو لگا گئے
 اور سلسلہ قیودات شروع کر دیا ہے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ مَا كُنْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ اِنَّ كُنْتُمْ مَّصْذِقِينَ
 (۱) بقرہ ۱۷۱ بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا ہی
 شرک ہوگا۔

وَالرَّسُولُ سَيِّدُكُمْ فَبِأَخْرَاكُمْ
 (۲) آل عمران ۱۶۴ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکارتے تھے تنہا ہی پہلی
 جانب سے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلا یا کیا معاذ اللہ
 آپ پر بھی فتویٰ شرک چسپاں کر دے۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ
 (۳) انفال ۱۶ اِذَا دَعَاكُمْ

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
 (۴) نور ۶۴ اور نہ بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کا
 بلاتے ہو۔

اگر تنہا سے معنی ہی لئے جاویں کہ ہر عالمی مشرک ہے تو پھر اس آیت سے تمام مشرک
 ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

(۵) قصص ۲۰ | اِنَّ اَبٰی سَیْدَ عُوْدٍ شَیْبٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ کِی مِثِی کہتی ہے (کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے) شیب علیہ السلام پر فتویٰ لگاؤ گے یا ان کی روٹی پر

(۶) دخان ۲۵ | سَیْدَ عُوْدٍ یَفْعَلُنَا بِکُنْزِ مَا کَھَلْتُمَا اَمْنِیْنَ
کیا سب جنتی معاذ اللہ مشرک ہو گئے۔

(۷) بقرہ ۲۴ | وَاللّٰہُ سَیِّدُ عُوْدٍ ۱۱ اِلٰی الْجَنَّةِ وَ الْمُغْنٰیۃِ بِاَذْنِہِ
اور اللہ جاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔

خدا پر بھی فتویٰ لگاؤ کیونکہ وہ بھی مِنْ تَحْتَ اللّٰہِ کو پکارتا ہے۔ خداوند پر بھی فتویٰ چڑھو۔

(۸) بنی اسرائیل ۱۵ | یٰۤاَیُّہَا سَیْدَ عُوْدٍ اَکُلْ اَنْۢبَاسِ سَیِّئٰتِہِمْ
اسی دن پکارے گئے ہم تمام لوگوں کو ان کے امک کے ساتھ

(۹) آل عمران ۳۰ | فَکُلْ نَعْمًا نَّوَءَدُّعَ اٰیٰتِنَا فَاٰیۡتُنَا کُھُوْۤا وَ لَیْسَاۤءُ وَاٰیۡتُنَا کُھُوْۤا
اَلنَّسْنَا وَ اَلنَّسْنَا

(۱۰) مومنون ۱۸ | وَ اِنَّکَ لَمَسْدُ عُوْدٍ ہُمُ اِلٰی صِرَاطِ مُسْتَقْرِیْدٍ
اور بے شک آپ ان کو جاتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فتویٰ لگا دو۔

بَلَلَتْ عَشْرًا کَامِلَةً

قرآن آیات دعائے جب دعا بمعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اور ان آیات کریمہ میں مامور
لیکن یہ عربین مشرک و بن کے تو ما بعد کے وہابی . . . محض پکارنے والوں پر فتویٰ لگانا
بیوقوفی کہتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو

شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو شیرو کفار
ہے ذمہ نہیں اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہو گئی۔ درندہ نہیں کیونکہ
عبادۃ محض اللہ جل شانہ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ
ارشاد الہی ہے۔

(۱) مومنون ۱۹ { وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

(۲) شعراء ۱۹ { فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُكُونُ
مِنَ الْمَكْذِبِينَ

(۳) غل ۲۰ { أَلَا اللَّهُ مَعَ اللَّهِ تَلِيدًا تَدْعُونَ

(۴) غل ۲۰ { وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ

(۵) فرقان ۱۹ { وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا

قرآن آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرک من دون اللہ محال
ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا
نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعاً مطلقاً دعا منحرف نہیں جیسا کہ
مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا
ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ اللہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اُس مقام پر بھی دعا بمعنی
عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد ۲۱ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ } کے تحت فرماتے ہیں۔

بِخَارِی شریف ۲۸۰ ۱۰ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنَّا سِطَ كَفَيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ
الَّذِي عُبِدَ مَعَ اللَّهِ الْهَلَا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونوں
ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔
ترغیب ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعائے غیبی معبود کی
عبادت مراد لی ہے محض دعا بغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ سچے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوتا ہمارے عقیدہ وہابیہ کی حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کلام کر رکھ دی جو تم لوگ اکابرین کے محض کچا کرنے کو
عبادت بنا بیٹھے ہر ثابت ہوا کہ ارسیت میں غیر کو کپارنا عبادۃ ہے اور یہی معنی اللہ عبادۃ
مُؤَالِیْبَا دُک کے ہیں۔

بِخَارِی شریف ۲۸۱ ۱۱ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ
اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خلو سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی حوالہ جات
تحریر کئے جاتے۔

وہابی ”جی مرنے والے قتل ہو گئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم
میں مذکور ہے۔

قَدْ أَفْعَوْا الَّذِينَ ذُكِّرْتُم مِّنْ ذُنُوبِهِمْ - فَلَا يَمْلِكُونَ كَيْفَ
الْعَذَابِ عَلَيْكُمْ وَلَا تَحْزَنُوا أُولَئِكَ الَّذِينَ سَيَرْحَمُونَ رَبُّهُمُ إِنَّهُمُ
الْمُسِيئُونَ إِلَهُكُمْ أَتَاكُمْ شَرْبٌ وَسَيُجْزَوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخْلُفُونَ عَذَابَهُ
إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُومًا

کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سو اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھو رہا

کاتم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں دُھشتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کفرِ انسان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈرتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بجلا باقی مذکورہ آیات تو واقعی کفار اور بتوں کی توہین کے واسطے رب العزت نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جسے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خضرِ صاان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیائے کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکل کشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی ائمہ شیعہ نہیں دے سکے گا۔

”وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا مَّاءُ“ دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی مذکر ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں اِلَٰہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل وعلیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بت اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر و سیاحی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تغیر سے بھی کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھ کر کفر کیا

روم ۱۶۔ فَاصْبِرْ إِنَّ دَعْوَةَ اللَّهِ خَيْرٌ وَلَا يَسْتَعْجِلُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

پس میرے لئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کا وعدہ چاہیے اور خفیت بھیجیں آپ کو بے یقینی رک
لیکن اہل سنت و جماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذیل کرنے والے
کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فَلَا يَمْلِكُونَ
كَلِمَتَ الْغَيْبِ عَلَيْكُمْ وَرَكُم ان کو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو نبات اللہ کہتے ہو اس لئے
وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر لَعْنَتُ
لَعْنَةُ الَّذِينَ شَاقُوا اِنَّ اللّٰهَ شَاقِبٌ مُّكَلِّفٌ سے فتری کفر ثبت فرمایا ہوا ہے
اور یہ حکم کفار کو بطور منزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بیا
ابن اللہ کہہ کر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گویا اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے
کیونکہ تم کافر ہو اس آیت کریمہ میں کفار کو ان کے کفر پر عقیدے کی بنا پر بے امید کر کے عتاب
ہوا ہے نہ کہ تذیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
جو مرے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے مرنے والے ان کی سفارش سے
بھی محروم رہیں کتنی بڑی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذیل ثابت کر کے بھڑکیاں
دیں کہ ایسے اولو العزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفر پر
عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ
کیوں نہیں بنایا جیتے تاکہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے لیکن ان
کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربت پر صحیح ایمان لے آئیں تو ان کو مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا پڑے گا۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آئے
آتا ہے تو خیر! یہ آیت کفار کی تذیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کو کیونکہ
کفار سے ان کا تکلیف کو دور کرنا معاذ اللہ ان کی خفیت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے
تکلیف یعنی مذاہب الہی کو دور نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پل

نکال کر رکھ دیا کہ ہوں رحمۃ اللہ علیہ لیکن تم محروم تو ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مہربان اور بخشنا نہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سفارش سے محروم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفیہ نہیں بلکہ تنہا ہی خفیہ ہے ایسے ہی مذکورہ بالا ایت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استغفار سے محروم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھے بیٹھے موجب اللہ تعالیٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بے امید ہی ثابت کر دی تو اب ان کفار و مشرکین کو نشان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو بھی الٰہیت سے مبرا فرمایا اور آگے فرمایا اُولَٰئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلَیَّ وَلَیْسَ لَیَّ سُلْطٰنٌ اَیُّهُمْ اَشَدُّ رِیْبًا هَیْ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ لَآ اُتِیْتُ بِہِمْ اَمَّا اَنْتُمْ فَاَنْتُمْ اَشَدُّ رِیْبًا هَیْ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ لَآ اُتِیْتُ بِہِمْ اَمَّا اَنْتُمْ فَاَنْتُمْ اَشَدُّ رِیْبًا هَیْ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ لَآ اُتِیْتُ بِہِمْ اَمَّا اَنْتُمْ فَاَنْتُمْ اَشَدُّ رِیْبًا

کی ذات باریکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ آپ ہی ہیں جن سے ان کی قربت عیاں ہے اور قیامت میں بھی سب انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائیے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد او یا و کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے مہربانے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دیے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہو گئے اور ان کی قربت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے محتاج ہے چنانچہ تم ان کو معبود تسلیم کرو کتنی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے

اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام تک نازل ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چپاں کر دو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے دہا بیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تمہارے دہا بیوں کے پھندوں میں نہیں آ سکتے نیچے۔

بخاری شریف ۱۰۲۴ { دَعَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا لَّيْسُوا بِتَقْوَى اللَّهِ عَمَّا بَيَّرَ اللَّهُ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَ قَالَ إِنِّي أَتِلُّوْا إِلَيَّ آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہراوے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو سچی کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بخاریوں کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بُری چیز سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چپاں کر لیگے۔ وہ ان کو مومنوں پر۔

قسطانی خ ۱ { وَصَلَهُ الطَّبْرِيُّ فِي تَهْذِيبِ الْأَشَارِ فِي مُسْنَدِهِ عَلَيَّ دَعَاكَ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي دَرِيْمٍ نَزَلَتْ

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مستند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سہمان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی

فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہو گئے۔ کہ جو انہیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کر بیٹھے اور اب تم فیصلہ کرو کہ یہ شعار و ہدایہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود فیصلہ کرو کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور ملحد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجود ہے وہاں میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قسطنطینی ۸۳۷ء میں ملاحظہ فرمائیں آئیے اب اس آیت کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت و جماعت سے کر لیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ اسیت نادر ہوئی ہے یا نہیں۔

(قُلْ، لَعَلَّكُمْ تَدْعُونَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ اَتَّخَذْتُمُ الْاَلِهَةَ مِنْ دُونِهِ) کَالْمُلَا شِكَةِ وَعِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ

و عزیر علیہ السلام فَلَا مَعْبُودَ لَكَ كَشَفَ الضُّمِرَ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا
فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو کہ بلاوجہ کو تم معبود و گمان کرتے ہو مِنْ دُونِ اللہ یعنی رسول اللہ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس حیثیت سے ان کو بلاو، مثل فرشتوں کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیر علیہ السلام کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو مٹا نہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے ہیں۔ (تو معلوم ہوتا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے تمہاری پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کر سکیں گے۔ کیونکہ تم نے خلاف رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم ان کی حیثیت رسول اللہ ہونے کے بھی پکارو گے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے۔

(۲) تفسیر نفی ۲۲۵ { مَلِ اَدْعُوا الَّذِيْنَ رَعَمْتُمْ }
اِنَّهُمْ اَكْثَرُ

(۳) تفسیر ابن کثیر $\frac{۲}{۳۶}$ (قد) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یُطَوُّ عَرَلًا
المُسْتَرَكَمِينَ الذِّئْبِ عَبْدًا وَعَبْدُ اللَّهِ

(۴) تفسیر کبیر ۵
۶۵ اَعْلَمُ اَنَّ الْمُقْصُوْدَ مِنْ هَذِهِ الْاٰیَةِ الرَّدُّ
عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ كَقَوْلِهِ ذَكَرْنَا اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ
فَرَادَیْے یا محمولے اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

لَا تُولُوا بِالْعِدَّةِ تَكُونَ لَنَا مَوْءِيَّةً إِنْ تُنْفِكُوا بَعْثًا دُونَ إِلَهِ تَعَالَى
فَتَحْنُ لِعِبَادٍ لِبَعْضِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ شُرُ
رُكُمْ الْحَنُودُ إِلَيْكَ الْمَلِكِ الَّذِي عِبَدُكُمْ مِمَّا لَا وَصُورَ لَهُ
وَاسْتَغْفِرُوا لِبَعْثٍ دُونِهِ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ وَاللَّهُ تَعَالَى إَحْبَبُّهُمْ
عَلَى بَطْلَانٍ تَوَلَّوْهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ -

جہاں لے کر مقصود اس ایثہ سے مشرکین کا رو ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے کہ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادت سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بسنا یا امن فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجھے اور نصاویریں اور اس کی عبادت کے ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالیٰ نے اس ایثہ کو یہ میں ان کی بات کے رد پر دلیل پیش فرمائی۔

اس آیت کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت و جماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کے بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی

مشترکوں کا رویہ ہے۔

ادید بھی ثابت ہوا کہ مِنْ دُونِ اللہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے

یہاں مراد ہیں۔

”وہابی“ نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح دلیوں اور بلیوں کی
پوچھا کیا کرتے تھے۔ وَدَّ دَلِیْقُوْ وَنَسْرُوْ یَغُوْثُ وَنَسْرُوْ اَحِیْہ

نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلاشبک بنجادی شریف نکال
کر دیکھ لو تو نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار وَدَّ دَلِیْقُوْ وَنَسْرُوْ وغیرہ
ہم کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو ماننے ہی نہیں
اللہ تعالیٰ نے اُن تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یا در کھو تم بھی
اسی لائق ہو کوئی عبد القادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب
شرک ہے تم تسلیم کر دینا۔

”محمد عمر“ خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے
ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا
بی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالراے کی اور مطلب بدھرم مضی چاہی پھیر کر لے
گئے ذرا ایت قرآنی ملاحظہ ہو۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا
نوح ۲۹

نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم وَدَّ کو اور نہ سُوع کو اور نہ یَغُوْثُ
کو اور نہ دَلِیْقُوْ اور نہ نَسْرُو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرقی نہیں کرتے
لَا تَذَرُنَّ کو چھلایا اور آلہتکم کو چھوڑ دیا اسوس صاف اتنا مٹا لفظ کھایا

ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے صادر ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجھے بنا کر ان کو الہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بد و عافرائی ترخانہ نے بھی ان کو غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفر بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو

حدیثنا ابراہیم بن موسیٰ قال اخبرنا ہشام
عن ابن جریر عن عطاء عن ابن عباس
حدیث الاوثان التي كانت في قوم نوح
في العرب بعد ما وذك كانت بکلب

بخاری شریف ۲/۴۲۲

کتاب التوحید ۵

محمد بن عبد الوہاب

بَدَومَةُ الْجَنْدَلِ وَاَمَّا سُوعُ كَانَتْ لَهُ ذِيْلٌ وَاَمَّا يَهُوُكَ فَكَانَتْ
لَهَا ذِيْلٌ لَبَنِي عَطِيفٍ بَا الْجَوْفِ عِنْدَ سَبَا وَاَمَّا يَهُوُكَ فَكَانَتْ لَهُ ذِيْلٌ
اَنْ وَاَمَّا النُّسْرُ فَكَانَتْ لِحَمِيرٍ لَالِ ذِي الْكَلْعِ وَلَسُوا اَسْمَاءَ رِجَالٍ صَالِحِينَ
مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلَى قَوْمِهِمْ اَنْ يَصْبُوا
اِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ اَنْصَابًا وَتَمَوُّهُمْ بِاَسْمَاءِ يَهُودٍ فَفَعَلُوا
فَلَمَّا لَعَبُذَ حَتَّى اِذَا اَهْلِكَ اَوْ لَيْكَ وَتَشَخَّحَ الْجِنُّ عُبِدَتْ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت بننے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ و دشہر دومہ جندل میں بنی کلب کا بت تھا اور لیکن سواع بذیل کا بت تھا اور لیکن یحیٰ بنی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل بآدینہ بلقیس میں بنی عطیف کا بت تھا اس کو اپنا معبود بنالیا اور لیکن یحیٰ بنی ہمدان نے اپنا معبود بنالیا ہوا تھا اور لیکن نسر بن ذوالکلال کی ال حمیر قبیلہ کا معبود تھا اور نسر و غیر یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے ہم سے کچھ جانتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ جہاں

یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے محبتے بت بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان تہوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطان کی انگیزت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی سستی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان تہوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اولے حدیث شریف کے چورو حدیث نے منہارا پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے محبتے بت بلفصہ کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان تہوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے پھر اسے شامین بنجاری سے دریافت فرمالیں۔

فتح الباری { ۲۰ / ۳۷۶ } قال فی قولہ تعالیٰ وداوٰیساوعا الایة قتال
اَوْتَانُكَانَ قَوْمٌ مُّوْجٍ یَّعْبُدُوْهُ مِنْهُمْ
شرح سجاری شریف اللہ تعالیٰ کے فرمان وداوٰیساوعا اخیر است تکمیل
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی عبادت
کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی

فَاتَّخَذَ لَهَا مِثْلَهُمْ جُزْءًا عَلَيْهِ فُجِعَ لَا يُصْبِرُ عَلَيْهِ
فَاتَّخَذَ مِثْلَ الْأَعْلَى صُورَتِهِ فَكَلَّمَ ابْنَتَهُ عَلَيْهِ
نَظَرًا ثُمَّ مَاتَ فَفَعِلَ بِهِ كَمَا فَعِلَ

فتح الباری { ۲۰ / ۳۴۸ } شرح بخاری شریف

جب مر گیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پٹیا گیا پھر اس سے صبر نہ کیا جاتا تو اس کی
صبرۃ کی ایک نمثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے
بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔
اور قسطلانی شارح بخاری شریف نے بھی ۱/۲۸۱ میں یہی تحقیق کی ہے۔

یہ ہے جناب کی پوری جو قرآن میں پہلی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرتے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ ان کی تصریح اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمدیہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلان بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلانا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے شرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ معتقدین صاحب قبور سے عبرت حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی بیبی بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ اگر کوئی کھانے کی منت مانی ہو تو وہ صاحب قبر کی طرف سے وہاں فقر کو تقسیم کر آتا ہے بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جائز کی منت مانی ہو تو وہ وہی جائز لے کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کر آتا ہے اور جو غلام شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کر دو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں ششدریوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکورہ بالا امور کو شرک یا ناجائز ثابت کر دو ورنہ لَسْمُ تَفْعَلُوا اِنَّ لَكُمْ لَفَعْلًا اِنْ تَفْعَلُوْا اَلْقَعُوْا النَّارَ الْاُولٰٓئِیْ وَ قُوْهُمْ النَّاسُ وَ الْجَنَّةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ۔ اؤ وہاں جو باؤ آجاؤ اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے اعمال کو بے ایمانی کی رو میں نہ بہاؤ۔

تو ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے منغلطہ تھیں چاہے کسی نے بنیوں و لیوں کے بت ہی کیوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعائیں کھنڈ اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور مین دُون اللہ سے مراد بت ہیں

جیسا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت ہو گیا ہے حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کر دوں۔

بخاری شریف ۲۱ (مِنْ دُونِهِ) بِالْأَوْثَانِ

اور قرآن کریم میں بھی جو مِنْ دُونِ اللّٰہ کے صفات رب العزّة نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کئے گئے جو تم نے سُن لئے ہیں کہ مَنْ دُونِ اللّٰہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً

صفات عباد اللہ

صفات من دون اللہ

اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں

(۱) مَنْ لَا يَنْجِبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ

اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب

الْقِيَمَةِ مِنْ دُونِ اللّٰہ

دیتے ہیں۔

قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں

(۲) وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ

ہیں۔

مِنْ دُونِ اللّٰہ

ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی

(۳) فَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا

شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین

لَهُمْ أَعْدَاءُ

کو بیچا بیچے اور سفارش کرینگے نہ ہوں۔

جب اٹھائے جائینگے تو میں دُشمن

مَنْ يَنْشَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ

اللہ ان کے دشمن ہوں گے۔

نَحِيبٌ مِّنْهَا جَعَلْتُ مَبُودِينَ کی طرح

انشار اللہ دشمن نہ ہونگے کیونکہ یہ مِنْ دُونِ

اللہ کی شان ہوگی۔

(۴) ذَلِكُمْ لِعِبَادِ تَعَالَى كَاذِبِينَ

یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

صفات من دون اللہ

اور وہ میں دُؤبِ اللہ اپنے عابدین
کی عبادت کا انکار کریں گے۔

صفات عباد اللہ

ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع
کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار
نہ فرما دیں گے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
رب امتی فرما کر گنہگاروں کی بخشش
فرما دیں گے اور پیرانِ عظام بھی سفارش کریں گے
اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے۔ یہ شیعوہ
مذکورہ اسیت کا میں دُؤبِ اللہ معبودین کا
ہے۔

(۵) مَا يَكُونُ مِنْ قَطْمِيٍّ

مِنْ دُؤبِ اللہ وہ ہیں جو کچھ کے
چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ
کے مالک ہیں جو واضح ہر چکا لہذا وہ میں
دُؤبِ اللہ نہ ہوئے کیونکہ یہ شانِ رسالت
و ولایت کے خلاف ہے شانِ اہل اللہ
یہ ہے قُلْنَا يَا ذَا الْعَرْشِ إِنَّا أَنْ
تَعَذِّبَ ذَا بِنَا أَنْ تَخْذَفِنَاهُ حُسْنًا
انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھر سے
ہوئے نہیں بلکہ خداوند کے پیدا شدہ ہیں۔
اور اُس کے خلق کی طاقت بھی عطائی رکھتے
ہیں لہذا میں دون اللہ نہ ہوئے۔

(۶) لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا ذَهَبًا

يَخْلُقُونَ مِنْ دُؤبِ اللہ
کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھر سے ہوئے
ہیں۔

اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام
کی ذات برابر ہے جیسا کہ واضح ہر چکا لہذا میں

(۶) أَمْوَاتٌ عَبِيدُ أَحْيَاءٍ

مِنْ دُؤبِ اللہ

صفات من دون اللہ

میں ذاتی موت ہے جو وہیں حیات ہے
ہی نہیں کسی وقت بھی۔

(۸) وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ

يُبْعَثُونَ اور من دون اللہ
قیامت سے بے خبر ہیں۔

صفات عباد اللہ

دُونِ اللہ نہ ہوئے

یہ بھی جوئے معبودین کی شان ہے انبیاء
کرام و اولیاء کرام قیامت سے باخبر ہیں
لہذا انہی کو دُونِ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں
نہ ہوئی تو من دون اللہ نہ ثابت ہوئے۔

یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ تعین
رسل و اولیاء اللہ بوقت موت ان کو ثابت
نہ کیئے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوقت موت

اپنے غلاموں کے پاس تشریف فرما ہوتے
ہیں اہل بیت علیہم السلام کا کلمہ
پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا وقت

انکار بھی نہیں کرتا لہذا من دون اللہ نہ ہوتے
اگر من دون اللہ ہوتے تو اس وقت
جوئے معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اور ان کی
قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو ہر وقت
پہنچتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ سچا
ورنہ ولایت کا خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان
من دون اللہ کی ہے ثابت ہوا۔ کہ

(۹) قَالُوا احْشَرُوا عَنَّا وَنَحْنُ عُدُودًا
عَلَىٰ الْفُتَيِّهِمْ اَنَّمَا كُنَّا فِرَاقًا
كَافِرِينَ۔

فرشتے جان لینے آئیے تو وہ سوال کر گئے
تو عابدين اپنے جوئے معبودین کا انکار کر گئے
ترجمہ۔ کیئے کہ وہ میں دُونِ اللہ ہم سے
غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا خود اقرار کر گئے۔

(۱۰) لَا يَلْبِثُ الْمُجْرِمُونَ وَنَحْنُ مُبْشِرُونَ
بَبَاطِلِ كُفْرِهِمْ اِلَى الْمَاءِ وَمَا هُوَ
بِإِلْعَادٍ۔

رومن دون اللہ نہیں قبل کرتے وہ ان
کی دعا کر کچھ بھی مگر عذابا کہ کوئی اپنے دونوں ہاتھ

صفات من دون اللہ

پانی کی طرف بے کرے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا

(۱۱) عِبَادُ امَّاؤُكُمْ مِمَّا دَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ دَعْوَانِمْ كُنْتُمْ مُّضِلِّیْنَ

۱۱/۲۳ اعراف ۲۳ من دون اللہ تمہارا مثل نہیں ہے

پکارو تو سبھی ان کو اگر تم ان کی عبادہ میں اسے پوزتہاری بات کا جواب تو دیں :

صفات عباد اللہ

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ من دون اللہ نہیں ہیں۔

انسانوں کی مثل تو ہیں لیکن انسان نہیں کیونکہ ان کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

من دون اللہ سے مراد بت ہے۔ اس آیت کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کیونکہ وہ آدمیوں جیسے تصور میں تو نظر آتے ہیں چونکہ وہ عبادات ہیں جواب نہیں دے سکتے

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اس سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ عِبَادُ امَّاؤُكُمْ کے ماتحت نہیں اگر منصب قبلہ کلام کی جاوے۔ تو

جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ من دون اللہ نہیں۔

یہ تئوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں ہیں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی حالت اس کے برعکس ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے کہ تَلْعَاہُمْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ ان کہ ملائکہ

(۱۲) اَلَمْ نَزِدْکَ بَیِّنٰتٍ مِّنْ لَّدُنَّکَ اَنْتَ عَلٰی الْاٰدَمِیْنَ

اَمْ لَکُمْ شُرَکَآءُ یَتَّبِعُوْنَکُمْ اَمْ لَکُمْ اٰلِهَةٌ مِثْلُ مَا لَکُمْ

اَمْ لَکُمْ اَعْلٰیٰنُ فِیْ تَخْلِیْوَکُمْ اَمْ لَکُمْ اٰلِهَةٌ

مِثْلُ مَا لَکُمْ اَمْ لَکُمْ اَعْلٰیٰنُ فِیْ تَخْلِیْوَکُمْ اَمْ لَکُمْ اٰلِهَةٌ

کیا من دون اللہ کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن

ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن

صفات من دون اللہ

کے ساتھ وہ کھڑے ہوں کیا ان کی آنکھیں
ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے
کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں

صفات عباد اللہ

استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ من دون اللہ
ہوں جنہیں اور نہ دیکھیں وغیرہ تو معاذ اللہ
فرشتے ایسے ہوں کہ استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوا
کہ یہ شان جن کی ہے اور یا اللہ اور یا اللہ
کہاتے ہیں جیسے جن جنت کے باغات میں
میش کرتے ہیں ان کی سمع و بصر وغیرہ ہم سے
زیادہ قوی ہیں۔

لَا يَسْتَعْجِلُونَ نَعْرَكَ
(۱۳) اعراف ۲۴
يُنْفِضُونَ

من دون اللہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور
ذاتی جالوں کو ہٹا سکتے ہیں۔

یہ من دون اللہ کی تیرہ صفتیں ہیں کہ
وہ اپنی جانوں کو مذاب الہی سے نہیں بچا
سکتے جو جانیکہ وہ نہایت ہی مدد کر سکیں غیبت
اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت کو بخشا کہ
جنت میں سے جائیں گے اور اولیاء اللہ
جی بعد ازاں مضامین کر کے بخشا ہیں گے
ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ
دُون اللہ نہیں بلکہ یہ ہیں مَعَهُ الْمُقَرَّبُونَ
اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ من دون
اللہ ہے ہدایت ہے اور ان کی شان ہے
أُولَئِكَ عَلَىٰ مِثْقَلِ مِثْقَلِ رَجَبٍ
وَمَا بَيْنَهُمَا تَنَافُضٌ لٰهٰذَا حِزْبُ اللّٰهِ
من دون اللہ نہ کہہ سکتے۔

(۱۴) وَارْتَدَّ عَوْهُمْ اِيَّيْكَ
لَا يَكْفُرُوْنَ

اور اگر تم من دون اللہ کو ہدایت کی طرف
بلاتو تو وہ ہدایت سنتے ہی نہیں۔

صفات من دون اللہ

(۱۵) مَنْ لَا يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ

وَهُمْ لَا يَنْجِبُونَ .

اور آپ من دون اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔

آپ کی طرف وہ بھی نکلتے ہیں مگر وہ دیکھ

نہیں سکتے۔

لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا

(۱۶) حَجَّ ۱۰ | ذَلِكُمْ يَجْتَعِزُّونَ .

اگر وہ تمام من دون اللہ مع ہر جانور و ہرگز

ایک کھسی جی پیدا نہیں کر سکیں گے۔

صفات عباد اللہ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ كِي شَانِ يَهْجُو كِي اَن مِّنْ

لَوْ بَاصِرٌ نَّهِيں تَرَوِہٖ بِتِہٖ ہي ہي سکتے ہي ہي ہي

ہي ہي اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے

ہي ہي دُستِ اللہ فرما کر من دون اللہ سے

رہا فرمایا۔

یہ شان ہے من دون اللہ کی اور ہي

صلی اللہ علیہ وسلم پہا لُجِبِ کُتُہٗ سے تمام

کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام

مخلوق کی زندگی کے سبب حضور صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں پتھر کی طرف یا انکدوں کی

آپ کی نگاہ پاک اُٹھی تو جانور بن گئے بلکہ

گیا بن گئے ثابت ہوا کہ اختیار کر ہم من

دُونِ اللّٰهِ نَہِيں۔

یہ من دون اللہ کی سرحدیں صفت ہے

کہ ان سے اگر کھسی کہ چھین کرے بادے

تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے اور شانِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ درخ سے

چھڑا سکتے ہیں اور حرمِ دُونِ اللہ میں تہی

کزد می اور ادرہ اتنی طاقت کہ عزرائیل

نزدیک آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتا

(۱۷) اِنْ يَنْسِفْكَ اللّٰهُ كُنْتَ

سُيَّةً لَا يَتَذَكَّرُ مِنْهُ

اور اگر من دون اللہ سے کھسی کہ چھین لے

تو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

مکمل کی ترکیب ہی طاقت ہے ثابت ہوا
کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام من دون
اللہ نہیں من دون اللہ بت ہی ہیں۔

یہ من دون اللہ کی آثاروں صفت
ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کر سکتے اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالمؤمنین
رَدُّتْ رَحِيمُهُمْ۔

معلوم ہوا ہے کہ انبیاء کرام من دون
اللہ اور حبیب اللہ ہُمُ الْعَالَمُونَ
کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی من دون اللہ
نہیں ہو سکتے۔ قَدْ تَوَيَّمْتَنِي ادْعُ لَنَا
وَبَدِّعْ بِنَا عَمِيدَ عَيْتِكَ وَكَسْرٍ
كَشَفْتَ عَنَّا الرَّجْزَ لِنُؤْمِنَنَّ لَكَ
وَلَنُؤْمِلَنَّ مَكَتَ بَيْنَ اِيْمَانِيْكَ
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ الْاَقْلَ
اَجَلِيْ هُمْ بِالْعُودَةِ اِذَا هُمْ
يَتَكَبَّرُونَ ایمان دار کے واسطے اشارہ
کافی ہے۔

النَّبِيُّ الْمُنْفِقِيْنَ بِاَنَّ
نَسَارَ ۵ اَلْمُؤْمِنِ عَدَا اِلَیْہَا

۱۸) نبی اسرائیل ۱۵
نَدَّ يُمْلِكُونَ
اَكْشَفَ الْغُصْرَ
عَنْكُمْ۔

پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف
دور کرنے کے

۱۹) عنکبوت ۲۴
يَسْأَلُ الَّذِينَ
اَتَّخَذُوا

صفات من دون اللہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ أُولَئِكَ مِثْلُ الْعَنْكَبُوتِ
مثال ان لوگوں کی جہنوں نے من دون
اللہ کو بدو گار یا کار ساز پکڑا مثل مکڑی کی
ہے۔

صفات عباد اللہ

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ مِنْهُ لَكُنُوفًا
الہم کی خوشخبری دیجیے جو مومنوں کے سوا
اپنا بدو گار بناتے ہیں۔

لَسَارِ ۱۱ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو مومنین کے سوا کفار کو اپنے
بدو گار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین من دون
اللہ بھی نہیں اور مکشبل العنکبوت بھی
نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ مکشبل
العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شئی
تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی
امداد بغیر کچھ نہیں ملے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
معلوم ہوا کہ من دون اللہ نہیں من
شئی کہاں اور رحمة للعالمین
کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو

(۲۰) عَنكَبُوت ۲۰ اِنَّ اللّٰهَ يَكْتُمُ
مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ

بے شک اللہ تمہارے چھپاتا ہے جن من
دُونِ اللہ کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں
(۲۱) اعراف ۵ اَللّٰهُمَّ اتَّخِذْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے من

صفات من دون اللہ

أَذْلِيَاءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ
بے شک انہوں نے لیا ہے شیاطین
من دون اللہ کو کارساز

صفات عباد اللہ

دُونِ اللَّهِ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور
شیطان کہن دون اللہ کھا اور شیاطین سے
مسلمان کو خدا کی پناہ اور شیاطین کا کلم
ہے إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوعُونَكَ إِلَى أَنْ يَغْلِبَ
ہم اپنے دوستوں کے دلوں میں دسواں
ڈال کر گمراہ کرنا اور اختیار کرام کا عمل ہے
هُدَايَتِ ابْنِكَ لَتَقْدِرَ عَلَىٰ إِيَّاهِ صِرَاطِ
مُسْتَقِيمٍ اور آپ کی اطاعت میں بھی
فعل ہے اور یار کرام کا اَمْتًا يَتَّبِعُونَ
بِأَمْرِهِمْ اَوْ يَارِ الشَّاطِطِينَ اور شیاطین کے احکام
والی آیات کو اختیار اللہ اور اور یار اللہ
پر چسپاں کرنا اور ان جیسا سمجھنے والا وہ
ابلیسی جماعت کا نمائندہ ہے حزب اللہ
سے اسے سروکار نہیں۔

شیاطین من دون اللہ ثابت ہوئے نہ
اختیار اللہ اور اور یار اللہ خدا جدا اور اگر
ان کو من دون اللہ سمجھو گے تو پھر تم مطیع
شیطان ہی کہلاؤ گے اور امت شیطان
کہلانے کے حقدار ہو گے امت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہلا سکو گے۔

صفات من دون اللہ

(۲۲) سب ۲۲/۳ } قَدْ ادْعُوا الَّذِينَ
ازَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ
لَا يَكُونُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ -

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگ کر
ان من دون اللہ سے جن کو تم گمان کرتے
ہر نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی
ذراتوں میں نہ زمین میں -

صفات عباد اللہ

یہ من دون اللہ کی بامیوس صفت ہے
کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا مالک نہیں
بنایا مگر عباد اللہ کی شان یہ ہے -

نسا ۵ :- اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ
عَلٰی مَا اٰتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ
اٰتَيْنَا الْاٰلِ الْاِِسْرَافِيْنَ اَلْكُتُبَ الْجَمَّةَ
وَاٰتَيْنَا هُمْ مِّنْكَ هَاطِلًا كَمَا يَطْلَعُ
رُكَّ اس چیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل
سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ہا ہیم علیہ السلام
کی آل کو کتاب اور حکمت اور دیا ہم نے ان
کو کُتُبَ عَظِيْمَةٍ -

ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ
من دون اللہ نہیں ہیں -

مومن ۲۲/۲ } حَادِثِي الْبَيْتِ مِن رَّيِّ
میرے پاس میرے رب کی
طرف سے بیعت آئیں -

اِنَّا اَنْزَلْنٰ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ
ہم نے آپ کی طرف کتب اتاری
پُر اکبری صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اتاری
گئی تو من دون اللہ نہ ہوئے کیونکہ من

(۲۳) فاطر ۲۲/۲ } اَمْ اَتَيْنٰكُمْ مِّنْ بَيْنٰ
نَبِّكُمْ عَلٰی بَيِّنَةٍ
مِّنْهُ

کیا من دون اللہ کو ہم نے کوئی کتاب
دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بیینہ پر
ہیں -

دُونِ اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ
ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس
کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد
قادیانی

اَلرَّیْبُ عُدُوْنُکَ کے معنی صرف پکارنا ہی لئے
جادوئے تو بڑی خرابی لازم آگئی جس کو تم
پکارو گے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت
ہوگا اور اگر من دون اللہ سے مراد اگر بت
لئے جادوی بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل
کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء انبیاء
اللہ میر جب ان دونوں آیات کے باطل
ثابت ہونگے حالانکہ باطل آجاوے تو
اس پر اللہ تعالیٰ حق کو پہنچتے ہیں تو وہ
حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالیٰ
ثابت و غالب رکھتے ہیں اور باطل کو
مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب باطل
کے نزدیک انبیاء کرام و اولیاء کرام میں
دُونِ اللہ اور باطل ٹھہرے تو بت
اور کفار کو تو ضرور حق سمجھتے ہونگے اور کسی
لئے کفر کا ساقط دیتے ہیں اور حزب اللہ
کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ سب اللہ

۲۳۱ ایمان ۲۴۱ اَللّٰہُ یَاۡنُ اللّٰہُ هُوَ
اَلْحَقُّ وَاَنْتَ مَا یَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ۔

یہ سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے
اور جس من دُونِ اللہ کی وہ عبادت کرتے
ہیں وہ باطل ہے۔

۲۴۱ ح ۱۴ اَللّٰہُ یَاۡنُ اللّٰہُ هُوَ
اَلْحَقُّ وَاَنْتَ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ
هُوَ الْبَاطِلُ۔

یہ سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے
اور جس من دُونِ اللہ کی وہ عبادت کرتے
ہیں وہی باطل ہے۔

وہا یعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے
تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے
ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ
اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

صفات من دون اللہ

بَيِّنُ الْقُدْرَتِ بِالْحَقِّ
 اٰلِیَاسَ ۱۴ اَعْلٰی الْبَاطِلِ نِدْمُ مَعْدٍ
 نَاذَا هُوَذَا هَیْ

بلکہ پھیلکتے ہیں برحق کو باطل پر تو وہ اس کا
 بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ
 جاتا ہے۔

لِحَقِّ الْحَقِّ وَیَبْطِلُ
 الْفَالِ ۹ اَلْبَاطِلُ۔

تاکر ثابت رکھے اللہ تعالیٰ حق کو اور تباہ
 کرے باطل کو۔

اَمَّا الْبَاطِلُ یَقْمِنُونَ
 شَحْل ۱۲ اَوْ یَنْجُمِۃَ اللّٰهُ هُمْ
 یَكْفُرُونَ وَیَجْبُدُونَ مِنْ دُونِ
 اللّٰهِ =

کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاسکتے
 ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار
 کرتے ہیں اور من دون اللہ کی عبادت
 کرتے ہیں۔

صفات عباد اللہ

كَارِثًا وَسَيِّئًا هُوَ الَّذِي اَدْسَدَ سُرُوْلَهُ
 بِالْهَدْيِ وَدَعَىٰ الْفَحْشٰی لِيُظْهِرَ عَلٰی
 الدِّیْنِ كُلِّهِ وَكَوْكَرَهُ الْكَافِرُوْنَ۔

اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا
 ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار
 کیوں نہ چلائیں۔

اور پھر فرمایا لَا تُغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ
 ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام
 رسول اور حبیب اللہ ہمارے نائبوں

کا حکم تو اولیاء اللہ کر مل چکا ہے ثابت ہوا
 کہ یہ تمام من دون اللہ نہیں ورنہ ان
 کو اللہ غلبہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ
 تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام من دون

اللہ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل
 کی اطاعت کرتے باطل کا دین قبول کیا
 ہے۔ باطل کی امت ہو معاذ اللہ شمر
 معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لائے

اور نعمت اللہ یعنی رسل کو من دون اللہ
 کہہ کر رسالت کا صاف انکار ہے معلوم ہوا

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اَسْتَبْعَدُوا اَنْبَاءَهُ

محمد ۲۶

یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کی تابعداری کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ و رسل من دون اللہ نہیں
اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْا فِی
یُحِبِّكُمْ اللّٰهُ۔یا ایہا الذین آمنوا
اسرار ۵ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوا
الرَّسُولَ وَادَّبِ الْاُمْرَ مِنْكُمْاس آیت کریمہ سبقت میں ثابت کیا گیا کہ اگر
حکم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو فرما دیجئے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری حکامی
کرد اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا کہ اگر تم
نجات چاہتے ہو تو اللہ کی تابعداری کرو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادب
تہمے ادب اللہ میں اگر یہ سب باطل
ہوتے تو ان کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر
ان کی اطاعت کا حکم ہے تو باطل نہ ہوئے
جب باطل ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ
تمام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَذَٰلِكَ
اسرار ۵ اللّٰهُ مُؤْتِيْ تَوَلٰی فَمَا اسْتَطَاعَ

عَلَيْهِمْ حَقِيقًا ہر شخص تابعداری کرے گا

اَسْمَعُوْا وَنُصَلِّدَنَّ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَقِیْقَ

(۲۵) انبیاء ۱۷

جہت سے ان سے بھاد اور دونوں کو کان

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

الْمَلِئَةُ شَاوِدَ ذَوَاتُهَا وَحَلَّ بِهَا فَلْيَنْتَدُونَ
 لَمْ يَكُنْ فِيهَا ذَوَاتُ يَوْمٍ وَهَسَتْ فِيهَا لَا يَنْتَدُونَ
 بے شک تم (کفار) اور جن من دون اللہ
 کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں
 تم تمام اس جہنم کو داخل جو فیو اسے برا کر
 معبود ہوتے جہنم میں داخل
 ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہینگے اس جہنم
 میں (دوزخیوں کا) شور مہکا اور وہ اس
 میں کچھ نہیں گئے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن زبیری بھی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منامہ کیا کہ تو نے
 کہا ہے إِنَّكُمْ دُونَ اللَّهِ حَصَبٌ جَعَلْتُمْ تَرْبِي صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں تو ابن زبیری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت نہیں
 کرتے تہاڑے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جہنمی ثابت ہوئے تربی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلْ يَعْبُدُونَ الشَّيْطَانَ وَهَإِنَّ كِلَاحَاتٍ لَّهُمْ فِي عِبَادَتِهِمْ كَرْتِمْ جَلَك
 شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

خازن ۳ تراشہ قائلے نے اس کے دو میں آیت نازل فرمائی إِنَّ الَّذِينَ
 سَبَقَتْ لَهُمْ عَذَابُهُمْ هُمْ فِيهَا مُبَدَّدُونَ اور بے شک جن کے
 لئے ہماری عذاب سے پہلے عذاب ہو چکی ہے وہ اس سے دور کئے جا دیئے۔

تر ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھنے والا پہلا زبیری یہودی تھا۔ جو
 وہ ہیں کہ اس امر میں پیشوا ہے تو انبیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے

ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ملنے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی لوگ کرنے ہیں جو ان کے محبے وغیرہ بنا کر اپنے معبود خالوں میں رکھتے ہیں اور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہا! اسکی اگر پہلا سکتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِلٰهًا طٰغُوْا اَعْلٰی (۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء و صالحین کے معبود کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بات ہے ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا اندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہوتا ہے۔

الحاصل جس مقام پر ترجید الہی کے مقابلہ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تذلیل مقصود ہو تو وہاں دو صورتیں ہونگی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود صلی کی تذلیل مذکور ہو تو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بت یا شیطان مراد ہونگے اور ان کے عابدین پر فتویٰ کفر و شرک مذکور ہوگا اور ان سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہوگا ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف پل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت مقصود ہوگی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکی ہیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کئے عبادت کیے اور وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود ہیں

کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے قریباً وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہم ہونگے تو اس مقام پر مابین من دون اللہ ہونگے اور ان کا فعل اتخاذ یعنی ان کا عبادت کرنا من دون اللہ ہوگا انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا ملائکہ اللہ من دون اللہ نہ ہونگے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں من دون اللہ کہا گیا الا ان کو پکارنا استثناء کرنا ان کی تعلیم کرنا ان کی قبور پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی اللہ ہر کامیت الہیہ حاصل ہوگی من دون اللہ نہ ہوں گے۔

من دون اللہ کو قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر استعمال فرمایا ہے مثلاً

(۱) اَعْرَافُ ﴿۱﴾ اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ
شَيْطٰنٌ مِّنْ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ

۲

اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ دُونَكَ مِنْ

(۲) عَنكَبُوتِ ﴿۲﴾ اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ دُونَكَ

اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو

مِنْ دُونِ اللّٰهِ کی جہت ہیں۔

WWW.NAFSEI.COM

(۳) اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ دُونَكَ مِنْ دُونِ

عَنكَبُوتِ ﴿۳﴾ اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ دُونَكَ

بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُونِ اللّٰهِ

کو معبود (جو بت ہیں)

اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ دُونَكَ مِنْ دُونِ

(۴) اَلَّذِي تَحْتَصِدُّ دُونَكَ مِنْ دُونِ

انہوں نے مِنْ دُونِ اللّٰهِ کو معبود

کفار کا فعل اتخاذ من دون اللہ

ہے۔

(۴) شوری ۲۵ { وَمَا كَانَ لَكُمْ مِنَ
أُولَئِكَ يَنْفَعُ وَهُمْ

۴
مِنْ دُونِ اللَّهِ بِمَعْنَى
مَا سَوَى اللَّهِ

مِنْ دُرِّ النَّاسِ
اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جہان کی
مدد کرے ماسوی اللہ کے ۔

(۵) جن ۲۹ { وَأَنَّا مِنَ الصَّالِحِينَ
وَمِنَادُونَ ذَلِكَ

۵
یہاں دُؤن کے معنی برے لے گئے
ہیں۔

ادب بے شک ہم سے بعض ایک ہیں اور بعض
ہم سے برے ہیں۔

میریم ۱۶/۲ } کا تختہ دات من دوزیمہ
اجبات - پس بنایا مر علیہا

اسلام نے ورے ان کے پرورد

وَدَّعَدَ مِنْ دُونِهِ
(١٦) قَصص (١٧) اَمْوَاتٍ تَزِدُكَ اِنْ

۴
من دون بمعنی ورے

اور پائین مڑی علیہ السلام نے دوسرا ان کے
دو عمدتیں بکریاں بٹاتی ہیں۔

فتح ۲۷ | فُجِّدَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ نَحْصًا
۲۸ | اقْرَبِيَا رُوحِي إِلَهِي

اور اس کے فتح قریب

کھف ۱۶ } جِئَا اِذَا بَلَغَ مَطْلِعُ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ مِنْ قَعْرِ جَبَلٍ
تَعْمُرِينَ دُونَهَا سُبْحًا مِثْلَ كَرْبِ سَيِّئَةٍ ذَوِ الْقُرْنَيْنِ مَطْلِعُ شَمْسٍ يَكْبُ

اس کو ایسی قوم پر طلوع کرتا ہے جو نہیں بتایا ہم نے ان کے لئے ورسے ان کے کوئی پڑا
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 (۵) نسا ۱۳۱ لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ
 أَذِينَ لَّكُمْ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ۔

اے ایمان والوں! کفار کو دشوکار نہ بناؤ (دیکھ کر)۔
 ایمان والوں کے من دون ہیں۔

(۸) وَالْكَافِرَةُ دُونُ اللَّهِ تُؤْتُونَ
 من دون بمعنی مخالفت
 غیر اللہ کے جوئے مبروؤں کا ارادہ رکھتے
 دون اللہ بمعنی غیر اللہ

برقم اور بھی من دون کئی معنوں میں متعلیٰ ہوتا ہے تم دہلی بیچاے ایک غیر کے معنی جلتے ہو اور
 مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ مِنْ دُونِ آیا غیر کے معنی کرے معنی دوست ہوں یا مقدم
 دشمنین سے دشمنہ لیکھتہ سو سال سے اس آیت کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے
 برخلاف کیں چلیں خداوند تہیں ہایت دے۔ یاد رکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام
 اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہنا چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ
 میں شامل فرماوے ہمیں من دون اللہ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھائے
 اور یہی ہمیں سبق ملتا ہے کہ تَوْفَقْنَا مَعَ الْآبِیَادِ کی دعا خدا سے مانگو تاکہ خداوند ہر دم ابرار
 و صالحین کی سمیت عطا فرماوے تاکہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا سامع بن جاوے
 جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

بقرہ ۱۳۱ { كَاغْلُظُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ } اور جانو تم کہ اللہ تمہارے
 متقین کے ساتھ ہے۔

۲۳ { وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ } اور اللہ تمہارے صبرین کے ساتھ ہے۔
 انفال ۹ { إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ } اور بے شک اللہ تمہارے مومنین کے ساتھ ہے۔

سراسر جوٹ ہے کُھٹے اللہ علی انکاذ بین اذ پہلے پر جا کر تشریح کر لیں پر بار
عربی میں عبادۃ کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہو۔

عبدت اللہ اعبدۃ عبادۃ وہی الافتیاد و
(۱) مصباح المنیر ۵۹۳ { الخضوع (۲) صراح ۱۲۴۔ العبودیۃ اصلها
الخضوع و الذل و عبد فیما یتال خدم الطاعت۔ (۳) قاموس ۱/۳۱۱
العبد الانسان حركات او رقیقا و العبدیۃ و العبودیۃ و العبودۃ
و العبادۃ الطاعة۔ (۴) المنہد ۵۰۲۔ عِبْدٌ عِبَادَةٌ و عِبُودٌ و عِبُودِيَّةٌ و
مَعْبُدٌ و مَعْبُدَةٌ اللّٰهُ و حَدٌّ و حُدٌّ و حَضَمٌ و ذُلٌّ و طَاعَةٌ۔ (۵)
مجمع البحار ۲۴۱۔ العبادۃ الطاعة اقوال الفسرين

(۱) تفسیر جلالین ۴ { اُعْبُدُوا اَوْحَدُ (۲) تفسیر نفی ۱/۴۔ العبادۃ وہی
اقصی غایۃ الخضوع و التذلل (۳) تفسیر بضاوی
۱/۴۔ و العبادۃ اقصی غایۃ الخضوع و التذلل (۴) تفسیر خازن ۱/۴۔ و العبادۃ
اقصی غایۃ الخضوع و التذلل و سمي العبد عبد الذات و القياد
وقيل العبادۃ عبارة عن الفعل الذي يؤدي به الغرض لتعظيم الله
تعالى... و لا تستعمل العبادۃ الا في الخضوع لله تعالى لانه
مولى اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر ۱/۴ { فاعلم ان العبادۃ عبارة عن الاتيان بالفعل
السامودیہ علی سبیل التعظیم بالأمر۔

تفسیر کبیر ۱/۴ { ان العبادۃ عبارة عن نهاية التعظیم و هو لا ینق
الأمر صدر عنه غایۃ الانعام۔

ان تمام مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم

اور ذلیل ہونا اور اطاعت کرکے ہیں اگر بے زیادہ تذل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہذا تمام اہل سنت و جماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتویٰ عالمگیری ۲/۴۹۱ { کذا فی السداجیۃ جب کسی نے انسان کو تعظیم سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا سجدہ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم میرا عظیم ادب اللہ و نبی علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ نہیں کرتے ان کی قبور کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت و جماعت نے کبھی بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سبحنا اور بنی اللہ کو بنی سبحنا ہی شرک ہے نہ شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الہی ہے ۔

نسارہ ۱۱ { مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے اگر مشرک ہے تو یہ توحید پرست نہ بن سکتا ہے جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الہی ہے ۔
وَمَا أَدْمُنَّا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا يُطِيعُ بِإِذْنِ اللَّهِ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ثابت ہوا کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا توحید کا دعویٰ ہے یا در کھو جس اپنی توحید کے دعویٰ سے تم بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ ایت پر کہ میں آگے قید لگائی ہے ۔ وَ يُخِذُ مَا دُونَ ذَلِكَ مِنْ شَيْءٍ بخفیگا ما دون ذلك یعنی ما دون شرک بھی جس کو چاہیگا بخفیگا اور ما دون شرک کیا ہے ؟ توحید تو بغیر ان الہی موجد کو بھی

جسے چاہے گا بخشے گا مگر وہ کی بخشش بھی حتمی نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دوبار رسالت ہے۔

نساء ۵ { وَذُو الْقُرْآنِ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَعْفَرُوا اللَّهَ وَلَسْتَ تَعْفُو
يَعْسَرَ الرَّسُولُ أَنْ يُجِيبَهُمْ وَاللَّهُ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں آپ کے دوبار میں حاضر ہوجائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائیگے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں رہتی بخشش کا سارا تفکیک اس ثواب اور رحیم سے مل جاتا ہے ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا مطلب گار سنادرش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی فیہدست نہیں تو قید تک رسائی کہاں تو سید کا صریح سمجھنا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھنا ولایت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

نساء ۵ { وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ
أَعْيُنَ سَبِيلِ الْكُفْرِ يَئِيبْ إِلَيْهِ مَا تَفَعَّلَ وَلَا يَصْلِحُ جَهَنَّمُ سَعَادَاتِ
مُعِينًا اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی
اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے راستے کے سوا پھیرتے ہیں ہم اس کو بدعت پھرا
وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بُری ہے جائے رہائش۔

سناد دیا برہنہ تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور من دون اللہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں ولایت کی طرف جانے والوں کو رسالت کی طرف پھیرا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جہادِ اعلیٰ جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ چھوڑا جائے

اور ان کا راستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم کی مہانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیت کریمہ کے آگے اِنَّ اللہَ لَا یُغْفِرُ اَنۡ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یُغْفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ کہ پھر دھسرایا تاکمان میں بھی کوئی غلو کر کے معبود نہ سمجھنے لگ جاویں جیسا کہ پہلی امتوں نے سمجھا پہلے رسالت و ولایت اور ان کے متعین مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تاکہ کہیں ان کو نہ چھوڑیں میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ کو معبود سمجھنے والوں کو دھمکا دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنا معبود نہ سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لیجاو گی ایسے شخص کا خداوند کو واحد سمجھنا کافی شر ہے اور نہ وہ عذاب الہی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَ مَنْ یَّعۡصِ اللہَ وَ رَسُوۡلَہٗ قَارَآءَ لَہٗ مَآزٍ جَمِیۡمٌ خٰلِدٍ فِیۡہِمَا اَبَدًا اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کی واسطے ہے آگ و دوزخ کی اس میں ہمیشہ رہیگی۔

تو ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان نہیں جڑتا تو بغیر ولایت بھی نہیں سکتا ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رو۔ تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُواْ اَحِبَّآرَہُمْ وَ رُہَبَآئِہُمْ اٰلَآءًا وَّ اٰنَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللہِ وَ الْمَسِیۡمِ اِنَّ مَوۡزِعَہٗمَا اُمِرُوۡاْ اِلَآیۡہِ بِعَبۡدِہٖ وَ اللہُ اِلَہٌ وَّ اَحَدٌ اِلَآ اِلَہٗ اِلَآہُمُوۡ سُبۡحٰنَہٗ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ۔“

نصاری نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوا رب بنائے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم کئے گئے وہ مگر تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود و ایک ہے اس

کے سوا کوئی مبرور نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں یہی حال تھا اسے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا جو ہے بغیروں کو رب بنایا جو ہے کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

محمد عمر خداوند نہیں ہدایت دے تم وہابی انبیاء علیہم السلام کو دیا ہے کرام کے بغیر نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہر دم تمہاری طرح ان کی گستاخیاں کریں تمہیں کامیابی حاصل ہے؛ فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ مبرور ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پر یا بدل پستی ہے تو تم حورست کیونکر حورست کے بڑے خواجہ بندہ برحق پرست کیونکر سپیوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو دنیا پرست کیونکر دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہو تم وہابی طفل پرست کیونکر حق پرست لوگوں کی رکھتے ہو اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں ہمارے ماننا تمکو خواہشات انسانیہ بیت ہیں ہم احناف پر نگہ مال سے زیادہ دوسری طرفت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات منقطع صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں وہابیوں کے ملنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ہاتھ نہیں کرتے آپ کا مہذب و شریف منا کر بدعتی کہلاتے ہیں لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فترے تم سے بہتے ہیں لیکن روضہ الطہر کی محبت و سفر پاک کو ترک نہیں کرتے یہ محض محبت الہی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم بھی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے گناہ کی مانند ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر ہم ناسخ پر ہیں تو خداوند ہمیں روکے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گنہگار رکھتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس گنہگار کے حاکم ہیں کہ اسے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب صلے اللہ کی محبت اور ان کے کاردار میں ہی مشغول رکھ دو کام ہم سے کرو اتنا ہو جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق

ہر دگ میں خواہ کتنا ہی مطعون کیوں ذکر کریں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی طعنہ ہے۔
چوری کا نہیں بد معاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں
ایسے ہی ہم ادیا کے کرام کی مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیران عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا
سجادہ نشینان حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر وہاں
سے سو اسحق ملتا ہے ذکر الہی کا وہاں دوس ہوتا ہے۔ وہاں بت خانہ نہیں کہ بتوں کی پوجا
ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب منا ضرور ہیں دعویٰ نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت
نہیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نبوت نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی
رسائی ہے مَثَلُ الَّذِي يَتَّبِعُ بِمَالًا كَيْمَعَ إِلَّا دُعَاؤُ سِدِّكَ کہ نہیں وہاں منازل طے
ہوتے ہیں بے عملے کو دھکیلا جاتا ہے مگر کہ مصطفیٰ کیا جاتا ہے خالی نہیں پر میں بند نہیں
چھلکتے ہیں سائل خالی نہیں آتَا دَامَا السَّاسِي فَكَأَنَّمَا تَنفَعُ سَے حکم الہی خالی نہیں جیتے
تہارے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شیوہ بن چکی ہے۔ اسی واسطے احبار اور
رہبان زبان سے چھوٹتا نہیں احبار عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت کے عالموں کو اللہ تعالیٰ نے احبار کے کسی جگہ نہیں پکارا بلکہ آپ کی
امت کے علماء کو علماء کے نام سے مرسوم فرمایا ہے فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمَاءُ اللہ کے بندے عالم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ رب العزّة نے اس امت مغفورہ
مرسوم کے علماء کرام کی خشیت کی تعریف فرمائی ورق پلٹنے والے علماء نہیں قلوب پلٹنے والے
علماء مسلمانوں پر کفر کے فتوے جاری کر نیو اے مراد نہیں مومنین کے قلوب جاری کرنے والے
علماء ہاں البتہ جن کو احبار کے نام سے تم تو اڑتے ہو وہاں ہی گرا احبار ہر سکتے ہیں اسلام میں
احبار کا کیا کیا کام رہبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کے زحاد کو رب العزت نے اَلَا اِنَّ اَذْلَبَ عُرُ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا
هُُمْ يَخْزُوْنَ سے خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تنہا دینی و معاہدیت کے گورکھ دھندے

سے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کہ جب عذاب کا مالک وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ فَرَاوے تر عذاب کی کیا جرات ہے اور سے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَاتًا لِلْآفَاقِينَ جَهَنَّمَ اُكْرِهْنِي وَاُولَئِكَ فِيهَا مُلْكٌ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْهُ لَئِنْ لَمْ يَنْقُصِ عَنِ الْمَقْصُودِ لَآتِيَنَّ السَّاعَةَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عَذَابٌ مُّهِينٌ

جہنم خائف ہے کیونکہ وہ جبر الہی میں مودہ رکھتا ہے إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ کے وصل کو پکچھیں ان کو وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا پاس مل سچا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ڈر اٹھ اٹھے تو ٹھنڈی ہو جائے اور سے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں غالی کو جردیتے ہیں ان کی شان کو قہر بے خبر ملاں کیا جاوے اور رکھو اور یار اللہ کو آج سے ہی رہنا کا خطاب نہ دینا اُن کی شان تھی إِنَّ تَكْوِيْنَهُمْ كَالْخَبَارِ وَاللّٰهُ بَاسٌ لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

لِئَامُكَاتٍ اَشْكَالُ السَّامِ بِاَلْبَاطِلِ احبار اور روحان و لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور روحان کی شان آگے ہے سَيَكْفُرُكَ اللّٰهُ سَوْنًا جمع کرتے ہیں ان کے لنگہ جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دیبا سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تمہارے اکابرین البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بھرتے ہیں اور برس کے بعد ڈکارتے ہیں اور یار اللہ کی شان ہے سَيُؤْتِيْكَ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ چہرہ اللہ عزت نے اپنے دشمنوں کو جراب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا فرمایا اِتَّخَذُوا اٰخْبَارَهُمْ دُرُهَاثًا يُفْسِدُوْنَ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ کہ ان مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنالیا ہے فرمایا کہ ان کے احبار اور روحان بھی مِنْ دُونِ اللّٰهِ ہیں جو عوام مال کھاتے ہیں اور وہ بھی تمام کمیاں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بَانَ مِنْهُمْ قَبِيْطِيْنٌ وَرُحَبَانًا اَنْتُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ

ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور ان کو من دون اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا يَنْفَكُ عَنْكَ
الْزَّبَّاءُ نَبِيُّوْنَ وَلَا الْخَبَارُ عَنْ قَوْمِهِمْ اَلَا يَشْعُرُ اَكْثَرُهُمْ اَنْ لَّنْهُمْ
لِيَمْنٌ مَّا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ اِن كَرِهَ رَاى اور پاوری ان کو کیوں نہیں روکتے
گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں اور امت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل اللہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس دائرہ مندرجہ
تو دائرہ مندرجہ والا بن جائے تم تمام عمر دائرہ مندرجہ کو کوستے رہو تو ایک دائرہ مندرجہ والا نہیں بن سکتے
شرابیوں اور زانیوں پر معاشوں چوروں کی طرف ایک دفعہ نکاح اٹھا دیں تو صراط مستقیم
پر لاکر ولی اللہ بنادیں اور قہاری نسبت تو کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کندہ بیدار
والا حال ہے خداوند معصوم رکھے ایسے ظاہری مغنیوں سے تم اہل اللہ کی بدگونی چھوڑ دو نہیں
تو سائے تیرہ سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک احبار و رہبان کے خواب بھولتے نہیں اور
تم بچا رہے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار و رہبان اور قیامین کے نبی تک ہی
تھے جب تک ان کو اور ان سے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت
تمام ہو گئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تو لَقَدْ كَفَرَ الْكَافِرُ فَاتُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَابِتٌ
سَلْطَتُهُ فِيْ سَبْ پریکھاں حکم عائد کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثین تھے اور وہ سب مِنْ دُونِ
اللہ ہیں اور مسیح بن مریم چونکہ مِنْ دُونِ اللہ نہ تھے اس واسطے والیسع ابن مریم کو من
دُونِ اللہ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی مِنْ دُونِ اللہ میں شامل ہوتے تو اربابا من دون
ہی کافی تھا مِنْ دُونِ اللہ نہ تھے اسی واسطے من دُونِ اللہ کے بعد ذکر کیا اور اس
سے مروت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گڑھے ہوئے
تھے اور یہاں اربابا سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ پاک اربابا
سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت حقیقی مراد ہے اس لفظ
رب کا اطلاق ماسدوی اللہ پر نہیں آ سکتا اس رب سے مراد اللہ ہے لغوی لفظ

رب نہیں اور یہی ربوبیت بمعنی الوہیت وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا مَبَآئِیْنًا مِنْ دُونِ
اللّٰهِ میں مراد ہے بَرَّالْاَنْبِیَاءُ اِلَّا اِلَیَّاء کی تشریح ہے کیونکہ لغتہ لفظ رب سولے
خداوند کی ذات کے دو سکر پر آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
فرمایا اِنَّهُ رَفِیْ اَحْسَنَ مَشْوَاِیْ اور بے شک وہ میرا رجبے جیسے بہت اچھی بنائی (ان سے)
میری جگہ پھر فرمایا قَالَ اَرْجِعْ اِلَیْ رَبِّیْكَ وَاِیْسَ جَا اِنِّیْ مَالِکٌ لِّیْ طَرَفٍ مِّنْ شَیْءٍ اَنْہُوْا
نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بندے کو
اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے فرمایا۔

وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْنَا کَمَا رَبَّیْنَا فِیْ صَغِرٍ اَوْرَعَا فِیْ
بنی اسرائیل ۱۵۔ اے میرے رب رحم فرما ان دونوں پر جیسا کہ پالا انہوں نے
مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے ممکن مجازاً
ماسوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے بھی یہی فرمایا ہے۔

اَعْلَمَ اَنَّ النَّاسَ اِخْتَلَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاِسْمِ
غنیۃ الطالبین ۲۹۳۔ اَفْتَالَ خَلِیْلُ ابْنُ اَحْمَدَ وَجَاعَةً مِّنْ اَمَلِ
العَرَبِیَّةِ اِنَّهُ اِسْمٌ مَّوْضُوْعٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا یَشَارِکُہُ فِیْہِ اَحَدٌ اَل
اللّٰهُ تَعَالٰی هَلْ تَعْلَمُ لَہُ سَمِیًّا یَّغْنِیْ اِنَّ کُلَّ اِسْمٍ اللّٰہُ تَعَالٰی مُشْتَرِکٌ
بِیْنِہُ وَبَیْنِ غَیْرِہُ لَہُ عَلٰی الْحَقِیْقَةِ وَلَیْسَ بِہُ عَلٰی اَلْجَاہِ اِلَّا هٰذَا
اَلْاِسْمُ فَانِیْ لَہُ لِحَقِّصْ بِہِ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد
نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے واسطے

ہی مضرع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اور کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کا (ہر صفاتی نام) اس کے درمیان اور غیر کے درمیان شریک ہے (دوسرے پر بولا جاسکتا ہے) اللہ کے واسطے حقیقہ بولا جاتا ہے اور دوسرے کے واسطے مجازاً مگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق وہ اسی کے ساتھ منقص ہے (دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا، لہذا ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے شتیق نہیں نہ وہ خود شتیق اور نہ اس کا اسم شتیق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس ۲۸۰ { وَاصْطَفَا اَنَّهُ عَلَدٌ غَيْرُ مُشْتَقٍّ اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے شتیق نہیں۔

(۳) تفسیر نسفی ۱/۴ { وَلَا اِشْتِقَاقٌ لِهَذَا الْاِسْمِ عِنْدَ الْخَلِيلِ وَالزُّجَاجِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَالْحَسَنُ بْنُ الْفَضْلِ

اور یہ اسم اللہ کسی سے شتیق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد ۱۴ { (۱۶۱) الْمُعْبُودُ مُطْلَقًا جَمْعُ الْإِلَهِ (اللَّهُ) اِسْمُ الْذَاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُودِ۔

إِلَہ کے معنی معبود ہیں مطلقاً اس کی جمع آتی ہے آلہ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر ۱/۱۲۲ { اِسْمٌ عَلَمٌ مَوْضُوعٌ لِتِلْكَ الْذَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ وَ اِنَّمَا يَسْتَمِنُ الْاَكْثَرُ اِلِى الْمُسْتَعْنَةِ

اسم (اللہ) توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم علم ہے

جذاتِ معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) افناءِ مشقہ سے نہیں ہے۔

دَالِیْلُ الْمُعْبُوْدِ وَهُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَ تَعَالٰی ثُمَّ اسْتَعَارَ صراح ۵۳۲ { الْمُشْرِکُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْجَمْعُ اِلَیْہِ } اور اِلَہ کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سُبْحَانَہ ہے پھر استعارہ لیا اس کو شرکوں نے مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کے لئے اور جمع اِلَیْہِ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر تعلق ہے۔ اور اِلَہ کے معنی معبود ہیں جو ربِ سورتوں وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَالْیَوْمَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ { البقرہ ۱۶۰ }

اِنَّ اِلٰہَکُمْ نَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ صفت ۲۳ { اَوْ مَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَاقِیْبِ ۔

هٰذَا بَدِیْعُ النَّاسِ وَلَیْسَ ذُوَابِہِمْ وَلَیْغَلُوْا اَمَّا هٰذَا فَاِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اُولٰٓئِکَ اَلْبَیِّنٰتُ۔

نحل ۱۶۱ { اِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ }

وَقُوْٓرُوْا اَسْجَابَ الَّذِیْ اُنْزِلَ الْبَیِّنٰتُ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ اَنَّا اِلٰہُکُمْ وَوَحْدًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ کَافٍ مُّسْلِمُوْنَ۔

نحل ۲۰ { اِلٰہُ مَعَ اللّٰہِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۔

کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزہ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک معبود ہے رہیں، غلط ہے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑے گا جیسا کہ آج کل کے مسلمان مَن اَتَّخَذُوا اٰلِهَةً مِّثْلَ اٰلِهَتِكَ کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیقِ ہدایت فرما دیں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشادِ الہی ہے۔

ص ۲۲ { اَمْ جَعَلْتَ الْاِلٰهَ اِلٰهًا اٰجِدًا اِنْ هٰذَا اَمْرٌ عَجَبٌ
 الہ کا خفیہ شریک کے مقابلہ میں جو بت ہے جیسا کہ اس آیت میں اور الہ نے اس مبارک کلمہ کو بھی منع فرما دیا۔
 تو اومیت خداوندی میں کوئی دلی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالوہد۔ اس کے علاوہ اسی اومیت میں شریک سمجھتے تھے قرآن کا شریک سمجھنا مِثْلَ دُوْنِ اللّٰہ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِثْلَ دُوْنِ اللّٰہ بت کو من حیث مالا یسمیہمْ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَيْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی سبائے اویار اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے منصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِثْلَ دُوْنِ اللّٰہ سمجھ کر رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی محبت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے منصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِثْلَ دُوْنِ اللّٰہ کوئی صفت اومیت کو اگر حقیقی عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ودیت کو حقیقی عجائب کہتا ہے دونوں کو قَسَمًا بَعَثْتُ قُلُوبُہُمْ لَعْنَةً کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خدا کی اومیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر دیا تو کسی نے رسالت و وحی

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کو بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑ گیا جیسا کہ آجکل کے مسلمان من اَلْمُخَذَّ اِلٰہُ هٰذَا کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیقِ خدایت فرمادیں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

ص ۲۲ { اَمْ جَعَلْتُ الْاِلٰہَ اِلٰہًا اَحَدًا اِنْ هٰذَا شَيْءٌ مُّعْجٰزٌ
 بنا دیا اس نے تمام معبودوں کی بجائے، معبود ایک ہی کی بجائے ہے۔
 اللہ کا غیور اور پرہیزگار ہونا عقل پر ہے جیسا کہ اس آیت میں اور اللہ نے اس مجاہد کو بھی منع فرما دیا۔
 تو اومیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالوہد وسط کفار اسی اومیت میں شریک سمجھتے تھے قرآن کا شریک سمجھنا مِنْ دُونِ اللّٰہِ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِنْ دُونِ اللّٰہِ بت کو من حیث مالا یُشْبِہُہُمْ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنٰی عَنْکَ شَيْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے ادبیار اللہ و ادبیار اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے منصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُونِ اللّٰہِ سمجھ کر رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی محبت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے منصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُونِ اللّٰہِ کئی صفت اومیت کو اگر شئی عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شئی عجائب کہتا ہے دونوں کو فَتَنًا بَعِثْتُ فُلُوْہُہُمْ سَعْرًا نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند کی اومیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر دیا تو کسی نے رسالت و نبوت

جو اہل القرآن
۱۲۹

ذندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اُس کے سامنے دوڑنا اور
ہر کر بیٹھے تو سب افعال اُس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور
اگر اسی اعتماد کے ماتحت قرآن مجید یاد اور و شریف یا

۱۔ ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ کَالْثَّابِتِ لِأَنْبِيَاءِ أَمْسَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِكَ كَالْقَسْدِ فَقَبِلَهَا وَفَرَّيَا ثَابِتَ لَمْ حَضَرَ أَنْشُوكَ كَيَا بَ نَعْنِي صَلِّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ دَسْتِ پَاك كُو مَانَدَنگَا يَا - تو آپ نے فرمایا کہ ہاں کہ حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کا دست پاک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا اور حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے دست پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمائیے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابت کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا دیا یا اُن کو اس ترجمہ عبادت کی سمجھ نہ آئی۔ آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ جس کو چاہر عبادت بنا دو اور جس کو چاہر شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دکان آپ نے ہی نکالی ہے۔ اور بیچے۔

البدایہ والنہایہ | عثمان خطاب سے مرفوع روایت ہے کہ یحییٰ

لابن کثیر جلد ۲ ص ۱۶۷ ابن صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اس کے

سر پر رجب قاتلاً ناست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرحتہ

وَأَقْبَلْتُ فَقَبَّلْتُ يُجَلِّي بِمَعْنَى جَبَّ أَسْ عُرْتُ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

کی زیادت کی تو سلمان کو بھیجا اُس نے اللہ آگے بڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں

پاؤں مبارکہ کو بوسہ دیا اس نے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا علم و تقاضا نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث صحیحہ میں جو سے بزرگ ادیبی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا مسنون ثابت

اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کر کے قرآن کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآنِ کریم اور نمازِ اُن پر لعنت کریں گے۔

جو اہلِ قرآن و غیرہ کے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اُن کے لئے دعائیں ننگی پا جیسے نہ صدقہ خیرات دینا پاہتے اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

ہے جیسا کہ آگے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

عَنْ مُسْتَنَدِ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱
 سَمِعْتُ النَّبِيَّ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَاوِسَةً زَكَبْتَهُ ابْنُ زَكَبْتِهِ وَخَسَمَ
 كَفْتَيْهِ مَعْنَى خَدَّيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ عربی خطاب سے روایت ہے کہ ہم ایک
 دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ہمارے طرف ایسا آدمی آیا تو اس
 نے اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے
 دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے
 مہر دیا تھا؟ جو آپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھا رہا تھا ہمارے عقیدے کی مطابق
 جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے سے اپنے
 قرب سے کیوں دہنایا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح اُن کو سزا کیوں دی کہ تم نے
 غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اسی لحاظ سے ملاحظہ فرماتے ہیں
 اور اپنے قرب سے بتایا جی نہیں تو یہ تہوار اکہنا کہ دو زانو ہو کر بیٹھا غیر کے سامنے یہ عبادت
 غیر اللہ ہے۔ جو ٹھ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر یہ عبادت کرنے والا اللہ کی طرف سے

ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ
 جو اس قرآن } بھی ویسا ہی کافر ہے کہ کب ایمانی علی اولاد الزواہی
 کہ کب ایمانین علی الجعلان و الخراطین توضیح المراد لن
 ۱۲۷
 تنبیض فی الاستمداد کا لاکافران سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے
 عقائد وائے لگ باطل پکتے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

خود مومن ہوتا ہے۔ اور صراطِ مستقیم سے دور ہے۔

۱۳۰
 لے ماقبل و لائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اربعہ ثابت ہیں اور
 دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جوڑے ہیں اس واسطے بعض دیوبندی امام پر
 تہیہ کر کے ہماری احسان کی مساجد میں رکھے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر غم و غیرہ بھی
 پڑھ آتے ہیں ان کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے ان کے دھاکے ہاتھ اٹھ
 ہوئے نہ دیکھیے۔ خدا کی طرف سے ان کی دعا نامقبول ہے۔ نہ ان کو امام ہی مقرر کیا جائے۔
 کیونکہ وہ یا رسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت
 بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے کو ان کی اقتداء سے سچا پاجئے۔
 لے مولوی غلام خاں صاحب براس کتاب کے مصنف ہیں ان کے والد بھی یہی
 عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا ان کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے
 تو اپنے گریبان میں فدا منہ ڈالے۔ کہ میں بے نکاحی کا ولد ٹھیرتا ہوں۔ اور میرے مال
 باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی ادا اللہ صاحب اور شاہ عبد الرحیم صاحب اللہ
 محمد قاسم نازکی صاحب جوبائی دارالعلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب
 شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں ان کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سجد کی کیا
 کرو کہ ہمارا خاندان ہی زمانہ میں مبتلا ہو جائیگا۔ اب خود ملاحظہ کرو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۳۹ { ورنہ کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شاکس
وغیرہ حرام ہے۔

مصنف مولیٰ اشرف علی جلد ۲ ص ۹۴ یا شیخ عبدالقادر جیلانی
لے فتاویٰ امدادیہ شفاء صبح العقیدہ سلیم الغفر کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے
تادل مناسب کر کے اور تقیم الغفر کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہیں
دی جاتی۔ چونکہ اکثر حرام بد فہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ مائین و طیفہ اور حرام کہنے والے مولیٰ اشرف علی کے
نزدیک صبح العقیدہ اور سلیم الغفر نہیں۔ اور ان عقائد کو کالاکافر کہنے والے بھی تقیم الغفر
اور کج طبع قرار دئے گئے۔ اس واسطے ان پر واقعی حرام ہے۔ مسلمان صبح العقیدہ سلیم الغفر
پر نہیں۔ یہ فیصلہ تنہا سے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب
نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۳۲

مولیٰ اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ
کافری شیطنت ان پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱

اب اللہ جل شانہ سے دریافت فرمائیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت خرافی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہ نے یم شبان مقرر
فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا
اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کروایا۔

(العملین ۴) وَاِذَا خَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ النَّبِيِّۦنَ لَمَّا اسْتَبْتٰكُمُ
مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ سَخَّرَ مَا عَدَسُوْلُ مَصَدِّقَاتِ لِمَا مَعَكُمْ لَقَوْلِيْكُمْ
مِثْلَ مَا نَقَضْتُمْ نَسْأَلُكُمْ اَنْ تَشْرُوْا شَرًّا اَخَذْتُ شَرًّا عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ

سوال :- اگر کوئی صوفی بعض کام خلاف شریعت کرتا
 ہو مثل مولود شریف مع قیام و عرس بلاراگ اور فاتحہ
 بر آب و طعام دست برداشتنے و نماز معکوس و
 مراقبہ بر قبور سبوره الم نشرح وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک

فَاَنذَرْتُمْ اَنْتَ اَلْاَشْهُدُ ۚ اَاَنَّا مَكْتُوْمَتِنِ الشَّاهِدِيْنَ

(ترجمہ) اور جس وقت یا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب
 اور حکمت دوں۔ پھر شریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے
 اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اُس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرورت
 کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے
 اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیطان
 کہنے والا قرآن پاک میں ترست اشد ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو چہرہ پتوئی
 دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد
 فرماتے ہیں :-

فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے
 واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیے
 مصنف مولوی اشرف علی مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں
 مولوی مشتاق احمد نے نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو نیک
 کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولد شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام

کی کرتا ہر تفرمایئے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اُس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو جو اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور

کرنے والے کو شیطان کھاسے۔ ذرا منہل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پر پوٹ زیادہ پڑتی ہے فائدہ قیام کا بغیرت ماضی و ناظر کی بحث میں مبرور ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دَاوُدَ (سورۃ النعام ۱۱۶) نَكَلُوا بِمَا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ بَانِثِينَ فِي مَوَاسِيحِكُمْ (پس کھاؤ تم اُس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر ہر تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

یعنی اے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شے ملال پر اللہ کا نام لیا اللہ کا ذکر کیا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَكَلُمُوا بِمَا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ (ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہوا کہوں نہیں کھاتے تم اُس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ عالم غیب ہے اس واسطے اُس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھانے پر میرے کلام یا نام لینے سے چڑیں گے تم اُن کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں میں کیا مرض ہے۔ کیا لجاجت ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اُس کو حرام کہتے ہو یا لاکھ کھانے پر کلام پڑھنے کا مفتی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتائیے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اُس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور میں پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر اسے کا مگر سی ملا تو اپنی بات کے بجائیں سے مل لے کر کھانے پر بجا لیا کرو۔ تاکہ مجھ سے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطمینان ہو جائے۔

فما تروا بآب وھام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

حب الہی کے محنت شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب :- نہ وہ قابلِ بیعت ہے اور نہ وہ صاحبِ طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ بر شیرینی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو الاستبصار واسلسلہ مسئلہ آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے۔ اور سنئے۔

الحديث الثاني والعشرون

أخبرني سيدي الوالد قال كنت أضنع في أيام المولد طعاماً مبللاً بالبنج صلى الله عليه وسلم شاه ولي الله صاحب قلند بنتم في سنة من السنين مئتي أضنعهم بيده كغذاء مأكلاً أحضرتهم ملبياً ففقدته بين الناس فرأيتُه صلى الله عليه وسلم وبنيت سيدي ملبياً الحنص متبعاً لبشامشا.

ترجمہ :- جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوا کر تاکھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میں سے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ مینہ آیا۔ گرچے بجھے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو میں نے بنی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ہر سال مولد شریف والے بھی اور فاتحہ برطمانہ پڑھنے والے بھی آپ کے فتوے شیطنیت کے مصداق ٹھہرے۔ معاذ اللہ شرمعناذ اللہ

۲ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نازکی بالی مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھیے اشرف التبیہ ص ۶

کتاب التوحید
مصنفہ عبدالوہاب بنہوی ص ۱۲۱
اِنَّ الْاِلٰهَ سِتْعَاذَ تَحِيًّا الْمَخْلُوْقِيْنَ شَيْءُكَ
بلا شک مخلوق سے پناہ مانگنی شرک ہے۔

حاشیہ ۱۵۲: ایسے پرہیزگار صوفی اور تہجد گزار اور حسبِ الہی کے واسطے منتِ شاد آٹھانے والے اور مجاہدِ باطن سے کرنے والے کو بغیر کسی سبیل و محبت و خدمتِ مشرک کا فترے لگا دینا اور شیطان کہنا یہ دیوبندی و دہریوں کا ہی حصہ ہے۔ وردِ انبیاء کرام کے سوا باقی مرتبین میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اور وہ غلطی نہ شمار کی جائیگی بلکہ اُس کی جگہ باذنِ الہی ملائکہ شکی مکد دیتے ہیں اور بُرائی کا اعادہ اس سے ہو کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُكَفِّرُنَ الشَّيْئَاتِ۔

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندی کی گہریریزی کے اعتبارات میں جس میں کفر کی مشین لگا کر کفر کی توپ کے گزے میں جن کو مسلمان کا ایمان سن کر کا پتا ہے۔ اب آپ اپنے چھوٹے بھائی دہریوں کی مشین کا فترہ ملاحظہ فرمائیے۔

لَهُ دَانَ أَحَدًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجَرْتَهُ لِيْسَمَعَ مَلَاءِمًا اللّٰهُ
شَرًّا بِلَيْفَتِهِ مَا مَنَعَهُ ذَلِكَ يَا قَوْمِ قَدْ وَهَلَا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ:۔ اوساگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو۔ یہاں تک کہ سننے کلام اللہ کو پھر پناہ دیجئے آپ اس کو اُس کی جگہ امن میں۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں۔

سب امتِ قبلہ کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک جس کی تمام عمر مشرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے درِ دولت پر حاضر ہو کر آپ سے پناہ طلب کہے تو اُس کو مشرک کہہ کر مٹا دیجئے نہیں بلکہ وَأَمَّا السَّائِلُ فَدَلَّاهُ
کے قانون سے سوالی کی قبولی بھر کر انعاماتِ دینی و اخروی سے اس کو مالا مال فرمائیے اور پناہ

دیکھئے اور قرآن کریم سنائیے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قولِ بلغ کے ذریعے متاثر ہو گا۔ تو آپ اس کو اس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالم دنیا یا عالم ارواح یا عالمِ عقبیٰ میں جائے امن و امن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپا کر دُیُوَ کَیْثِیْم کے دریا میں غوطہ دے کر اس کو جنتِ مادیٰ میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود ان کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ رہا اور دنیا میں ہی جنت کا سہرا ان کے سر پر باندھ کر ان کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی وسعت سے پناہ دی اور نہر مایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر لی تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

عن جابر بن عبد الله يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَحْتَسِبُ النَّارَ مَسِيلًا ذَاتِي دَسَائِفٍ مِّنْ سَائِفِيٍّ۔

ترمذی شریف

جلد ۲ ص ۲۲۶

ترجمہ:- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوئے گی۔
آئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگا مشرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامًا لَمْ يَجْعَلْ يَقُولَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ تَالِ فُجَعَلْ يَفِيْ

مسلم شریف جلد ۲ ص ۵۲

مَا دَقَّقَ فِي هَذِهِ الْأَزْمِنَةِ وَالْعَصْرِ فِي كَثِيرٍ
کتاب التوحید الْمُسْلِمِينَ بِأَعْلَاءِ الْعُبَادَةِ وَالْمَوَاتِي وَالْأَمَانِي
 ۲۲ مَعَ أَسْبَابِ الْقُبُورِ وَعَلَوِهِمْ فِي تَعْظِيمِهَا وَالْمُضْجِعِ
 لَهَا وَالْعُكُوفِ بِهَا وَالْبَاعِ عَلَيْهِمَا وَالْبَائِسِ مَا بَالِ الثَّيَابِ الْفَاحِشَةِ وَحُرْمَتِ

فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ بِتَوَكُّلِهِ -

ترجمہ :- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ
 اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود
 اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو عبد اللہ بن مسعود نے اس کو چھوڑ دیا۔

اب فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی قاری قرآن اور حافظ
 قرآن اپنے غلام کو مار رہے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بہتری مانگتا ہے لیکن عبد اللہ بن مسعود
 اس کو چھوڑتے نہیں۔ جب غلام نے اس آڑے وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قاضی الحاجات
 سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرفِ نبوت سے عبد اللہ بن مسعود کو مارنے
 سے ہٹا دیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود غلام کو چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا کہ
 انبیاء علیہم السلام سے پناہ لینا جائز ہے۔

۱۔ تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید
 محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عسوں کو گناہ بکیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی
 کا اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مطہر وہی کیوں نہ ہو۔ پس انچنان
 اموعات سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی تین دلیل ہے۔ کیونکہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرون
 میں چلا آتا تھا۔ اور ان کے شرافِ قرن میں ان حسنات کی نیکی ان کو جلی معلوم نہ ہوئی تو انہیں

حَبْلُ الْاِكْدَامِ لَهَا بِالْحَضْوَةِ لَدَّ يَحَا بِاَلْمَكْرِ اَسْرِيْمِرَ وَالْاَعْرَابِ
وَنَحْوِ هَآ وَ يَحْتَبُونَ اَنَّهُمْ عَنْ سَتْنِ وَ لَيْسُوا فِي الْحَقِيقَةِ عَلَى شَيْءٍ اِلَّا
عَلَى ذَنْبِ الْاَكْبَرِ لَا يَغْفِرُهُ اللهُ تَعَالَى اَبَدًا وَ الْبُزْءُ بِالْاَعْظَمِ الَّذِي
هُوَ السَّبْرُ الْجَبَلِيُّ وَ الْكُفْرُ الْوَاضِحُ -

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہل قبور کے ساتھ
اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے حضور کرتے ہیں اور عثمان
میثقیہ ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پر عجیب غلات چڑھاتے ہیں اور زیادہ اُس
کی تعظیم کرتے ہیں۔ اُس کے پاس جا کر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور
وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سو اے گناہ کبیر کے کوئی ثواب نہیں۔
اُس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنوں
کے صحیح ہونے پر ولادت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام
عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون کی سنتِ حسنہ پر عامل تھے اور مصنفِ خدا
اکیدامی علماء و عباد اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت کے غلات
چلائے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے
کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہد کی جماعت ان
ہی امورات کے عامل تھے۔ اور یہ مَثَلٌ شَدِيدٌ فِي النَّسَاكِ زُيِّنَ آگئے ہیں۔
اسی کی افتداریں تمام فرقہ وادہا میں اور دیوبند میں مسلمانانِ دنیا کو کفر کے جلی فترے لگا رہے
ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعظیم کہنا قرآن کریم سے ثابت ہے
جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاوے گا۔

کشف الشبہات { وَإِنْ مُحْسَدًا لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا
نَضْلَعُ عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وَغَيْرِهِ اور بے شک محمد صلی اللہ
صنفہ عبد الہاب بندہ صلی علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک
نہیں۔ چو جائیکہ عبد القادر وغیرہ۔

لہ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و بہت
مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معجزیت کو توڑنے کے
واسطے ان کا معجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر
سپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتوے اور ان کا معجز ظاہر نہ کر سکتا
تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالیٰ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے گرد
کئی ہزار ملائکہ نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس
مرد بار و رود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتوے میں شامل ہیں۔
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا کرتا
اور بہت کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے
نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع نقصان کے انکار سے
یہ کب لازم ہوا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہم
نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالیٰ لَا تَخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا
مُسْرٌ خَشْرَتُهُمْ سے سراسر ہے اور تم ان کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب
ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مثنیٰ از غزوہ ابی موثر
کافی ہوتا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ
مردم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے واغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطمئن کرتا ہے۔ جیسا کہ

اکابرین دیربندید اور دوماہیہ نے تمام مسلمانان دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ اُن کے اقتدار کفندہ
 ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ حالانکہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں یہی اندازہ
 سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے کفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک
 میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اول ص ۷۷ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَا یَا اٰمُرُؤُا قَالَا لَا خَیْبَ لَیَّا مُحَا فِرٌ فَنَقَدْنَا بَاۗءُ بِلَا اَحَدٌ مَّا اِنَّا کَانَ
 کَمَا قَالَا لَا تَجْعَلَتْ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
 آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اُس کفر نے اُن کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے
 والے نے سچ کہا ہے۔ تو نہادورہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو
 سوچ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ اب تم نے عبارات مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا
 کہ تمہارے دیربندید و دوماہیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت
 پیر میران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور
 حضرت واما گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی اپنے کفر کے فتویٰ سے مطعون کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان
 اللہ جمیعین و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے
 نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی اُن آیاتِ کریمہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی
 اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بھڑیا
 کرشن کو اپنا مطاع بنا کر جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثابت
 کر رہے ہو۔ اے مکفرین امت محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ حق کون ہے

اور باطل کون۔ کفر کون ہے اور مسلم کون۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے اُن کو کافر کہہ دیا۔ اور اُن کو کڑواں کو ڈانٹے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ کفر ہے۔

مسلمانو! ہر شیاء بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بوڑو لگانے والے رہنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ کرو۔ اور انبیائے عظام و ادویائے کرام کے دامن کو مٹا تخم دو۔ تاکہ اُن کی امداد سے ہم ان کے قریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی ولایت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پرشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ اُن کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری حضور رحمة اللہ علیہ جن کو تمام زمانہ جانتا ہے کے چند اشعار منہادی نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ شکر یہ سے یاد فرماد گئے۔

ہست یکے منرقہ و ہایاں	منکر از امداد ولی و رہاں
بلکہ ز امداد نبی منکر اند	باہمد اموات مساوی نہند
لعنت حق باد بر این مقتاد	رفت مسلمانی ایشاں بباد
صورتِ شاں صالح و باطنِ پلید	صحت ایشاں معنی لے سعید
لغۃ من بیج منہ و رہیاں	ہیں کہ چہ گفت است ز پیشیاں
صحت بد راہ تباہ میکند	دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
جملہ فسادات ز صحبت اثر	یُحْفِظُنَا اللہُ عَذَابُ الْمُشْتَرِ
غیت خلل بیج ولی را بورت	توت امداد نہ زو گشت فوت
موت ولی بہت حیات ابد	ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
گر نہ مدد ہاں سد از اولیاں	غیر ولی چوں زولی شد جد

خاصہ قرآن شہ ہمد اولیاء
نائب کامل ز شہ انبیاء
قطب جہاں غوث نماں محی الدین
فیض از و تا بقیامت یقین
پیر و گر شاہ بود نقش بند
ہم مددش تا بقیامت یقین
جملہ ولی راست مدد بیگمان
ایں ہمہ آثار کرامت بیدین
بہر مریدان و سہ اندر جہاں

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام و شگیر صاحب فیسوری رحمن کی
دھاک اب تک شہر دیابندہ میں مٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
اور خلیل احمد صاحب انجیوی اکابران دیوبند پر سے مناظرہ کر کے حکم نواب صاحب
ریاست بہاولپور ریاست بدر کو دیا۔ اور اُس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب تقدیس
الوکیل شائع فرمائی اور تمام دنیا کے علماؤں سے ان کے عقائد باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔
اور جنہوں نے اکابرین و ماہرین کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کر کے
علمائے وہابیہ کو سزائیں دلوائیں اور جرمانے کروائے تو فرقہ وہابیہ برطانیہ نے ہائی کوٹ
تک اپیل کر کے مزاحمے بری اٹھ کر ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا جس کی مصدقہ نقلیں
بعد مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب اسماٹ فرید کوٹ عام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک
مربوط ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اسی خداوندی عطیے باطل کو مسلمانوں کے سامنے
دامع کرنا قرآن و حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس
عطیے الہی پر خداوند تعالیٰ سے دھاکرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے
کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے
ہوئے دنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی
کام پر فقیر کو مستطاب کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمن اسلام پر واضح ہے (انفال ۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَنْ یَّحْیَیْ الْحَقَّ یُکَلِّمَہِمْ وَ یَقْطَعُ دَابِیْہِ الْکَاذِبِیْنَ لَیْسَ اِلَیَّکَ وَ یُظِلُّ الْاَبْطَالَ

وَلَا تُكْرَهُ الْمَجْرُمُونَ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ فَكَيْفَ لَا تُجْعَلُ۔

سوال :- تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب :- واقعی جماعت تبلیغی دہلوی میں جن کے بانی محمد الیاس صاحب دہلوی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آج کل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وادہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتوے دیا اور تبلیغی ایسا ہی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی دہابیت کا اقرار کر داتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقتہً تبلیغ اسلام کا ہرگز مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ ان کو چاہیے یہ تھا کہ جھنگیوں اور چرسوں کے ڈیروں میں جا کر حقیقتوں اور افسانیوں کے تکیوں میں جا کر ان کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی طرف بلائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو دہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسماعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز چھانک بخش خاں دہلی میں ہے۔ جو دہلیہ اور دیوبندیہ سے سمجھون مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کر لو مساجد میں بھی مسلمانوں نے ایسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض دہلوی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب دہلوی، گنگوہی، احراری، مودودی اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سرکارِ دہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی دہلوی ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۱ } مولوی اسماعیل صاحب عالم ممتی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے باری

کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔
اب اپنے فرقہ و پیوند پر کے مسئلہ ولی کا عقیدہ سن لیجئے۔

التَّحْقُّقُ أَنَّ رَفِيعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِسْتِجَارَةِ وَاللُّزُومِ
وَالْقِيَامِ مِنْهُ وَالْقِيَامِ فِي الثَّالِثَةِ مِنْهُ
عَلَيْهِمْ مَوْجِبٌ بِمَنْ سَمِعَ الْهَدْيَ فَيَسْتَأْذِنُ
مَنْعِلًا يَفْعَلُ مَا فَعَلَ إِنْ ذَا مَعْنَاهُ حَسْبُهُ -

تنویر الیقین
فی اثبات رفیع الیدین
مصنف اسماعیل دہلوی

ترجمہ :- یہی بات یہ ہے کہ رفیع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور تیسرے قیام تک سنت غیر موکدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاوے گا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس سے اس کو کافی ہے اور مستحق ہے۔

اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفیع یدین عند الركوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے وہابیوں کے مسئلہ رفیع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم نو فیصلہ کرو کہ رفیع یدین وہابی کرتے ہیں یا حنفی۔ اور جن کے مرشد وہابی اُن کے مریدین کیسے عنفیت کا دعوے کر سکتے ہیں۔

سوال :- وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب بخاری کا کیا فتاویٰ شیعہ ہیں؟
جواب :- عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور حصہ اول ص ۱۱۹
اہل شیعہ کے عقائد میں اور اہل حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔
الجواب :- محمد بن عبد الوہاب کے متبیین کو وہابی کہتے ہیں۔ اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔

کیوں جناب اب تو تمہارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے
راز عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن عبد الوہاب
نبوی کے عقائد عمدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور ظاہرینہ اعمال
سنت کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی ہونے میں
بیشک رہا جس کی حقیقت وہابی ہر ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور
دین دار کو کہتے ہیں۔ } فتاویٰ رشیدیہ
حصہ دوم ص ۱۶۱

عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متہد ہیں۔ ابتدا اعمال
میں مختلف ہیں۔ (امتہ تعالیٰ اعلم۔ شیعہ احمدیوں کی)
اب تو آپ کے رشید اللہ الہ ربیب نے وہابیوں سے عقائد کے متہد ہونے کا فتویٰ
دے دیا اپنی خامدانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمین بکارنی چاہیے۔ اور منہ۔ آپ کے فرقہ
دیوبندیہ کی متہد اور مستبرہ تصنیف میں لکھا ہے جس پر تمام دیوبند کی مہر ثبت ہیں۔
المہند ص ۱۶۱ اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ
اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ کبھی حقیقی ہے۔

اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے
کہ تم اپنے زبانی دعوے اصل حقیقت کے عقب سے دست بردار ہو کر اپنی حقیقت ہابیہ
کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کرو۔

تذکیر الانحران | چاہے شائق یا کبے بغیرت کہیں | یا وہابی اور بے ملت کہیں
مسند امین علی ہدی ص ۲۱۲ | یا میں گمراہ بد طینت کہیں | یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
اپنے حق میں متیل زنگار ہے

اسے فرقہ دیوبند پر اب دہلوانی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید رجب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اثر علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تم مجلس مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلواتیں پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام و شمار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو دہلوانی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص دہلوانی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔ اگے چل کر فرماتے ہیں،

دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاوے گی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص ترو دہلوانی ہے۔ اب آپ کے مذہب کا تقلید بھی ثابت ہو گیا اور دیوبندیت کا پوشیدہ کرنا بھی میری مرض ثابت ہوئی آپ نرو انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد دہلوانی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت ایسا ہی کیا دہلویہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ تجاہل عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت ان کی دیوبندیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مرضی جتنا اپنی مرضی کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراست الہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مرضی اگر اپنی مرضی کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا ترخیصۃ الدنیا والآخرۃ اور اس ایسا ہی جماعت میں ترصاف صاف ظاہر و باطناً دہلوانی ہیں جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھرواؤں کے کیونکہ گھرواؤں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ دہلوانی نہ تھے تو پھر دہلوانی چڑھے کیوں۔ اب ایک اعتراف کے بنیادی عقیدہ کہ متعلیٰ اپنے بچے کا فیصلہ نہ کرے (ایضاح الحق معضداً لیل دہلوی ص ۱۲) تقلید شخصی بدعت ہے۔

قذابی

۱۰۔ ہاں واقعی میں کہتا ہوں تعلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلولہ
 بلا دلیل اپنے گمے میں ڈالنا سو اے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب
 ہمارے پاس قرآن تَبٰیٰنًا لِّکُلِّ شَیْءٍ مَّوْجُوْدٍ ہے تو مجتہد کی تعلید برنود بھی غلطی کر سکتا
 ہے۔ ہم لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستہ کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیمہ
 کے خلاف ہے فرمانِ خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ
 یُکَفِّرْ بِنَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُشٰحٰی عَلَیْہِ مَرَاتٌ فِیْ ذٰلِکَ لَرٰحۃٌ
 وَذِکْرٌ فِیْ لِقَآءِ رَبِّہِمْ یُؤْمِنُوْنَ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان
 پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے
 اللہ تعالیٰ فرماویں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں رحمت بھی ہے اور ایمان داروں کے
 واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیت کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلامِ الہی پر اکتفا کرو اور اماموں
 کے نیچے جھکے چرو ترمات گمراہی میں ہو دلیل، اللہ تعالیٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ
 کر دوسری طرف جانے والے پر تین فتوے لکھنے میں سلو و مَن لَّسَمَّحَیْکُمُ بِمَا
 اَسْأَلُ اللّٰہَ مَا وَوَلَّیْتُ ہَمْدَ الْکَاذِبِیْنَ۔ براۓ اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ
 کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ دَمَنُ کَسَمَّحَیْکُمُ بِمَا اَسْأَلُ اللّٰہَ مَا وَوَلَّیْتُ
 ہَمْدَ الظَّالِمِیْنَ براۓ اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہٰذا قرآن کو
 چھوڑ کر اماموں کی تعلید کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس
 سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو
 مسلمان اور مومن کہتا دے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

”محمد عمر“ غیر مقلد دست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ
 ۱۔ ایک شق کا شک با التفصیل نکلا ہے۔ تعلید حرام نہیں ہے
 ۲۔ یہاں اپنا فقری ہے کفر نہیں بلکہ تعلید واجب ہے ہاں تعلید مَن دَعَا اللّٰہَ کی واقعی حرام

ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے
 بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالاعتقادات بغیر
 تقلید کے محال ہے مثلاً خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلید ہی ہے جس نے ذات باری
 پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان
 بالغیب لاکر محض انبیاء علیہم السلام اور ادیار کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکے سچے مسلمان
 اور مؤمن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے
 قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب
 دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات
 عطا فرمائے ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور
 جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ ابواب کھلانے کا حقدار ہوا اور آخرت پر ایمان لانا یہ بھی محض
 تقلید ہی ہے جو دلائل کا متلاشی ہے وہ آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرأت سے
 قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الذین یؤمنون
 بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاوے گا
 جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے پڑھ سکتے تم تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے
 پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں کہ اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کو چھوڑ
 کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے قریب بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے
 فیصلہ نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا
 کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصلہ مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر
 قرآن کا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پکڑا کا بھی جنت
 و دوزخ کا بھی علیٰ هذا القیاس یؤمنون بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب
 تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں تقلید کے انکار سے ایک

اور بڑا عبادی نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تماش کسے تو عملی ہی نہیں کر سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کی نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں کا مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہوئے ہیں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہنے کے اس کو اد کوئی چار نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد میں کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالیٰ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس کی تقلید کو چھوڑ کر یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں ان کے مذہب کے پیغمبر کہہ دیتے ہیں باقی تمام احکام مقلد میں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جب تک ان کا مجتہد نہ کہے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی بتیاننا حدیثی تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض موت کو چھوڑ کر یا عبادی اعتبار کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا بتیاننا حدیثی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور قرآن کریم سے بتیاننا حدیثی کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ مجتہدین کی تقلید کی جاوے ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یضیٰ کہ کثیراً سے فتویٰ گمراہی چڑھتا ہے۔ اسی واسطے یضیٰ کی مندرجہ کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور مقلد چونکہ موخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو تقلید ہی بہ کثیراً سے فرما لیا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یضیٰ بہ کثیراً آگے مسدوق ہو گئے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلاوہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے حامل رہ گئے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو بڑا بھجا

اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کا دعویٰ بنا کر ہمیشہ کے واسطے علموں پر اور اس کے تمام اعمال صالحہ ضبط ہو گئے ایسے ہی تنہا رہے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید ضبط ہو گئے اور تم کا تلبہ و خشب و مسندہ پڑھے رہو گے اور تنہا رہی یہ دلیل کہ جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر و ظالم فاسق کا فتویٰ چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے وَمَنْ يُخْلِكْكُمْ مِنَّا نَزَلَ اللَّهُ فَافْلِتْ هُمُ الْكَافِرُونَ جو شخص میرا نازل اللہ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے اور میرا نازل اللہ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں بڑھتے ملاحظہ ہو۔

لَا نَسَارَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْعُوا
الْأَمْرَ بِمَنْكُم مِّن تَنَازُعْتُمْ فِي مِثْلِهِ سَدُّوا إِلَى اللَّهِ
كَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے الٰہی امر ہو پس کسی شے میں تنہا ارجح کرنا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کرو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقت بہت اچھا ہے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا چنانچہ اللہ قسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت اولی الامر اور قسم کا اظہار و بڑ بڑا اپنے اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد و ابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد و عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تنہا اے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۶۸ بقرہ ۲۸ | وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

إِنَّمَا كُنْتُمْ فِتْنَةً لِّأُولَئِكَ فَكُنْوا مِنْهُمْ شُفَرَاءَ

اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے سوا اور کو مسجد حرام کی طرف پھیری اور اسے مسلمانوں میں بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی ضرورت نہیں؟
بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس آیت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

۲۲۳ بقدرہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيعُونَكَ بِذَلِكَ طَعَامٌ مِّسْكِينٌ﴾

اور جو لوگ روئے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

۲۲۴ بقدرہ ﴿وَكُنُوا أَشْدَّ بَوًّا حَتَّىٰ يَسْمَعُوا كُفْرَ الْخَيْطِ الْأَبْيَضِ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُوا الصَّيَامَ إِلَى النَّبْلِ﴾

ترجمہ۔ کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگ سیاہ تاگ سے ظاہر ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام نہ لو مشرک بنے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل نب کہلا سکتے ہر جب اجتہاد کو دخل دو۔

۲۲۵ بقدرہ ﴿وَأَمَّا الْحُجَّةُ وَالْعُسْرَةُ لِلَّهِ فَإِنَّ أُخْصِرَ لُفْظًا أَسْتَيْسِرَ مِنَ الْهُدَىٰ وَلَا تَخْلِفُوا أَدُسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدَىٰ حُلَّةً﴾

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کر لو اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی

تہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے۔ مناکل طرٹ قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈا دو پہلے نہیں تو اس آیت کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد و عمل کرنا محال ہے۔

كَانَ آدَا دَا بَصَالًا عَنْ شَرِّ امْنٍ قَيْنُهُمَا وَتَشَاوِدٍ فَلَا جَنَاحَ ۖ بَقَرُوهُمَا ۚ عَلَيْهِمَا ۖ

پس اگر دو عین اپنی رضامندی اور مشورے سے بچے کا دو وہ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تہیں کی تخصیص نہیں رکھی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعُوهُ حَكْمًا مِّنْ أَهْلِهِ ۚ وَحَكْمَانِیْنِ أَهْلِهِمَا ۚ

اور اگر تہیں دو عین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرو کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف سے یثبات ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دوسری طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیت پر عمل کرنا محال ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ ۚ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ذِمَّةً ۚ قَاتِلُوهُم مَّا قَاتَلْتُمْ بِحَرْبِكُمْ ۚ وَأَنْتُمْ فِيهَا كَاغِبُونَ ۚ

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار کو فوج نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عداوت شکار فوج کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے فوج کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عداوت

تم سے کریں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیت مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الہیہ ثابت ہے کہ جب تک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

۱۰) نساہ ۱۱ ﴿اَلَمْ يَجِدْ يَهُدٰىنَ الْفُتٰرَاتِ وَكَوْكَانَ مِنْ مِّثْلِهِ عَنِ اللّٰهِ اَلَمْ يَجِدْ فِيْهِ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًاۙ﴾

کیا پس یہ قرآن میں تدبیر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی سمجھا سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لا سکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبیر سے قطع دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ جھکے ورنہ گمراہ ہو جاویگا۔ نہ بنا بر غرض تدبیر فی القرآن مجاہد کے اجتہاد کا قائل نہیں وہ از روے ما اُنزل اللہ کلام ہے۔

۱۱) نساہ ۱۲ ﴿وَ اِذْ اٰتٰنَا هٰمُ اَسْمٰتٍ مِّنَ الْاَمْنِ اٰیٰتٍ مُّخَوِّتٍ اِذَا مَكَوْا فِيْہِ وَ كُوْنُوْا فِیْہِ اِلٰی الرُّسُوْلِ وَاِیْنَ اُنْزِلَ الْاَمْرُ مِنْہُمْ لَعَلَّیْہِ الْاٰیٰتِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَ مِنْہُمْ وَ كُوْنُوْا فِیْہِ لَافْضِلُ اللّٰہِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَۃٌ لَّا تَبْغُوْنَ اَشْیَاطَانَ الْاَعْمٰییْنَ﴾

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں یا اہل الامر کے سپرد کر دیں تو اس کو وہ لوگ استنباط سے معلوم کر جیتے ہیں۔ اور اگر اللہ بفضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سو اے قبیل کے تم شیطان گسب سے ہو جاؤ۔

محمد ۲۲ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَ اللّٰهُ وَاَعَمَّ وَاَعْمٰی اَبْصَادُھُمْ اِذْ لَا یَجِدُ تَبَرُّمَکَ الْعُقَدَانِ اَمْ عَلٰی مَسْوَءٍ اَفْعَا لَھِمَاۙ﴾

یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے قرآن کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پر تارے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص قد بنی القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیت کو بلا اجتہاد مجتہد کہتا سمجھنے کا دعویٰ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پر اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ ان پر اتنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی ان کو کتنی کلام الہی پڑھ کر سنائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں ہم نے براہ راست قرآن مجاہد ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بینائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعل و ایاد فی الابدان سے روایات الہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں پر تارے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ حیب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کن کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آئے جو تہارہی فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مست کر دے بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاش کر دے کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تہارہی و مذہبی کیونکہ ایسے امر کو تم نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی تعلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہوں تا ثابت ہو کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کا آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسی عبد اللہ بن اسماعیل بن عبد الرحمن بن عبد القادر ہے اگر عبد اللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبد اللہ عبد القادر سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ میں عبد القادر سے بغیر واسطہ غیر کے آگیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہیں گے کہ تو عبد القادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گڑے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی پانچ سال کا ہے۔ تیری نبوت کا اس کی اہوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ اس خیال است و محال اور اگر صاف صاف کہ دے کہ میں عبد اللہ اسماعیل کا بیٹا ہوں اسماعیل عبد الرحمن کا بیٹا تھا اور عبد الرحمن عبد العزت اور کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبد القادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی نبوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا عامل مومن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاوے گا اور اسے جواب دیا جاوے گا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور عامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرے سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ جی متبع قرآن کو ماننا پڑے گا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل ائمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا واسطہ ان کی اطاعت کا قلاوہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو تفسیر و تخریج میں ڈالا اور ان کی تعلید نے ہی بعض اشارات و کنایات و دلالت قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالا تر تھے۔

علم لدنی الہی سے آسان کر کے بارے کافروں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر
ائمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ ڈھنسنے سے ہیرو و نصرت
کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا
بوجھ ڈالا اگر ائمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت پیدا کرتے تو اللہ کریم اپنے
قانون اِنَّا نَحْنُ سَرِّثْنَا السِّرَّ بِكَ وَابْنَانَا لِحَفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا
اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام نے من و عن قرآن کریم کی
ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا
خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا اور انہیں کے متعلق اللہ کریم
نے لَعَلَّكَ السَّادِیْنَ یُسَبِّحُونَ مِنْهُ سُبْحًا بِشَیْءٍ لِّیْ فَرَمَانِی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام
کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ امتیاز بخشا ان کے سوا اگر کوئی اور امت محمدیہ میں قرآن و دین
پہنچانے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو جس کی تاریخ بھی شاہد ہے و یحییو۔

۱۰۹ ابن خلدون ۳۷۴ اَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَعَلَّاهُ الْيَوْمَ أَهْلُ الْعِرَاقِ
وَمُسْلِمَةُ الْهَيْدَارِ وَالصَّبِيحِ وَمَا وَرَأَوْا الْقَهْبِ
وَبِلَا وَ الْعَجْمُ كُلُّهَا مَا كَانَتْ مَدَّةَ هَبَّةٍ أَخَصَّ بِهَا الْعِبْرَانِ وَدَا يَا سَلَامَ
وَكَانَ تَلْيِيدُكَ جِهَابَةُ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعُقَابِ فَكَثُرَتْ تَالِيفُهُمْ

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق والے اور ہند
کے تمام مسلمان اور چین کے اہل مادی و النہر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب
خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غفار صواب جو
بنی عباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی خصوصیت یہ تھی پھر فرمایا وَكَذَلِكَ صَانِدُ
أَهْلُ الْإِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلَى تَلْيِيدِ مُؤَلَّاهِ الْأُمَمِ الْآنَ لَعَسَ أَنْ
تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

عبدالرحمن ابن خلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مؤرخ ہیں اور مورخین اس کتاب میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں **سید میرے زمانہ میں** سوائے امیر احمد کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ مدعیہ ہے تو کیا ۱۷۹۷ء سال یہ قرآن کریم یہ دین تیس بہترین تقلید ملا آیا اگر قبول تھا اسے تقلید کو حرام کہا جاوے اور قبول تھا تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین مبین کو خیر باد کہنا چاہے گا مالا کہ بنی صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رو فرمایا ہے۔

بخاری ۱۶ | **يَعُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ خَيْرًا لِيَقِفَ فِي الدِّينِ وَ إِمَّا أَنْ تَأْسِئَ وَ اللَّهُ يُعْطِيَ وَ لَنْ تَذَالَ هَذَا الْاَمَنَةُ**
ثَابِتًا عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لَا يَصْرَهُ مَنْ خَالَفَهُمْ حَقًّا يَا فِي أَمْرِ اللَّهِ

ترجمہ:- بنی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تقفہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں تمام ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام وسائل تقلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم بکے ہو کہ ان تقلیدی وسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور سنت سے محروم ہونا عسقلہ کا اندھ بننا ہے۔ اور اس اند کا ذوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہیں ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چلے دو ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تقفہ فی الدین عطا کرتے ہیں

امام مجتہدین کو نفع نہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم امر اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ قائم رہی کبھی ذوال نہیں ہو گا۔ اب فیقیم پر کچھ کیا فوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ۷۷ سال کے بعد اس حدیث کا عمل شروع ہوا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) ب مخالف ظاہر ہو گا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ ناکام رہیگا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکوٰۃ ہے۔

پھر تہارا کہنا کہ امام سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اگر ان کی تقلید میں غنص گئے تو کین ہی غلط ہو گیا۔ اس کا جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہار سے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرمادیا۔

عن عبد اللہ بن عمرو دانت رجبتین إختصمنا إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعمرہ وإیض بینہما قال إقض بینہما وأنت حاضراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمرہ علی أنت إِنْ أَصَبْتَ فَلَا عَشْرَ أَجْرٍ وَإِنْ اجْتَنَعْتَ فَلَا عَظْمَاتَ فَلَا أَجْرَ هَذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ الْأَصَادِ۔

ترجمہ :- عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے تو اپنے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو مصواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے

اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔
اس حدیث پاک سے بین الامم ثابت ہو گئے۔

(۱) بنی حنیفہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت و تقلید کا حکم صادر فرمایا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں جب
مضیق گنہگار نہیں تو مائل کیے گنہگار ہو سکتا ہے فافہم

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے
ان کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا رجبہ ان پر ڈالکر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید
کے بغیر چارہ نہیں۔

وَلَسْتُمْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُونَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ :- اور ضرور چاہئے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں
اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو بھی نلاح ملیگی ثبات ہوا کہ
ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک
دین پہنچا دیں جو ان پر بوجہ اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب
فرمائی فرمایا وَاشْبِيعُ سُبَيْدٌ مِّنْ آثَابِ ابْنِ فَرْمَا یا کہ جو میری طرف رجوع کرنے
والا ہو تم اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو
مجتہد دین نہیں ہیں کوئی جانتا نہیں۔

۱۳۱ ﴿۱۳۱﴾ وَمَا يَكْفُرُ تَدْبِيرُهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسُخُونَ فِي الْعِلْمِ

قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں نہ تھے کوئی نہیں جانتا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم مجتہد ہیں یا راہِ اسخ فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی امام کرام ہیں اور میں بھی ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

ما نحل ۱۴ انبیاء ۱۴
 مَا سَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
 مسلمانوں اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہوا کہ اندھا دھند مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل اللہ کے مجتہدین سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ خود کہیں گمراہی میں نہ پھنس جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاوے گا۔
 یٰذِیْنِ اسْرَآئِلَ ۱۵ اٰمُرُوْا بِمَا مِیْعَدُ قَامِ رُکُوْنِ کُمْ اِنْ کُمْ مِنْ اٰیْہِہٖ

اللہ تعالیٰ نے بائیسواہمیر یا نبیؑ فرمایا بلکہ بابا امیہؑ فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے ان کے مقلدین کو پکارے گیے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ اگر کرام ہی کے واسطے سے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید اللہ کرام جیسا اُنْزِلَ میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس آیت قرآنی کو پڑھ کر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو زمیندان حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاوے گا۔ جسکا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاوے گا۔ اور دوزخ میں غیطان کے ساتھ ڈالے جاوے گیے اور اللہ دین اور اہل مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت میں لے جاوے گا اور مقلدین کو اور ان کے مان باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اتباع کی ایمان کے ساتھ قرآن کی ذریعہ کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کر دیا اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کر دیے۔ لہذا ہم اپنے امرو کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں جو نگے اور تم رسو گے کیونکہ تم ان کے نصیحت سے ہم پر چلتے ہو اور ان کی تقلید کرتے ہو۔

پھر امرو کرام نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی ایمان کے مستند بنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو ضبط فرمایا کہ ان سے دلائل طلب کے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد الہی تھا بلا غلطی۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقْبِلُونَ وَالْآخِرُونَ وَالْآخِرُونَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقْبِلُونَ ۚ

وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی ان کی سبقت سے اللہ رضی عنہما اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان کے متبعین باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کر لی دو تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائیگے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۱۱۔ ابن ماجہ، بخاری شریف ۱۰۸۱ { تَعْلِيْقُكُمْ بِلِسَانِي وَسَمَاءُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
وَسَتَرُونَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا يَكْبَرًا

الْمُهْلِكَيْنِ عَصُوا عَنِّي مَا بَعْدَ النَّوَاجِدِ

اور عنقریب میرے بعد تم سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء
راشدین محدثین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت جیسا کہ اجل ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام
خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جانا چنانچہ آج
کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جب تک خلفاء راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحیح مقلد نہ بن جاویں گے تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جاسکتے چنانچہ ارشاد
الہی ہے۔

۱۲۔ بقرہ ۱۷۹ { تَوَلَّوْا ذُنُوبَكُمْ فِى شِقَاقِى فِى كَيْفِىكُمْ هَذَا لَوْلَا
التَّوْبَةُ الْعَظِيمَةُ

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابہ! تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ
راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں
تو ان سے اللہ جلدی ٹریٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیت سے
ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِلَا اِشْذَالِ اللہ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید
نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود ٹریٹ لے گا ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۳۔ نسا ۵۹ { وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ

وَيُتَّبِعُهُ غَيْرُ سَبِيلٍ مُّؤْمِنِينَ ثَوَابَهُ مَا تَوَلَّى وَكَفَّلَهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔

اور جو شخص مخالفت کر گیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ اس کی واسطے ہدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مؤمنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھر دیتے ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور بہت بری ٹٹنے کی جگہ ہے۔ اب اسے غیر مقلد و تابعیہ کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں و یَتَّبِعُ غَيْرُ سَبِيلٍ مُّؤْمِنِينَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا۔ کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو جہنم کی سزا سنادی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دونوں کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے اور اس نے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کرے وہ خاص و وزخی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

۲۲۔ فَاتَّبِعُوا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ۔ یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں منعہ من اللہ کے راستہ قبول کرنے کی خدا سے دعا مانگنا ہے معلوم ہوا کہ جب منعہ من اللہ کے پاس نہ ہاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے منعہ من اللہ صحابہ کرام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں ائمہ کرام جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔ جن کی تقلید کا ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

۴۶ **مسئلہ البودا و طہاسی** ۴۶
 حدثنا یونس قال حدثنا البودا و قال حدثنا
 بشیر قال اخبرني ابو عوف الثقفي قال
 سمعت امارث بن عمر يحدث عن اصحاب معاذ من اهل حمص و
 قال مسرة عن معاذ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث
 معاذاً الى اليمن قال له كيف تقضي ان عرض لك قضاة قال اقضي
 بكتاب الله قال فان لم تجد في كتاب الله قال اقضي بسنة رسول
 الله قال فان لم تجد من سنة رسول الله قال اجتهد رأياً
 لا تؤت قال فصر ببيده في صدره و قال الحمد لله الذي
 وفق رسول الله لما يرضى رسول الله -

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا کہ تو فیصلہ کیسے کریگا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کسی کوں گا میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

ہمبتدک ۴/۸۸

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ الْيَمَنِ عَلَيْنَا فَقَالَ عَلَيْهِمُ الشَّرَارُ وَارْتُحُوا بَيْنَهُمْ ثَالَ لَأَمِنْهُمْ بِي بِالنَّصْنَامِ قَدْ نَمَ فِي صُدْرِهِ فَقَالَ لَقَدْ أَهْدَاكَ لِلْقَضَاءِ هَذَا مَدِيتَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امر و شریعت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضا کی راہ دکھا دے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد بالوحی سمجھنے کا دعوے رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں اَنْزَلَ اللہ کو سمجھے ہی نہیں اَنْزَلْتُمْ بِخُصِّ الْكِتَابِ وَكُفُّرْتُمْ بَعْضِ آيَاتِ رَبِّهِمْ لَكُمْ فِي هَٰذَا يَوْمِ يَوْمِ الدِّينِ انہوں نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام کو انہیں کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اَنْزَلَ اللہ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاوے گا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے شرح عقائد جلالی ص ۱۰۰ اَتَقُولُ الْعَبْدُ لِعَبْدِهِ حُجَّةٌ مِّنَ الْحُجَجِ الَّتِي لَكَ فَانْفَعِهِمْ بِمَدِينَةِ شَرِيفِ فَرَمَانَ ابْنِي اَطِيعُوا اللہ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْعُوا إِلَى الْاَمْرِ بِمَنْكُرِ آيَةِ قُرْآنِي كِي تَرْجَانِي فَرَا لَہِ وَرَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صما بہ کرام عامل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے
بجائے حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد و مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

عَنْ اَيُّوبَ النَّصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
۲۵ ترمذی شریف ۱۲۰۰ عَلِيهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَيْتُمُ النَّاطِلَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا لِقَائَهُ
بِالْإِطْلَاقِ وَلَا بِيُولٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهُمَا وَلَيْكُنْ شَرَفُكُمَا أَوْ تَحَرُّبُكُمَا۔

ترجمہ:- ابراہیم انصاری سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ تو اپنا نماز کو آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پنا سنانہ کے وقت یا پیشاب
کے وقت اور نہ پیچھے کرو قبلے کو اور لیکن مشرق کی رخ مٹھو یا مغرب کی جانب راب
اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں زمان مصطفوی پر عمل کریں شَرَفُکُمَا
اَوْ تَحَرُّبُکُمَا سے منہ اور پیچھے مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے
اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ
مکہ شریف سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے
لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کر کے پنا خانہ
پیشاب مٹھے نہ پیچھے کر کے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شَرَفُکُمَا اَوْ تَحَرُّبُکُمَا
ترجمہ حدیث شریف بغیر اجتہاد و مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جسکی ضرورت
قرآن و حدیث پر عمل صحیح کرنے کے لئے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ مَنْ عَصَى كَذِبًا فَلْيَقْضِ
۲۶ مستدرک ۲۰۰ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ كَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَقْضِ بِمَا تَقَضَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۵ نسائی شریف ۲۰۰ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ كَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ

يَقْضِ بِهِ نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْضِ بِمَا تَأَلَّاهُ الصَّالِحُونَ فَإِنْ

جَاوَزَ أَمْرًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا يُقَضُّ بِهِ مَبْنِيَّةٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا يُقَضُّ بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَنِبْ بِهَذَا فَإِنَّ كَمْرَ حُسَيْنٍ مُلْقِيَةً وَلَا يَسْتَمِي
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يَخْرُجْ سِجَاذٌ وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا
جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہیے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس
ایسا امر آجائے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیے کہ فیصلہ کرے جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجائے۔ اللہ کی کتاب میں بھی
نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیے کہ فیصلہ
کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آگیا کہ کتاب
اللہ میں بھی نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اسکے
متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے
پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیاء کرے یہ حدیث
صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور عبد اللہ راوی عبد اللہ
بن مسعود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے
ان کے پوتے عبد الرحمن کے بیٹے ہیں۔

اسے جماعت غیر مقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اتوا میں کہندو۔
بعینہ یہ حدیث شریف دہے جو عین اصل مقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ
سے پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی اول
اربع مقلدین کے واسطے حجت ہیں جو حدیث کے مطابق مقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے
تم منکر کہیں تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو غاطی سمجھ کر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے

و اے کو شیطان کہتے ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہو اگر یہ تنہا ہی تمام باقی لغویں
ازلہ و بطل پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَیَّتُکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّتِیْ خُلَفَاؤُ الرَّسُولِ
الْمُتَّبِعِیْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی قرینِ تقلید ہے۔ جو یُتَّبَعُہُمْ بِذَٰلِکَ مِمَّا مَرَّ
اور ہے۔

۲۷۔ طبقات ابن سعد ۴/۱۳ ابنی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر عبداللہ بن انیس نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ غانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو مخاطبہ
کرتے ہیں۔

فَإِنَّمَا تَرَكْتَنِيَّ تَحِلُّدًا مَّا مَرَّ بَعْضُهُمْ رِجَالًا صَحِيحًا الْقَوْلُ لِلنَّاسِ نَافِعًا
پس اے جماعت قریش اگر تمہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو کیونکہ
صحباتِ لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دو مترواب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت
ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا حدایت دے۔

عَنْ عَطَاةٍ كَانَتْ عَالِمَةً أَفْقَةً النَّاسِ وَ أَعْلَمَهُمُ النَّاسِ
۲۸۔ مستدرک ۴/۱۳ اَوْ أَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں
سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے
دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا افقہ اور رائے عامہ میں
بہترین رائے دینے والی ثابت ہو گئیں کیا معاذا اللہ انہوں نے خلافِ قرآن عمل کیا
فرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کا فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں
بزرگانِ دین و ائمہ مجتہدین سے حد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

۲۹ بخاری شریف ۱/۱۰۰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى مَلَائِكَةٍ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاكَ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَلِيْلَهُمَا۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے حسد گرد و آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم اللہ مجتہدین کے اجتہاد و وقفا کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم (تَبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ) کا انکار کر رہے ہو۔ اور سواد اعظم سے علیحدہ ہو۔

۳۰ کنز العمال ۱۰/۳۰۰ عَنْ حَارِثِ بْنِ مِصْرِبٍ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِثْرًا فِي حَقِّهِ بَعَثَتْ إِلَيْكَ عُمَارُ بْنُ يَاسِرٍ أَمِيرًا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَزَيْدُ بْنُ كُهَّالٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَتَعَلَّمُوا مِنْهُمْ وَأَقْتَدَوْا بِهِمْ۔

حارث بن مصرب سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وزیر معلم بنا کر بھیجا ہے اور زید بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پیش کئے جو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادِ حالیہ عرض کر دئے۔

خدا را سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کرو اگر بَا اَنْذَلِ اللہ کے معنی ذہن میں یہی بٹھائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں توجہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت اللہ بھی محال ہے۔ خدا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کوئی عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاقْبَلُوا الصَّلَاةَ كَمَا كُنْتُمْ رُكُوعًا لِّحَقِيقَةِ ذِكْرِ الْقُرْآنِ كَرِيمٍ سَ تَرْجِعُوهُنَّ
بِذِكْرِ النَّبِيِّ كَخُذَاكَ وَسَطَ فَرَاغٍ وَهُوَ كَخُذَاكَ كَخُذَاكَ كَخُذَاكَ كَخُذَاكَ
پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الہی ہے وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَارْكَعُوا
کرنا اور سجدہ کرنا صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا کرنا
سجود کی حیثیت کذا ننبہ تو سمجھاؤ کلا و ما شا ابنی محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیثِ پاک
کے مطابق لَا طَاعَةَ لِلْمَلَائِكَةِ أَطِيعُوا الرَّسُولَ کے ساتھ شامل نہ سمجھو گے عمل کرنا محال ہے۔

وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَبَّلْنَا مَوْلَاهُ

۳۰۔ احزاب ۲۲ { اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا رَسُولَهُ يَوْمَ تُنْفَخُ
۳۱۔ حدید ۲۴ { کہیں سے کہیں رحمت۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان
لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا ثواب دیگا۔

۳۲۔ نسا ۲۴ { وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَبَّلْنَا مَوْلَاهُ خَلَّةٌ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا أَنْهَارٌ

خَلِيدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ -

اور جو شخص اطاعتِ غلامی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی داخل ہر گاہِ جنت میں اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں ہمیشہ رسیکا اور یدرتہ ہے۔

۳۳ هُوَ مَنْ لَيْصِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا تَخَذَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
فَإِذَا وَلَّى عَنَّا فَذُكِّرْ

اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے گا ہمیشہ کے واسطے جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے واسطے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

فتح ۲۶ { دَمَنْ لَجَّ بِكُومٍ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَأَيُّ ذَلِكُمُ الْعَبْدُ سَعِيدٌ
اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا
تو ایسے کافروں کے لئے سبھڑکتا ہوا اور زخ تیار کیا ہے۔

۲۸ { مَنَامُوا بِاِثْنَيْ عَشَرَ رَوْحًا وَرَسُولًا }
پس ایمان لاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ اور اس نور کے ساتھ جو اتارا ہم نے اس انبیاء کریم میں اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ ائمہ کرام باعتبار ذوات و صفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذوات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہیں جب تک نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پہلے نہ کی جائے تو حید و کتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔
 مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ
 ۲۶ نیسار ۱۱ } عَلَيْنَا حَفِيفًا۔

ہر شخص اطاعت کریگا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان روشن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نگہبان نہیں اور مؤمنین کے واسطے روف و رحیم ہیں، اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کی جائے تب تک بلا لیا اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات و عاویت صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد و مجتہد حق ہے جبکہ بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے امہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ امہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بارئہ اللہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا تقلید غیر خدائے کریم کی طرف سے ملحقہ من اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید و بلا واسطہ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل مصلح رہے اور میں اور رہینگے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچا اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن و شریعت امہ کرام سے پہنچا اور امہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے یکے بعد دیگرے تک پہنچا اللہ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمداً و گروہی کر رہے ہو جسے منکرین تقلید فوراً سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل بان کر مدعی نبوت جتنے ہو کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت و رسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر بنی

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور ان کے اعمال و عقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت و جماعت ہونا ثابت کر دیں کیونکہ یہ سراسر تحقیق کے خلاف ہے۔

سوال { آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس خفیت ہے جس سے تم دہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ بمع کتب فاروق بیان کرو۔

محمد عمر { مقیاس خفیت تو زیادہ ہیں لیکن مشتے از خروار عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی اہل بائیسوں اور اخلاف اہل سنت و جماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقص ہے۔

عقائد و ہابیہ دیوبندیہ عقائد احناف

دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔
 احناف کے نزدیک یہ اسے جھوٹ ممال اور متنع ہے
 کذب داخل تحت
 فتاویٰ رشیدیہ { باری تعالیٰ ہے۔
 حصہ اول منہ
 عَذَابُ الْبَیِّنِ

اگر حق تعالیٰ شائد کلام
 الجہد المقل { کاذب پر قادر ہو گا۔
 حصہ دوم ص ۱۱۱
 توفیق رب انسانی قدرت
 ربانی سے زائد ہر جا نیکی۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اللَّهُ حَدِيثًا
 الجہد المقل { کذب متنازع فیہ صفات
 حصہ دوم ص ۱۱۱
 افانیت میں داخل نہیں۔
 اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون

بکہ صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے۔

پچا ہے۔

الجہد المقل ۱۶ اہل سنت کے نزدیک۔

مُضَاتِ الدِّعَا عَا يَصِفُوْنَ

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وصف بیان کرتے ہیں۔

افعالِ قبیحہ مقدور باری تعالیٰ میں

الجہد المقل ۱۷ اے افعالِ قبیحہ کو قدرت اقدیر حق تعالیٰ شاذ سے کیر کر خارج کر سکتے ہیں۔

تفسیر کبیرہ ۲۵۶ عَنِ الْاَيُّبَانِ

ترجمہ ہے بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گنا کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا عمل بابتا ہے ساتھ اس کے ایمان سے،

الجہد المقل ۱۸ جو حضرات تفسیر مطابق احوال و احوال عدم مطابقت واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا قند و اس قدر قدرت باری جل سلطانہ میں داخل ہے۔

مسامرہ ۲۳ واجب ہے کہ نہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ نفقہ کے ساتھ۔

الجہد المقل ۱۹ فعل قبیحہ بالانظر الی قدرت باری تعالیٰ ممکن ہے

مسلمہ ۶۵ لَا يُوصَفُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَلْقُدْرَةِ عَلٰی الظُّلُمِ اَوِ التَّغْيِبِ وَ الْكَذِبِ لَا تِلْكَ الْهٰئِلُ لَا يَدْخُلُ تَحْتِ الْقُدْرَةِ اِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ مَعْلَمًا

الجہد المقل ۲۰ افعالِ قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق و باطنی دیوبندی تسلیم کرتے ہیں۔

الجمہور المقتل ۱۴۴
خلاصہ یہ نکلا کہ ماہ الشیخ
ابن العثیمین لکھا

فی الکلام اللغوی ہے امکان کذب
فی العلم ہرگز نہیں۔
کلام نفی شد قرآن مجید

وَعِندَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالَى
عَلَى كُلِّ مَا ذُكِرَ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا
جاتا ساتھ قادر ہونے کے علم پر بعد میں
پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال ہوتا
الہیہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی
اُس کے متعلقات کی صلاحیت نہیں
رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ
ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی
ظلم وغیرہم۔

معلوم ہوا کہ امکان کذب باری تعالیٰ معتزلوں کا عقیدہ ہے۔ لہذا خداوند تعالیٰ
کے نزدیک اور اخلاف کے مذکورہ بالا احادیث سے دیوبندی معتزلی ٹھیرے۔ یہ دلیل
اول ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔
”دیوبندی ٹیٹ کے قائل ہیں“

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝
لَيْلٌ وَ لَيْلٌ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝
كُفُّوا أَعْيُنَكُمْ ۝

ترجمہ۔ فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے
نہیں جناس نے اور نہ جنا گیا۔ اداس
کے واسطے کوئی برابر نہیں ہے

خدا ان کفری
مرثیہ محمود الحسن صاحب
بہ گامدہ کی رشید احمد علی
مولی میرے ہادی تھے بیشک شیخ زبانی۔
جبر کو آپ مائل تھے اور ہر حق بھی ارتقا،
فضائل قاسمی
از مناظر ضامن صاحب

ہمارے قلب و کعبہ تمہیں یوں دہنیا میں اگر
تم سے پھر حق سے پھر اور اُس کے فرمان
ہے۔
جہانوں کے پاسنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ رب العلیین اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں کہیں شہداء احمد
فلک ہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو۔ بنی حطیہ اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم مولیٰ کہیں تو دیوبندی ہم پر
فتوے شرک ثبت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہیں۔ تو سب سے فتوے کفر کے اُس پر
لگنا لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمادیں اللہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہیں کس طرف
موروی شیدا صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو اُن کی اقتدا کرنی پڑتی سجان اللہ۔

دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں
بلکہ الحیران مصنف
سب چیز موجود
اور اللہ تمام آسمانوں و زمین کا غیب ہے
ما اَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ
حَدِید ۲۴
فَاِذَا دُخِیْ وَ لَا فَاِذَا فُتِیْ
اِذَا فَاِذَا فَاِذَا فَاِذَا فَاِذَا
ذَالِکَ عَلَى اللّٰہِ یَسِیْرٌ

ترجمہ زمین میں اور تمہارے نفسوں میں
کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اُس کے پیدا ہونے
کے پہلے ہم نے اُس کو دیکھا ہو بے شک یہ
اللہ پر آسان ہے،
یہ حقائق فرقہ جمیع کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ
جلد احصا میں مذکور ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغتہ الجبران ۱۲ { فحقن مقام بلغہ تزیہ
یہ خیال کرنا
چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت
و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے
کفار و ضماہ بلغار کے نہیں آیا تھا اور کمال
بھی نہیں۔

قرآن خداوندی { فَاتَّقُوا الْيُسُوفَ
اتقوا یسوف
اگر تم بڑے فصیح بلغہ ہو، تو ایسی ایک
سورت بنا کر دکھاؤ۔

یہ مذکور بالا دو عقیدے ریابند کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہ مطابق ہے جیسا کہ ستیا رتھ
پرکاش مشن میں مذکور ہے۔ مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں اور قرآن کریم معجز ہے۔

رسالہ الاموال { مَا كَانَتْ مُحَمَّدٌ اَبًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
ذکر کی رسول اللہ و خاتم النبیین
نیز محمد رسول اللہ کے رسول ہیں اور تمہاری
آدمیوں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن
اللہ کے رسول ہیں اور تمہاریوں کے خاتم ہیں
احزاب ۲۲

بخاری شریف { مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ
محمی الرسول
بلد اول
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي آتَىٰ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ
إِبْرَاهِيمَ الصَّلَاةَ وَآيَاتِهِمُ الذِّكْرَ وَآيَاتِهِمُ
وَصَوْمَهُمْ مَّضَاتٍ

کے ایک مرید نے خواب
اور بیداری کا واقعہ بیان
کیا ہے، میں خواب میں
دیکھتا ہوں کہ محمد شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ
کا اثر و علی نام لیتا ہوں اتنے میں دل
کے اندر خیال پیدا ہوا کہ منجھ سے غلطی ہوئی
کہ محمد شریف کے پڑھنے میں اس کلمہ پڑھنا
چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف
پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ سہمہ کہیں پڑھا

جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجا کے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے۔ ہر کوئی اشرف علی صاحب فرقتے ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

ترجمہ:- بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ قیامِ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

قرآن شریف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔

ترجمہ:- اور ہمیں رسول بنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ۔ مگر تمام لوگوں کے واسطے کافی بشارت اور نذیر۔

پہلے ہر اس نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاسی کیا

اگر بالفرض آپ کے تخییر الناس مصنف فرما دیں یا بالفرض مولوی محمد قاسم صاحب آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی حاقیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

اِنَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ وَلَآ يَخْتَلِفُ فِيهِ شَيْءٌ
ابن ماجہ
بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

زبان پر اہل اجرائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام سے کوئی بات نہ کہہ سکتا
نذیرۃ الرشید
میں کو حق وہی ہے جو رشید کی زبان سے نکلتا ہے
بلکہ مسئلہ
اور بدقسمت کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جوں مگر اس نناء میں جاہلیت و نہات موقوف ہے میری اتباع پر۔

فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہتمم نبوت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت کھنکھنے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی امت دیوبندیہ کو فرمادیا۔ کہ اس زمانہ

ہیں ہدایت و نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک کے نبوت تکمیل کے لئے بلکہ اگر بعض بدعات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایتِ محمویٰ میں کچھ فرق نہ آئیگا ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیانہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا کرنے کے ور پے ہیں اور احسان کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

قرآن شریف

ذو بندیوں کے نزدیک قلم و بند ی مولیٰ

رحمۃ العلیین ہو سکتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بِلِغَتِیْنِ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ

مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت۔

استفاد کیا فرماتے

ہیں علما دین کہ

حضرت رحمۃ العلیین

حضرت دوم

مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے

یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ منظر

رحمۃ العلیین حضرت خاتمہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء

و انبیاء اور علماء ربانین بھی موجبِ رحمت

عالم ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اللہ کو ان سے عالمین میں جن

کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہنے کے بعد تمام عالمین میں کسی

دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک فی اللہ جمید کیا ہے ایسے

ی رحمتِ علیین کے اقراء کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم

کے تو مشرک فی الرسالت ہو گا۔

دیوبندیوں کا کعبہ لنگوہ ہے؟

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا
الْأَلَىٰ لَنَعْلَمَنَّ مَا يُقْبِلُكَ التَّوَسُّلُ
يَكُنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ -

ترجمہ :- اور نہیں بنایا تم قبلہ کو جس پر آپ
ہیں مگر تاکہ جان لیں ہم کون شخص رسول
کی تابعداری کرتا ہے اس شخص سے جو اپنی
ایڑیوں پر پھرتا ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ كُنُوا أَوْجُهَكُمْ
مَشْطُورًا - ترجمہ :- اور جس جگہ بھی تم ہو

تو اپنے منہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیرو

وَلَيْسَ أَتَيْتُمُ الَّذِينَ آتَوْا الْكَلْبَ

بِحُكْلٍ أَيْسَ مَا يَتَّبِعُونَ قِبْلَتَكَ وَمَا

أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ :- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر اہل کتاب کو آپ تمام مہجرت کی گئی

تو آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں گے۔

اور آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے

والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہی ارشاد

میں ہے کہ جس جگہ بھی آپ تھے لنگوہ کا رستہ
میں آپ نے اپنے سینوں میں حق و شوق عرفانی
و لکھنؤ میں عرصہ سرایت دیوبند کی مسجد کا

محراب خانہ کعبہ کی طرف ہے اس محراب

میں ایک چوٹا محراب بنا ہوا ہے جس میں

امام کھڑے ہو کر اپنا رخ ہندوستان کے لنگوہ

کی طرف رکھتا ہے۔ ہا کر غلط فہم نہ کریں۔

فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

نہیں اس کی طرف

فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبل کی طرف منہ نہ مڑیں گے۔ یہی سال دیوبندیہ کا ہے۔

قرآن شریف

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں
پر بیت اللہ کا حج فرض ہے ہر شخص جسے کی طاقت کچھ۔

قرآن کریم

وَالسَّلَامُ عَلٰی يَوْمٍ هَـذِهِ تَبَوَّءَتْ
لَهُ الْفُلُوكُ مَوَاقِدُ الْهَجَرِ۔

ترجمہ :- اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا
کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس
دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا،

مشہدک

اِنَّ اَبْنَاءَ بَنِي سَالٍ مِّنْ بَنِي
صَالٍ مِّنْ بَنِي سَالٍ مِّنْ بَنِي سَالٍ
قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي
وُلِدْتُ فِيْهِ وَاسْتُزِلَّ عَلٰی فِيْهِ
ترجمہ :- ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق روزہ
رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا
وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں

گنگوہ کے حج کا اعلان

تذکرۃ الرشید
جلد ۲ ص ۵۵

نیلا دہنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں
کا عقیدہ

پس یہ ہر روز احوال
ولادت کا تو شل
ہندو کے سانگ
کھنیا کی ولادت

برائین قاطعہ

مصنف مولوی خلیل احمد فیضی
ص ۱۳۸
کا ہر سال کرتے ہیں۔

اور اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں صلی علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ میں نے صلی علیہ السلام کے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں انبیاء کے لئے دو دنوں دن چونکہ خاص ہیں اس واسطے ان دنوں میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا ان کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دونوں دنوں میں زیادہ نزول اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ **وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ قُتِلَ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔** اور سلام ہے اُس یحییٰ علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن اُن کا وصال ہو گا۔ اور جس دن وہ اُٹھایا جائیگا۔ پس آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوئی اگر کوئی متبع انبیاء کرام اور محکوم من اللہ فرمان الہی کے مطابق ان آیات کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے تو ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیربندی کا دن سے وہ غائب ہنروں میں سمجھا جائیگا۔ دیگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور سے بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیربندی نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہندو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رد معاذ اللہ اکھینا قرار دیا۔

کتاب تقریر الایمان مصنف اسماعیل دہلوی کی اہمیت فرقہ دیربندی کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ } کتاب تقریر الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب فتنہ و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک معتبر و بلند

از ہند رشید احمد

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیربندیہ اور ولہبہ میں قرآن کا درجہ رکھتی ہے،

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور نہ تو شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ جلد اول ص ۱۲

اسلام ہے۔ راب ذرا دیربندیہ ولہبہ کے قرآن و اسلام کی گہرا نشانی ملاحظہ ہوں۔ اور قرآن و حدیث دسے کی شان کا وہ کہاں تک علوم مرتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں،

حدیث شریف

اولیاء و انبیاء

تقویۃ الایمان ص ۶۱

امام زادہ پیر

شہید جنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ

سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور

ہمارے بھائی۔ مگر اُن کو اللہ نے بھائی کی

وہ بڑے بھائی ہوئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
الرُّبُودُ وَ جِلْدُ أَوَّلِ ص ۱۲

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا

أَنَا تَكْمُلُ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ الْغَلِيظِ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے (اور کوئی بات نہیں میں

تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں

سکھاتا ہوں،

”بنی علیہ الصلوۃ والسلام بفرمان محمد وادبعان الہی آذ و اجننا اتمنا اتمم کے بمنزلیہ

ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں“

قرآن کریم

جبران کاموں کا

وَوَجَدَ لَوْ عَايِدًا نَاغِيًا رَجَبًا

مختار ہے اُس کا

آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پیغمبر کی

نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں ہے اور جس کا نام

مذہبِ اہل ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

آپ کو

(ترجمہ) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمُ الْفَلَاحَ فِي دِينِكُمْ وَالْآخِرَةِ﴾
 وَكَرَّهْنَا مِنْ نَفْسِهِ فَإِنَّ شَيْئًا بَيْنَ
 خَيْرِ الْأُمَمِ وَإِنْ يَتَوَكَّدُوا لِيَذَّبَهُمُ
 اللَّهُ مَعْلَانَا إِلَيْهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 وَمَا لَكُمُ فِي الْأَرْضِ مِنْ دِينٍ وَلَا
 نَفْسٍ.

ترجمہ :- اور نہیں بدل لیا انہوں نے مگر اس
 بات کا کہ اللہ نے اور اس کے رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے ان کو غنی
 کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ قرآن کے لئے
 بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ تو اللہ تعالیٰ نے
 اُن کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے
 گا۔ اور اُن کے لئے زمین میں کئی کارزار
 اور عداوتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرمایا میں کو تمام کوا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل نے
 غنی کیا اور دیوبندی وہابی کہیں کہ اللہ کو اختیار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اختیار
 نہیں تو اَللّٰهُمَّ بِنُورِكَ يَهْدِنَا لِكِتَابِكَ وَتَكْفُلْهُمْ مِنْ بَعْضِهِمْ سے مشرکین مکہ میں داخل
 ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی فضل کے ملکر تھے جن کو اللہ نے ارشاد
 فرمایا کہ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و غنا کی طرف رجوع
 کریں اور اپنا عقیدہ اسی سے درست کر لیں تو اُن کے لئے دنیا و عقبیٰ میں بہتر ہو گا۔

ورنہ ان کا کوئی امدادی نہیں ہوگا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ میں دروناک عذاب کیلئے
دوستوں اپنے عقائد کو فرمان الہی کے مطابق بناو۔ اگر تعذیبہ ایمان پر ایمان لے
آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار تصور کر لیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذاب الہی میں
گرفتار ہو جائے گا اور ارشاد الہی موجود ہے۔ وَدَّعَاكَ مُخْلِطًا عَنِّيٰ یعنی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی جاہلاد
کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غنا کو بھی
اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قیدِ خصوصیت سے منع نہیں فرمایا۔ اور دیندہی و باری آپ
کے عدم متنازع ہونے کا فتویٰ جاری کر دیں تو سوا عقل کے اندھوں کے دوسرا کون بھلا تسلیم
کرے اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالے اور منکر قرآن بنے اور مومن کو رب العزۃ نے
ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار
سمجھو فرمایا۔

۲۲
احزاب ۱۱
 وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا قَضَى اللَّهُ دَرَسُوهُ
 أَمْراً أَنْ يَكُونَ لَكُمْ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ
 دَرَسُوهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُبِيناً اور کسی مومن کو یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب
 اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا فیصلہ فرما دیا یہ کہ ان کے کام سے
 ان کو کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (اس میں)
 نافرمانی کرے یا دینی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار
 سمجھے گا، تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہوا۔

ثبات ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو با اختیار اور اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے تو مومن اور فرائض دار و رتہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے

ارشادِ الہی موجود ہے کہ اِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ
ادب آپ دربار ہے تھے۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر
انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور ہو کسی سے کہا کہ انعام فراموش
ہو جس خطاب کو اس کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسول کا منکروہ
خداوند کا بھی اسان فراموش کیونکہ مومنین پر انعام رسول یا احسان خداوندی ہے جیسا کہ
ارشادِ الہی ہے كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهِ إِذِ انبَأَهُ الْمُرْسَلِينَ اِذْ بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کو بے اختیار کیسے بچے۔

قرآن کریم

رَمَقُونَ ۲۸ اِذْ بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا
وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ اِذْ بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا
لَا يَعْزُمُونَ

اور یہ یقین
تقویۃ الایمان ص ۱۱
کہ ہر مخلوق بڑا ہر یا چھوٹا وہ اللہ کی شان
کے آگے ہمارے ہی زیادہ ذلیل ہے۔

ترجمہ:- اور واسطے اللہ کے ہے عزت
اور اُس کے رسول کے واسطے اور مومنین
کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

ذیوبندی دہریوں کے نزدیک بقانون مذکورہ میں اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا
بر یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے مشابہ پر اولیاء و انبیاء سے
تعبیر کی ہے۔ اور ہاں بڑے بجائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء و اولیاء کو ہمارے
ہی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ
دعاویں کہ اللہ اور اُس کے رسول تمام عزت و ادب ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے

ان کی عزت کو جانتا نہیں ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفاق پر موزن ہے وہی فتویٰ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

حدیث شریف

ابن علی علیہ وسلم

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ

تقویت الایمان ۶۹ کی ذاتِ مطہرہ پر ہتھان لگایا گیا ہے۔

اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے گا اس ہتھان کو جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا گیا ہے حدیث

میں بھی ایک دن مرکزِ مٹی میں ملنے

والا ہوں۔

پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ابن ماجہ ۱۱۱ اللہ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ حَزَنَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ

أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ وَكَفَيْتَنِي اللَّهُ عَذَابًا

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بلاشبک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے

کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا بی نڈ

ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔

اسے ایمان کا دعویٰ کرنے والا اور اصلی حقیقت کے مدعیو اپنے گریبان میں منڈول

کر تو دیکھو کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے صحیح

ہے یا تمہاری بناوٹ یا ہتھان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار

دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میدانِ حساب میں کیا جواب

دو گے۔ یہ ہے دیوبندی دہریوں کی کتاب تقویت الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ۔

دیوبندی

ایک ذاکر صلا کر
رسالہ الامداد
کثرت ہوا کہتر
مدرسہ سیف علی
قرآن کریم
را حزاب ۱۱، کاذوا جذا ائمہ تہد
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات
مومنوں کی ماہیں ہیں۔
کے تھر حضرت عائشہ

آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا
راشرف علی کا، ذہن معاً اسی طرقت منقل ہوا
کو کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔

فرمائیے جناب۔ جو ماں کی رویا کو کس بیوی سے تعبیر کرے اس پر آپ کا فرائض
کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا ان خیالات باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بجائی کہیں بلکہ اس
سے بی ذلیل اور والدہ کو بیوی سے تعبیر کریں۔ ان کے متبعین کے ایمان کا حال آپ خود
بجولیں۔ پھر سچ کہنے والے کو مفسد کہا جاتا ہے۔

دیوبندی
مبشرات
وَرَأَيْتُ امَّةً
يَسْطَرُ الْمَسْكَنَةُ
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّعَالَمِينَ
اور نہ ہی بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ
مکہ تمام جہانوں کے واسطے رحمت،
عَنِ الشَّقْوَطِ۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں کرتے دیکھا تو آپ کو قحطاً اور کرنے
سے بچایا۔

اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ
ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق فرما دی کہ آپ کی

رحمت تمام جہانوں کو قلمے ہوئے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے قتل کرنے کا دعویٰ مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھوٹی پری کے ستون کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے قتل کرنے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہوا ان کو بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنا قتل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ خداوند تعالیٰ ایسے پیشواؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔ چنانچہ دیوبندی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں۔

قرآن کریم

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بَيِّنَاتٍ
تُؤْمِنُ بِهِ أَتَرْتَابِے فَرَاتِے ہيں اور نہیں
بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اُس قوم کی بات
کے ساتھ)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔

ترجمہ :- اور نہیں بھیجا ہم نے آپ
کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر)

اس فقیر کے گمان میں

براہین قاطعہ یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند

۲۶ ص کی عظمت حق تعالیٰ

کی درگاہ پاک میں بہت ہے ایک صالح

فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب

میں مشرف ہوئے تو آپ کو نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کو، اردو میں کلام کرتے

دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے

آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب

میں علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ

ہوا، ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس

سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے امثل کو ظاہر فرمایا۔ کہ میں جس رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا **سَبِّحْ لِلّٰہِ مَا تَدْعُو**۔

ترجمہ۔ بارگاہِ حق و ذاتِ جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے۔

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسول بنا کر بھیجا تو قالون خداوندی فکرِ بالا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کو اردو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے علمائے دیوبند سے ماخوذ ہوا۔ تو یہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے اور اپنے استادِ فتنے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی پہلے رسول دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمادیں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف۔ یہ ہے فرقہ دیوبندی کا ایمان جو منظم کر کے اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔ تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

قرآن کریم

دیوبندی

اَلَمْ يَأْتِ اُولٰٓئِكَ بِاللّٰهُمِّنْ مِّنْ
الْقُبُورِ

انبیاء اپنی امت
سے اگر مژدہ ہوتے

تخذیر الناس

ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں
کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

ہیں تو علم ہی میں
مجاز ہوتے ہیں

مولیٰ محمد قاسم صاحب
ناز قری مرہ

باقی۔ ہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر
انسانی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے

ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے
 فرماویں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا
 دیوبندی فرقہ کو مسلمان تسلیم کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا یہی اثر ہے کہ اپنے
 آقا سے غلام کو اعمال میں بلا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کا دعویٰ
 جناب کو یاد ہونا چاہیے سابق مسلم الملکوت اہلس تھا اور آنحضرتؐ کی بڑائی تر
 کہ اللہ تعالیٰ نے مَا خُذَ مِنْهَا شَيْءٌ لَّكَ دَجِيْبٌ کا حکم فرما کر مردود کر کے نکال دیا
 اُس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے ضبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے
 مقابلہ میں ابدال آباد تک بلا اپیل راندہ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفت اہلسی پر عامل ہو۔
 اللہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے بہتر بننے کے مدعی کو اللہ اس کے متبعین کو تو اللہ تعالیٰ نے غرور و نار کا وعدہ فرمایا
 ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالتِ کل، فخرِ کل، فی اُمتِ کل پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔
 اللہ تعالیٰ تمہارے متبعین کو بعد تمہارے کو نئے قعرِ جہنم میں بلا اپیل داخل فرما دے گا۔

قرآن کریم

كَذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ الْغَيْبِ لَنْ نُّبَيِّنَ
 الْبَيِّنٰتِ

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 جیسا علم تو مافا اللہ کتنے بڑے خسر کر رہی
 ہے۔

ترجمہ۔ یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم
 نے وحی کیا اس کو آپ کی طرف یعنی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف)

آپ کی ذاتِ
 حفظ الایمان مصنفہ {مشہور پر غیب
 مردی اثر علی تھائی} کا حکم کیا جانا کہ
 بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے
 کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے
 یا کل غیب۔ اگر بعض غیب مراد ہیں تو

اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم
غیب تو زید و عمر و علقمہ ہر مہمی و مجنون بلکہ جمع
جبرائیل و جہانم کے لئے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ
یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنفِ خطِ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو مہمی و مجنون
اور کئے اپنے خضر پر کو بھی حاصل ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف
کہا جاتا ہے ہر فرد و حیران اور مہمی اور مجنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنفِ مذکور
کو جو قرآن شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اُس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی
لڑکے یا دیوانے یا کتے و غیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور اُذ آؤ کرنا
پھر سے۔ تاکہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اور مصنف
مذکور اس توہینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ الیم میں گرفتار ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے
والے کو تو توہینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں۔ اور
مصنفِ مذکور پر صحت ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوے
نکڑتے کیلئے۔ (المہند ص ۳۲) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کو زید و عمر و جہانم و مجاہدین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنفِ مذکور یعنی مولوی اثرات علی تھانوی پر بھی ہتھیار
فروغے نکڑے ہوئے۔ لیکن حکیم صاحبِ اخذ شدہ العسر و الحیا الاشر فحسبہ جملہ
پہلی ثابت قدم رہے۔ پنجابی خل مشہور ہے کہ گزرو چنباں مے پٹنے چلیے جان چھڑپ جس
بخت دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ اُن کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔

ذیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے علاوہ شیطان اور ملک الموت کا علم

خصائصِ کبریٰ
جلد ۲ ص ۱۹

عَلَيْتِ السَّمَاءِ
أَنكُرُوا لَهَا عَیْلَدٌ

زیادہ ہے ؟

اَدَمُ الْاَوَّلٰی سَمَاءُ مَكْرَمًا۔

الماصل خود کرنا چاہیے
برائین قاطعہ مصنفہ کہ شیطان ملک الموت
موسیٰ خلیل احمد انیسوی^{۵۱} اکامال دیکھ کر علم
عیط زمین کا فخر عالم کو غلام نصر من قبطیہ
کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا
شرک نہیں تو کوئی ایساں کا حصہ ہے شیطان
اور ملک الموت کو زور و دست نص سے
ثابت ہوئی۔ لہٰذا عالم کی دست و علم کی کوئی
نص قطعی ہے۔ — ملک الموت سے
افضل ہونے کی وجہ سے برگزیدہ ثابت نہیں ہوتا
کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے
برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
سکھایا گیا ہوں کل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھایا
گئے آدم علیہ السلام کل چیزوں کے نام،
وَأَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ
اَنَا وَنَبِیِّ صَلَّی اللہ
جلد اول ص ۱
کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں،

بخاری شریف

جلد اول ص ۱

حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں جس میں
حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں
ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ
میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ علم عطا فرما کر اُن کا اُستاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبریل و ملک الموت
غیر ہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہر حال نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس سلسلے میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم امام الانبیاء پر تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے اُستاد و اُستاد مقرر ہے۔ جو شخص
ملک الموت کے اُستاد حضرت آدم علیہ السلام کے علم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اُس کو

امام الانبیاء جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد والا استاد ہونے پر بھی ایمان لانا میں اسلام ہے۔ اور اس کا انکار آنت محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنف مذکور اپنے کلام سے بھی نادانگہ ہے۔ کیونکہ عبارت مکرر بالا میں لکھتا ہے۔ فخر عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور عالم کا نظراستعمال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے اور فخر عالم کہنا تب ہی درست ہو سکتا ہے۔ کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر عالم کے خطاب سے بیکار نا غلط ہو گا۔ تو مصنف مذکور کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گویا مانند نباشد کا مصداق نہیں ہے۔ ع۔ و آپ اپنے دام میں جیسا د آگیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ ان کا علم زمین کے ذرے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن محکم کل مخلوق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کو جو مقام مرتبہ زیدی جملہ کا و خلیفہ بھی پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص ماننا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد صاحب انبھوی پر فتوے کفر لگانا پڑا۔ (دہلند ص ۲۷) جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوے دے چکے ہیں۔

اب فرمائیے آپ کے اکابرین پر ان کے اعتقادات باطلہ کی بنا پر جماعت دیوبندی کے علماء جب فتوے کفر ثبت کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پر آپ یوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کریں تو مسند نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء ان ہی عبارات کے قائل پر فتوے کفر شائع کر دیں تو مسند نہیں۔ اور ہم اسی فتوے کو دہرائیں تو اسے ساتھ شکر بھی کا باعث ہو جاتا ہے۔ شبیں عقل و دانش بائید گریست

دیوبندیوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ولی نطق،

صراطِ مستقیم اور منجبت ہوئے شیخ
امثال ان متعلمین گورنر
محمد عظیم دہلوی مآب باشند بچہیں مرتبہ
بدتر از استغراق و صورت کا و آخر و است
یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت مآب
کی طرف صرف ہمت کا و آخر کے تصور
سے بدتر ہے،

قرآن مجید

روائد ۶، فَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ
توبہ ۱۱، يَا الْمُؤْمِنِينَ رَفَعْتُ رَجُلًا
ناز میں جب آپ ان آیات پر پہنچے
ہیں تو بیشک رُسُلِ بَرِّ اور رُسُلِ
رَجِبِ بَرِّ پڑھتے ہوئے اگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکار قرآن
کریم ہے یا نہیں۔

بخاری شریف ۶۲۲۱ مآلک قال
قَدِيبًا تَنِيَهُ فَاَسَارِقَهُ الْمَقْلُوبَ

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
قریب نماز پڑھتا تھا اور میں ناز میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر چا کر دیکھتا تھا صاحب
کرام رضوان اللہ اجمعین کرتے ہوئے
نماز میں نظر کرنا نصیب ہو اور تمہیں آپ
کا خیال آنے سے نازنا سد ہر جاوے لب
تم انصاف کرو۔

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ

دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کہہ سکتے

٢٢

وَيَوْمَئِذٍ يَأْتِيهِمُ الرَّجْمُ مِنْ أَشْجَلٍ
 كَمَا جَاءَكَ مِنَ الْمَلَأَةِ السَّالِفَةِ
 فَتَعْدِلُ أَعْيُنُهُمْ إِلَى صَعِيدٍ مُسَوًّى
 وَتَفْجَرُ السَّمُومُ غَدَابَةً
 تَصُبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ فَتَكُونُ
 سَائِلًا مَسْجُورًا

طاغوت کے معنی مکر

بلغته المحرران

مَاعْبَدَ مِنْ دُونِ

اللّٰهِ فَهُوَ الطَّاعُتُ



اس معنی پر جب خلافت ہوگا۔
اور رسول کو لونا جائز ہوگا۔

مخداوند تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایماندار جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاعت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر اکابر و رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طاعت کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الہی ہے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ یعنی جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے، ورنہ نہیں۔ اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام اور ان کے کواطاعت کہنے والا اللہ کی طرف سے وہ غرور طاعت ہے۔

فرقہ دو پر بند یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

اپنی نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔“

قرآن کریم
قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ -

کئی اپنے بیٹے کا

المعروف

نام عبد الباقی رکتا

ہے۔ سو وہ شرک

ترجمہ: فرما دیجئے (یا رسول اللہ) اے میرے بندو جو مجھ سے تجاوز کر گئے ہو اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو)

میں گرفتار ہے۔

مہشتی زبیر علی بخش حسین بخش عبد الباقی (نور ۱) وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ
دعویہ نام رکھنا شرک اور تمہارے عبادوں سے نیک لوگ
حد اول ۳۱ ہے۔

اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ میں
عباد کلمہ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے عبد کو اپنے سوا دوسروں کی طرف منسوب کیا
ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبد الباقی نام رکھنا اگر ناجائز ہو یا شرک تو اللہ تعالیٰ
قَدَّ لِعِبَادِيكَ فَرَمَاتَا۔ اس کی شرح کی تصریح اپنے بزرگ کی زبانی سن لیجئے۔ امداد الشاق
۱۹۳ فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) پرندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔
عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ لِعِبَادِي
الَّذِينَ آمَنُوا عَنْ أَنْفُسِهِمْ مَرْجٍ ضَمِيرٌ تَكَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں
مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْلُبُوا
مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا میں رخصتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی
تو ہے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے

کنز العمال قُلْنَا وَ لِي عَمْرَبُ خَطَّابٌ خَطَبَ النَّاسَ عَلَى مِنْبَرٍ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَجَّ اللَّهُ وَأَشْخَا
جلد ۴ ص ۱۳۴ عَلَيْكَ شَرَفًا يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كُنْتُ عَمِلْتُ أَنْتُمْ كُنْتُمْ
تَوَيْسُونَ مِنْ سَفِيحَةٍ وَعِلَظِيَّةٍ وَذَلِكَ إِنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ عَبْدًا وَخَادِمًا۔

ترجمہ: توجب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلیفہ ہوئے لوگوں کو آپ نے
خطبہ پڑھا۔ مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی ہے

آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد ہوں اور آپ کا خادم ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبد الرسول منبر پر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ تو عبد الرسول کہنا کوئی غلط شرع ہے۔ اور جب تم نے غلیظہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوے لکھ کر چھوڑ دیا۔ تو تمہیں کہنے سے کونسا گریز ہے اور غلو محبت بھی ثابت ہو گیا۔ دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر ذکر کرے وہ لعنتی

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۳ { محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ پوشیدہ
روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۳ { بہر حال یہ لوگ مولوی اسماعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں مولوی
اسماعیل شہید مبطل رحمت حق تعالیٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسماعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تفتیۃ الایمان کے متعلق قلعہ از
ہیں۔

فتویٰ رشیدیہ ۱/۲۱ { اور کتاب تفتیۃ الایمان واسطے ورسنی ایمان کے اکیر
اعظم ہے۔

مسلمانو انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیحہ حرام
اور مولوی اسماعیل صاحب کا ذکر اکیر اعظم۔ خداوندان کو ہدایت دے۔

قرآن کریم
عذر ۲۹ وَاللَّجُّدُ مَا هَجَّدُوْا اور پلیدی
کو چھوڑ بیے۔ وراشاد ہے اِنَّا الشُّرُكُوْنَ
ہوئی چیز حرام۔
فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۳ { مسئلہ ہندو تہوار ہولی
بخن، مشرک پلیدی ہیں۔ لہذا پلیدی کی شی

بھی چید۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کی دعوت کو اس شرط پر قبول فرمایا کہ ایمان لاوے۔

خازن ۲۸ { قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انا نبأ كل طعناك حتى تشهد ان لا اله الا الله وافي رسول الله فرما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ شہادت پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہر گز

ہے۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی تبرک سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار شدہ کھانا کھانا کھانے کی مصداق دیربندی کو درست اور حلال طیب لیکن مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں پکی ہوئی شے حرام ہو جائے اور ہندو کے پلید ہاتھوں اور پلید مشکوک غیر طاهر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سو کا فضلہ تول کے نام سے پکا ہوا ان کے دیر تا پسپل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز ملاحظہ ہو۔

سوال ہندو جو پیاد پانی کی لگاتے ہیں صودی روپیہ مرث

فتویٰ رشیدیہ ۳۱۱۱ اگر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

یاد دہانی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھلیں یا پوری یا کچ اور کھانا دینا چھوٹے کا بھنا ہوا اگر گشت بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا پینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب درست ہے فقط دہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی شے دیربندی کو

حلال اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں کا کھانا حرام

الجواب اس پایہ سے پانی چنا مضائقہ نہیں فقط واشدہ لٹائے علم رشید احمد ٹنڈی
عفی عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اس کا پینا
حرام۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فتویٰ رشیدیہ ۱۱۳ | محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا
یا دودھ پلانا سب نام درست اور تشبیہ و افض کی وجہ سے حرام
ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیانہ کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی و شربت و دودھ
حرام اور ہندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصروف ہو تو اس میں مضائقہ نہیں آنے
دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شئی سے گئے کی رس چمار کے ہاتھ کی نخلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ
کو پانی عدل پاک اور دیانہ کے نزدیک درست

فتویٰ رشیدیہ ۱۱۴ | اگر بہو جویاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ
اسے کرتے ہیں یعنی رس کا نکانا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور
رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا
جائز ہے یا نہیں یاد رہے جس ہے اور نا پاک ہے علیٰ خدا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے
یا جس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ جس میں حکم نجاست رس
ذیرو پانی پر نہیں ہو گا پس صورت موجود میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو واجب استعمال کرنا اس کا
درست اور حلال ہے علیٰ خدا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ
عزدار محمد عفی عنہ دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

اور سنئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۱۱۵ | مسند ہاتھ کا پڑھنا کھانے پر یا خیر میں پر ہونہ جہالت کے

صرت ہے یا نہیں۔

الجواب ذاتِ حق کھانے یا شیرینی پر پڑنا بدعتِ ضلالت ہے برگزیدہ کرنا چاہیے
نقطہ رشید احمد کیوں جناب جس شیرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پرے پرے دور
دور گمراہ کی مٹی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس
کو کیوں چھو یا لیکن ہندو کے ماتھ کی پوری کھیلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپور سے دکر پڑ
کے ماتھ سے جھنا ہوا اور ہندو کے سودی روپے سے سیل کا پانی اور چار کی رس نکال
ہوئی اور اس میں اس نے ماتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبری زمین پر بھی ہو اور دیوبند
میں اڈے ترمہتر ہے۔ (ثبوتِ تقرر کیا رہیں)

دیوبندیوں کے نزدیک کلامِ پڑھکر اہلِ قبلہ
کو ہتھ یا ان کی طرف سے کچھ صدقہ غیرت
دینا۔ دن مقور کر کے ترصد قہمی حرم اور
قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے
والا کافر۔

ترجمہ اور اہلِ تہمت جیسا ہم نے موسیٰ
علیہ السلام کو اپنی نشانیں کے ساتھ ہاک
ٹکائیں آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور
کی طرف۔ اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے
دن بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے
شکر کرنے والے کے واسطے نشانیاں ہیں

فتاویٰ رشیدیہ (قرآن پڑھا ہوا
حصہ اول صفحہ ۱۱۱) ایسے
عقائدِ فاسد موجبِ کفر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھ کو مبعوث
کے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے آئے
اور ان کو آیتِ اللہ کی یاد دلاتے رہیے۔ آیتِ اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان

فرمائی ہے۔

تفسیر نفی

جلد ۱۹

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ، بِأَيَّامِ الْإِلْعَاقِ حَدِيثٌ ظَلَمْتُ
عَلَيْهِمُ الْعُلَمَاءُ وَاسْتَرْكَبْتُ عَلَيْهِمُ الْغَتَّ وَالسَّلَوِي
أَوْ فَسَلُّوا لَعْنَةُ الْبَحْرِ۔ (یعنی آیتا ہر اللہ ان کو یاد دلائیے جن

ایام میں اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن ان پر سایہ کیا اور ان پر من و سلوی
آمارا اور جس دن ان کے واسطے دیا کہ پھاڑا ثبوت ہوا کہ ایام انعام ایام اللہ ہیں
ان کا ذکر دہرانا اور ان کی فضیلت کو بیان کرنا صابر و شاکر کے لئے موقع عبرت ہے
اور مقرر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اس کی فضیلت کو دہرانا یا خصوصیت سے عبادت
کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجب کفر کہے اور اس عبادت پر حرمت کا فتوے دے
تو دشمن قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے۔

کنز العمال

إِنَّ عَمَلَهُمْ فِي يَوْمِ مَاتَ أَيُّهَا اللَّهُ رُبِّي صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فرمایا کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے، کیونکہ اسی دن میں اللہ

جلد ۳۲

نے دیر یا کہ پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی
دن نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جو دی پر ٹھیری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا
ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منانے کا ارشاد
فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی
جی نہ تھمائے لئے تخصیص فرمائی ہے جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہا یار محمد کے
تقریب کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت غوث الاعظم
چچہ پیراں می الدین علیہ السلام اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال
لہذا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی

کا اذان اپنے پیش پیش سنا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی اذان نہیں دی۔ مگر دور کعتیں نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔ محمد میں نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دور کعتیں ضروری ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دونوں کے سبب سے،

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے خبیۃ اوضو کو جب اپنے پر ابوجہولؓ ہونے کے فرض کر لیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خفیت کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً غفلت عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بدقسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ باقی رہا تقرر کیا رہی تو کوئی ایسا عمل نہیں جو ہوا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر ان سے رویت کا اقرار کر دیا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و فضائل کا اقرار کر دیا تو دن مقرر کر کے آدم کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔ اور ان کی تربیت قبول فرمائی تو مقرر دن میں جتنی کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر قلبہ دیا تو دن مقرر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تو بارہویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاول اور بارہویں تاریخ مقرر کر کے۔ اور حضرت پیر پرائی کو وصال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ مقررہ ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی گیارہویں کا مقرر فرمایا کہ مہینہ اور دن بد میں رکھنے سے تہمت کے بعد درجہ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارہویں والا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر پرائی کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارہویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے جیسا کہ علی قدس سرہ نے نزہۃ المناظر العاقلہ کے صفر ۱۱ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی جان سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارہویں دن مقررہ پر حضرت پیر پرائی کی طاعت سے صدقہ خیرات کئے جانے ہیں۔ اور ان کی روح کو ثوابات

قرآن پینچائے جاتے۔ بقانون قرآن و حدیث گیارہویں کا تقویر اور یوم وصال کا تبرک ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کر کے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقرر نکاح کرو تو دن مقرر کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی نامائز ہو نا چاہیے۔ بلکہ حرام کہہ کر دن مقرر کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقرر کر کے۔ لہذا اٹھارہ سو موریوں کا اس مقرر دن میں آنا اور کھانا تقویر کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیے۔ اور اگر آپ کے کسی موری صاحب کے گھر گیارہویں کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو یہ اس کو حرامی کہنا چاہیے یا درخواست دی جائے کہ آج حرم کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہذا تیری پیدائش کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اذ اجازہ اجلہا لایستأخرون مناعہ ولا یستعبدون۔ قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔ نفلوں کے وقت مقرر۔ مکتبیں مقرر قسبیں گیارہ کی حد تک مقرر۔ و زکیارہ کی حد تک مقرر گیارہویں تاریخ اللہ کر زیادہ پسند۔ ارشاد الہی ہے۔

رسولہ فجر ۳۰، وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرًا وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فَمِنْ ذَٰلِكُمْ فَجْرًا
کی اور قسم ہے اس راتوں یعنی عزم کی یا عشرہ ذوالحجہ کی یا عشرہ اوائل رمضان کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشرہ اشفع کو مرکب کر کے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارہویں تاریخ صلا بنی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشرہ کو جب وتر سے ترکیب دی جائے تو اعداد گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گیارہویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق و سباق اس بات پر دلالت ہے کہ بارہویں تاریخ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال کے دن کی قسم کھائی ہے۔ تو یہ انقرض غرت ادیارہ کا درجہ ہے۔ جو اس گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ادیارہ کرام کے فضائل اور درجہ ولایت گیارہویں ہی پارے کے بارہویں رکوع میں ذکر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارہویں واسطے کو بارہویں واسطے سے فیض ہے۔ اور یہ

عشر و ستون کے الفاظ بھی گیارہ میں

شیخ عبدالقادر کے پڑھنے میں گیارہ ہی حرفت میں ش۔ ث۔ ج۔ ح۔ د۔ ذ۔ ر۔

سید عبدالقادر

حضرت محی الدین

ایک حرفت اس نام میں ضرور ہے۔ وہ اسی واسطے پڑھیدہ ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ جو اس بات پر دل ہے کہ آپ صبح ول اللہ تعالیٰ اللہ میں۔ اگر اس کو آپ کے اسم میں ملایا جائے تو ۱۲ بنتے ہیں۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کو درحقیقت یہ درجہ بارہویں واسطے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ حضرت غوث الثقلین کے صاحبزادگان بھی گیارہ ہی تھے۔ اور آپ کے سلسلہ لایت میں بھی علی کرم اللہ وجہہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

نور الیوم الخاطر الفاطر ص ۱۱
تَعَدُّ لَبْسُ الْحَقِيقَةِ الْمُبَارَكَةِ وَرُفْعُ الشَّيْخِ

من یسید الشیخ قاضی القضاۃ ابی سعید مبارک بن علی مخزومی وھو لبسھا، من یسید الشیخ ابی الحسن علی بن یوسف القرطبی وھو لبسھا، من یسید الشیخ ابی العزیز عرسوی وھو لبسھا، من یسید الشیخ ابی بکر دلف الشہل وھو لبسھا، من یسید الشیخ ابی القاسم و المجتہد البغدادی وھو لبسھا، من یسید الشیخ مستر شمسقلی وھو لبسھا، من یسید الشیخ معشوق السکونی وھو لبسھا، من یسید الشیخ داؤد الطائی وھو لبسھا، من یسید الشیخ حبیب الحمی وھو لبسھا، من یسید الشیخ حسن البصری وھو لبسھا، من یسید الشیخ شمس الدین وھو لبسھا، من یسید الشیخ الامام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وھو من حنفیہ سید المرسلین وھو رسول رب العالمین سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھو مشفق وکریم وعباد و عظیم

تو قبول کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ کے اس پر۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کی طرف سے قربانی لرائی داد۔ آپ کی آل میں پیر پیراں بھی ہیں۔ لہذا پیر پیراں کی طرف سے جب آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقررہ رسواں اور رات گیا رھویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً فقر سے نیکی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقررہ دن میں بندگی کی ریح کو بخشنا اور تم اس کو حرمت کے فتوے سے نامزد کرو اور موجب کفر کہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پیدا ہونے کی تیار شدہ بیابان سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقررہ دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چرھاوا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان و دیوبندی ہی میں گناکش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ اس قتلِ سلیم اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندی کا عقیدہ ہے۔ ان کو اموال بھی ویسے ہی موزوں ہو گئے۔ جیسا بطن و لیا کھانا۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر پیراں کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خوراک کے بطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے بطن پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے پیر و منکرین کے عقائد میں منکرین کے بطن کے مطابق ہی چیر بھٹاکا گئی ہے۔

مسلمان اگر بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیا دعویٰ کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیا دعویٰ قرآن مجید نے باطل عمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی مصروفہ اشیا کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ مرزا یوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے نفی ضرور دیا کہ تم دیوبندی نہیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتوے لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؛ اگر تم ان کے فتوے کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتوے سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتوے کفر پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتوے صیح ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے
اشد العذاب ص ۱۳ ابھی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر ان
 علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر نہ جاتے۔ جیسے علماء اسلام
 نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفر پر معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء
 اسلام پر مرزا صاحب اور مرزا یوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور
 مرزا یوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قذافی وغیرہ تو وہ خود کافر نہ جائیں گے
 کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

یہ ہے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کا فتویٰ کفر جو انہوں نے اپنے ان علماء
 دیوبند پر جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور علی حضرت احمد رضا
 خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب
 تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔

مدعی لکھ پر بھاری ہے گواہی تیری۔
 اب مشتے از خردار فقہ دیوبندی کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیے تاکہ عقائد دیوبندی

کے بچنے کے بعد ان کے اعمال و افعال پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور
اقتیاد الکی کر سکیں۔

عقیدہ احناف
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
يَا كَلَّ الْعُرَابُ
أَقْدَدَ مَنَاكَ رَسُولُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق۔

ترجمہ:- ابن عباس سے روایت ہے کہ بعض
کڑا کھانا ہے جس میں آسن کا نام نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فاسق رکھا ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۲۱
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ
أَقْدَدَ مَنَاكَ رَسُولُ

صلى الله عليه وسلم قَالَ الْحَيَّةُ
فَأَسِيفَةُ وَالْعُرَابُ وَالْفَأْتَةُ فَفَاسِقُ
وَالْعُرَابُ فَاسِقٌ فَعَيْلٌ لِلْقَائِمِ
أَقْدَدَ مَنَاكَ الْعُرَابُ، قَالَ مَنْ يَأْكُلُهُ
بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاسِقًا۔

ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سانپ فاسق ہے اور بچھڑا اور بچہ فاسق ہے
نر کہا گیا قائم کہ کیا کڑا کھایا جاتا ہے تو نہیں

مسئلہ:- جس جگہ
فتاویٰ رشیدیہ

حصہ دوم ص ۱۳۱
کراکٹر حرام مانتے ہیں
اور کھانے والے کو برا کہتے ہیں۔ تو ایسی جگہ
اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ
ثواب ہو گا نہ طاب۔

الجواب:- ثواب ہو گا۔ فقط

کشیفہ احمد گنگوہی

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد فاسق کو کون کھاتا ہے

ان روایتین سے ثابت ہوا کہ فاسق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے
کے بعد کوا کھانے والا فاسق کہلاتے گا۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ لانے
بلکہ اپنے سے کم سمجھے تو اس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سوال :- تالاب وہ درودہ سے بہت زیادہ قریب ہستی کے
ہے۔ اہل ہستی کو اس کے اطراف و جوانب میں بول و براؤں کا

فتاویٰ رشیدیہ

حضور دوم ص ۱۲
اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پڑھتا ہو اور باہر فٹ چھوٹ کر
بھی نکلا ہو تو اس صورت میں ظاہر ہے یا غیر ظاہر۔ اور اہل ہستی کو اس کی ضرورت شدید ہے۔
کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں وحول کی کپڑے وغیرہ وحولیں۔ البتہ کمزئیں بہت ہیں۔

الجواب :- یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر زید رشید اعظمی

سوال :- زید کربلا کی سنت حضور
ابداء الفتویٰ مصنفہ مولیٰ اشرف علی صاحب
ہے۔ اور اس کی زوجہ ماحضہ ہے اس

صورت میں وہ کیا کرے گا۔

جلد دوم ص ۱۶۳

الجواب :- بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اس کے ہاتھ سے خارج کرانے

لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے

سے ٹوٹا نکال دیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو علیہ

کروں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے تاہم ہر

تائب نہیں ہوتے انہی مسلمانوں کو ٹوٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے

اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمائیے۔ اور

اپنے تصرف پر بھی نظر فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف الثانیہ فرمایا ایک فاضل دیوبند نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو کھپاڑ دیا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی غشی حاصل ہوئی اور ملاقات کسی اشرف علی فرمایا ہم بھی بڑا درد اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی صاحب قاضی صاحب بیٹھک میں اُسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے۔ مولانا بچوں سے منہ تے ہلاتے تھے اور جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اُس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی نوپا آٹا رتے تھے کبھی کر بند کھولتے تھے دہنوں کے کر بند کھولنے کی حالت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بُری۔ یہ ہے حال ہائے دیوبند کا۔

اشرف الثانیہ حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت چمٹے تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی چمٹکی اور انہماک کے ساتھ ٹوہر ٹھکتے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک رٹکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اُس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُسی کے تصور میں گزرنے لگے میری عجیب حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست نے جانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ تربیت و نگہانی اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔ اور اُسے اس قدر بڑھایا۔ کہ دو بار اُنہیں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اُس محبت کا ذکر چھیڑا۔ فرمایا کہ

ہاں جانی وہ دو، دکھا، قہار سے پاس کبھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرمِ حجاب سے چپ رہ گیا۔ تو فرمایا کہ نہیں جانی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا ہمت ہے۔ غرض اس طرح سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اُس کی محبت کا اقرار کر دیا اور کوئی تنگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دجوائی منہ مائی اس مخصوص بے تکلفی کے آگے اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آ کر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور مؤدب عرض کیا۔ کہ حضرت شہ میری اعانت فرمائیے۔ میں تنگ آ گیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرما دیجئے کہ اُس لڑکے کا خیال کسی میرے قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب۔ کیا تنگ لگے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا لگتا ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔ فرمایا۔ بہت اچھا و مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا، الخ

اتنا عرصہ جا نہیں کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہر گاہ جس کو معرض التوا میں رکھا گیا۔ اور مسئلہ استمداد بھی حل کر دیا۔

اشرف التبتیہ ص ۶۶ { حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہا نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگو کی خانقاہ میں مجمع تھا یعنی عرس تھا، حضرت گنگو جی (رشید احمد)، اور حضرت نانوتوی (محمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگو جی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ یہاں فریڈ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے لگے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا۔ تو بہت ادب کے ساتھ چیت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اُسی چارپائی پر لیٹ گئے۔

اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تکبیر دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو کیا کر رہے ہو کا شور کیوں مچا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا

ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا ان سے نکاح ہوتا ہے۔ سو جس طرح لندن و شومبر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے مرید کر لیا۔ اس کی تصدیق مولوی محمد الحسن صاحب فرماتے ہیں

ان میں جو ربط ہے میں نے تو نہ دیکھا نہ سنا
دونوں ولداہ ہیں اور ولبر و جاناں دونوں
قرب جہانی پہ ہے ان کے قسطنطنیہ کا مدار
قرب روحانی ہے یہ یکدل حباں دونوں
ایک عورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنوان دونوں
عشق کا ذکر ہی کیسا بغض و عداوت ان کی
بنے دل ہیں ہیں تو ام چسپاں دونوں

مولوی محمد الحسن صاحب
فیض دیوبندی حقیقت مولیٰ محمد قاسم
صاحب و مولوی رشید احمد صاحب

ماقبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیا بنے خود ہی اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرعیہ پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائیگا کہ دیوبندیوں کو وہابیوں کے ساتھ کن کن مقام خاصہ متمیزہ میں اتفاق و اتحاد ذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

گی۔ جیسا کہ بعض معتدین جہلان احادیث صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر ٹیک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی مضبوطی مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲۰۰ درج ہے باب مَن بَرَكَ عَلَى رَأْسِ كَبْتِيٍّ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوْ لِحْدَيْهِ أَوْ حَضْرَتِ عَمْرٍو كَرِهَ مَذْكُورُهُ بِاللَّاحِظِ اس استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۲۔ تفسیر خازن ۱/۳۸۲ اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایمان دار تھا یا میل منکر تھا مجھے معلوم کر لیا گیا۔ تزیہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے اس خبر کو سن کر استہزا کیا جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر اہل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں بلتا تزیہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ أَتَقُولُوا طَعَنُوا فِي عَلِيٍّ لَّا تَسْلُوْا فِي مَنْ مَّثَلُوْا فِي مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَذَّافَةَ سَهْمِي فَتَعَالَ مِنْ أَبِي يَاسِرٍ سَوَّلَ اللَّهُ لَهُ دِكْمًا عَالِ حُلَّانٍ قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تنہا اول چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رَحِیْبُتُ بِلَہِ اللہ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَہَلْ اَنْتُمْ مُتَّبِعُونَ فَہَلْ اَنْتُمْ مُتَّبِعُونَ شَعَرَ نَزَلَ عَنِ الْمُنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرینِ غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہو یا انورِ خمسہ کا علم نہ ہو تو آپ ان کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری شخص فائدہ مند نہ ہوگی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرماتا تو یہ آپ کے نزدیک ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نزدیک ہیں۔ نہ کہ خود مُتَّبِعٌ مَبْنُوتٌ میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد دوسرے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵۔ آل عمران ۱۸۱ مَا كَانِ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَسِي مِنْ مَحْمُودٍ مَنْ يَشَاءُ فَمَا تُمْرُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ (اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہر محمود مومنین و منافقین، جب تک کہ پیدا منافق) سے پاک دامن ہو، کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے غیب کے سکھانے پر دوسروں سے) بگزیہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ (کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے) اور اُس کے رسولوں پر رک

محمدؐ تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔

قَدْ اِیْمَنَّا اَنْ اَنْتَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یٰذَاکِیْ اِنَّمَا الْفِیْضُ اِلَیْهِ ذَا جِئْتَهُمْ فَرَمَا دِیَجِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَوَا اَسْ کے نہیں ہیں بشر ہوں نہ بھاری مثل جب اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہہ دو میں نہ بھاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر ہے۔

اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسنؑ نے اس آیت کا مطلب سمجھا ہے ملاحظہ ہو۔

تفسیر خازن ۶/۱۰۰ { قَالَ الْحَسَنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَعَالٰی لَتَذٰیجُ حَضْرَتِ حَسَنِ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کے واسطے اِیْمَا اَنْتَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سکھایا ہے

تفسیر کبیر ۵/۶۱ { اَوْ سَلَمِیَّ اَنْ یَسْتَلِکَ طَرِیْقَتَا التَّوَاضِعِ فَقَالَ - یَا اللّٰہُ نے اس واسطے آپ کی زبان پاک سے کہہ دیا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ کو چلاوے۔

(۲) جو نبی اپنی زبان سے بطریق تواضع و انکساری ارشاد فرمادیں ہم اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر استئصال نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تواضع اور انکسار اور غلامانہ الفاظ پیش کر سکتے ہیں۔ وہ سنت کے خلاف لازم آئیگا۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَوْ سَلَمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ - بخاری شریف ۴/۱۱۶

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں سورتاً اللہ کے مائل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مائلت کہے ہاں خداوند تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **إِنِّي خَالِقُ بَشَرٍ مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ**۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا **وَإِنَّا فَاذًا مِّنْ مَّوْتٍ** وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ فَتَعَوَّذْ لَكَ بِحُجَّتِيْ۔ جب بشر کو درست کر کے اُس میں اپنے روح کو چھونک دوں تو اسے فرشتہ تم اُس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں الجھ گئے اور ملائکہ میں رُوحی کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہو گئے اور فائر ہو گئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فوریت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہداء اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ **تَوَلَّوْا اِلٰی هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ** میں شامل ہو گئے۔

(۱۴) آدم علیہ السلام کا کوئی بکس نہ ہو وہ ظلیفہ رہا۔ **وَبَنَّا ظُلُمًا اَلْفُسْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَنَظُنُّوْا نِسَاءً وَ تَوَحُّمًا لَّكُنَّ مَوْتٌ مِّنْ الْحُسْبَانِ**۔ آدم علیہ السلام نے اس میں عاقل اپنی ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی ریش علیہ السلام نے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مَجْبُوْنٌ اِلٰی كُنُوتٍ مِّنَ الظُّلُمٰتِ** چھو کہ اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم اُن کو ظالم کہیں تو کفر ہے۔ لہذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز و انکساری میں استعمال فرمائے کسی امتی نے اُن کا حامل اُن کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علیٰ هذاً مقیاس حضور اکرم صلی اللہ

(۱) ہود ۱۱ { مَا نَدَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا - ہم اُس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری
مثل بشر ہی تھے۔

(۲) مومنون ۱۸ { مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ
مِثْلَهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ۔

یہ تنہا ہی مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو۔
غیب علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹ { وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔
نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر۔

(۴) انبیاء ۱۷ { وَأَسْرَدُ النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَذَا
إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ ظالم لوگ پوشیدہ پوشیدہ گزشتی
کرتے ہیں۔ کہ یہ تنہا ہی مثل بشر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) یسین ۲۲ { قَالُوا أَمَّا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ کفار نے کہا نہیں
ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو
فرون اور اُس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸ { أَذُومِثْلِ بَشَرَيْنِ مِثْلِنَا۔ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان
لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا۔

(۷) مؤثر ۲۹ { إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے یعنی
یہ قرآن مجید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اُس کے مقابلے میں جواب دیا۔ مَا صُلِّيْنَا سَقَمًا۔ اُس کو میں جلدی نہایت
میں داخل کروں گا۔ فَمَا أَذْوَكَ مَا سَقَمًا۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا سفر

ہے۔ کَاسُ مَبْقُوٍّ وَلَا تَذَلُّ لَهَا أَهْلًا لِّلْبَشَرِ۔ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوڑتی نہیں۔ چھوڑنے کو چھلنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے غلطی بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے چھوڑے کو ہی چھلنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتِ ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکارے گا کہ تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں اُن کے بشر کو ہی بھجیں گے۔ ان روایاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی اُمتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآنِ مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایتِ ترمذی شریف کی باوجود خبرِ احاد ہرنے کے ضعیف بھی ہے جس کا ضعف انشراح علیہ ثابت کیا جائیگا۔

۱۵) جس لمحے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اُس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا أَعْنَاهُمْ قَوْلًا مِّنْهُمْ وَلَا تُنْفِرُوا بِهِمْ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُفْضِلُ اللَّهُ يَسْعَىٰ فِيمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ
پارہ اول علیہ وسلم کو راعنا نہ کہہ کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اُنھیں نہ کہہ
 استعمال کرو یعنی اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری طرفِ نظر مبذول فرمائیے جو
 کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اُس سے اللہ تعالیٰ نے علما منع فرما دیا۔
 بعد ازاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے ہی کہہ دیتا تو اللہ تعالیٰ اُن کے
 اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ بموجب گستاخی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے
 تمام عبادات کو اور اعمال کو ضبط کر کے قعرِ جہنم میں داخل فرماتا۔

”کیا یہ فتوے خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی خلق بشر کو اختیار دیا ہے۔“
دوبابی پر استمال فرمایا ہے۔

محمد عمر خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ کی بذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اُس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ اُس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالیٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم، جگہ دیگر اور اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس آدائیاں چھوڑ دو۔

”یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) آیت آئے تو کیا اُس کو چھوڑ دیا جائے؟“
دوبابی

”کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو اُن آیات کو چھوڑ دیتے ہو؟ کیونکہ“
محمد عمر تمہیں غیر کی قسم کھانا جائز نہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) آیت پر تو خدا کی کلام سمجھ کر پڑھتے ہو یہ کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے جیسا کہ ذر بن ابی لہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۶) نور ۱۸ { لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ وَكُنْزًا عَٰمٍ لِّبَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ
 اے مومنو! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاؤ۔

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شے سے نہیں پکارنا چاہیے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ کتب مشیہ نے ممانعت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے

بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواجِ مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے عالین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالیٰ ممتاز فرمائے تو اس حاکم کی شان کو اونے سے تشبیہ دینی یہ کونسا ایمان کا جزو ہے۔

لَيْسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ۔ اے
احزاب ۲۲/۳۷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو عورتوں کی مثل نہیں ہو
 اللہ تعالیٰ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواجِ مطہرات کی مثلت غیروں سے
 گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے
 ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

”کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل
 وہابی“ دیکھتے؟

”اگر ان عوارضات کی بنا پر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عبد یا بھتے ہو
محمد عمر تو میرے خیال میں تم جبریل علیہ السلام کو بھی اپنی مثل بشر کہنے سے گریز نہ
 نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکلِ انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ناک
 کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بخاری
 شریف جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: مَا شَأْنُ رَجُلٍ الْفِي
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ آیا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حُرَّت
 جبریل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا۔ صاب
 کرامؓ اجماع میں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ تو صحابہ کرام کو جبریل علیہ السلام کا سلام
 ہوا۔ اگر جبریل علیہ السلام کے انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر

ہرنے سے اُن کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ توحید صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک یا قدمِ پاک کا ہر جوئے سے آپ کے نور ہرنے میں فرق لازم نہیں آئیگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمِ پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبریل علیہ السلام ہی آپ کے قدمِ پاک کی خاک پا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا جس کی اللہ تعالیٰ قسم فرماتے ہیں۔ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اُس خاک پا کی قسم جو آپ کے تلووں پا کوں کر مس کر چکی ہے لَا أَقْسِدُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس مال میں کہ آپ کا نزول اس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور شان آپ کے قدمِ پاک کی خاک پا کوں کر چکی ہے کیا تمام ملائکہ نور بھی اُس منور مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی سے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھ گے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللَّهُمَّ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ اللَّهُمَّ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ۔ یَوْمَ تَكْشَفُ عَنْ سَائِقٍ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اپنی پٹلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پٹلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ أَيْنَمَا كُنَّا فَتَبِعْنَا وَجْهَهُ اللہ جس طرف منہ پھیرے اسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاک و مبرا بے مثل پیرین اور بے مثل ساقی اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل تمام کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثال اور اپنے مہرب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بعد صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی

ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہیبت کذاً امیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر و سفر میں نہ حضر میں نہ قیام و فتور و سجدہ میں نہ قول و فعل میں۔ نہ عقل و علم و حکمت میں۔ الغرض آپ کی ذات و تمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

وَمَا مِنْ ذَاتٍ اَنْبَتَ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٌ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اَعْتَدَ لَهَا مِثْلًا **(۸) انعام**۔

وہیں ہے کوئی زمین پر پلنے والا اور نہ کوئی پندہ جو اپنے پرؤں سے اڑتا ہو۔ مگر امتیں ہیں متبادی مثل۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی دوسرے کتے بے خنزیر اور پرندے اُتر اُگدھ وغیرہ بھی متبادی ہی طرح امتیں ہیں۔ اب تم بھی اُمتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور اُمت کی اُمت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے ترا اگر اُمت وہابیہ کو اُمت دند گمان خنزیریہ وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ اُمت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیریہ ہم مثل ہیں تو اس سے اُمت وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی؟ اور دہونی چاہیے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس صحیح ارشاد الہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو متبادی اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں جب اُس مثال پر آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

”وہابی“ جی ہاں۔ اُن کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسری اُمتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا اَنْتُمْ خَيْرُ اُمَّةٍ تَمَّ بَہْتَرِ اُمَّةٍ ہو۔ اس واسطے جب ہم بہتر اُمت ثابت ہو گئے تو اسے کوادنے سے تشبیہ جائز نہیں۔

”محمد عمر“ واہ جناب! اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر اُمت ہونا یاد آگیا۔ اور یہ تپہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی اُمت میں داخل جی فوہلیں

کے یا نہیں۔ جب داخل ہر گے تب ہی تَرْخِیْزِ اُمّتِ بزرگے۔ اور جب اُمّتِ محمد رسول اللہ برسنے میں ہی آپ کو شک ہے۔ بلکہ تم ماثِلِ محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلو اتے ہو تَرْخِیْزِ اُمّتِ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُکُمْ خِیْرَ اُمّتٍ کے مخاطب تو ہم اخلاف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعوے تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعوے نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اس واسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی بنی پر تو ہمیں دوسری آیت جھٹ تماش کرنی پڑی جس نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کے مقابلے میں دوسری آیت اَلنَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو مجاہد دیا۔ کیونکہ اس آیت کریمہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ادویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی غیریت ثابت کرنے کے واسطے تم دور اُپلٹے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمّتِ خنزیر سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت کو تم بٹا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادویت کا سوال آچلے تو تم اَلنَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو چھوڑ کر اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر ہمیشہ غلام اور امتی ہونے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور گھنے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُکُمْ خِیْرَ اُمّتٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بطلانِ آیت سابقہ اُھم اَفْثَا لَکُمُ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

فہامی اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا یعنی بندہ مثلاً مَبْعُوثٌ الَّذِیْ اسْتَسْلٰ بِعَبْدٍ دہ پاک ہے اور ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت ناز میں عبد اُنا پڑھتے ہو۔ ہاں جو اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ

قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور نمازیں اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

محمد عمر " تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبدیت کی حرث ٹوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو مَلٰئِکَہٗ عِبَادًا

مُکَلِّمُوْنَ قرار دیا ہے۔ بلکہ فرشتے بندے ہیں بزرگی والے۔ تو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبد کے اطلاق سے فرشتے کے نہ ہونے

میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عبد کا کہنے سے آپ کے نور ہونے میں کوئی تناقض نہ ہو گا۔ کیونکہ عبد کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُجِّنَ

الَّذِي أَسْلَمَ لِيَّ بَعْبُكَ مَعْرَاجٍ کی شان کو بیان فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبد کا اطلاق فرمایا۔ تاکہ منکین معراج شریف کو یہ انکار کا موقع نہ ملے

کہ شاید آپ کو معراج روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بَعْبُكَ کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رُوحِ مَعْبُودِ اطہر نورانی میر

کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر ہے۔ اسی واسطے مقام شائیں لفظ عبد کا استعمال فرمایا۔

دوبابی " ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے۔ لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولایت بشری نہ

خاکی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

محمد عمر " زخرف ۲۵ { وَكُوفُنَا لِيَّ بَعْبُكَ مَعْرَاجٍ } الْأَرْحُفِ يَخْلَعُونَ رُوحِ اطہر نورانی میر

فرشتے بنادیں جو زمین میں غلیبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکیوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقتِ ربانی کے منکر ہو۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے) کہ قبول کئے ہو اور مِنْ الْفُتُورِ (بے شک اگر چاہے تو خاکی سے فوری پیدا کر سکتا ہے) جنت میں خودی فوری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ فوری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

”تم نے کہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اصحابی نے بشر نہیں کہا میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ مشرق ص ۵۳۰
شائخ ترمذی ص ۲۷۷ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ كَانَتْ بُشْرًا مِنْ الْبُشَرِ۔ حضرت بشاروں سے بشر تھے۔ تہار ایہ وعوے فاسد ہو گیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

”محمد ص ۱۱“ یہ حدیث خیر اماد سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی۔ (۱۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبد اللہ بن صالح راوی ہیں۔ لکن کے متعلق لکھا گیا ہے۔ قسب التقدیب ص ۲۷۷ عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبد اللہ بن صالح بہت غلط روایتیں بیان کرتا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تقدیب التقدیب جلد ۵ ص ۲۵۶-۲۵۷ عبد اللہ بن صالح لَئِنْ هُوَ بَشِيرٌ۔ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں۔ اِنْ شَاءَ كَانَ مَكْدِبٌ فِي الْخُدَيْثِ علامہ زہبی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔ قال احمد بن صالح لَئِنْ بَشِيرٌ احمد بن صالح نے بھی کہا۔ کہ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں۔ قال الشافعی لَئِنْ بَشِيرٌ امام شافعی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح مضبوط راوی نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اہل حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والے ایسی کچی بات احناف کے سامنے چہر زبان پر نہ لانا۔

(۹) مائدہ ۲۶ | رخصتیں اسے رگوں قہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والے،

اس آیت کریمہ میں ومغاورۃ کی لاکر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دو نون چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے نور کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا۔ تاکہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے میں شک ہو تو اس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۳) کتاب مبین بغیر رکششی کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اس کے واسطے کتاب مبین نہیں ہو سکتی۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵ | مَا كُنَّا لِنَشْرَبَ أَنَّ لِيُكَلِّمَ اللَّهُ الْأَخْيَارَ أَذْمِنَ قَدَارٍ
أَجَاب أَوْ يُزِيلَ رُسُلًا فَيُوحِيَ بِآيَاتِهِ تَبَارَكَ
إِنَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے (یعنی القار سے) یا پروے کے پیچھے یا جبریل بھیج کر وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانہ ہے۔)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا۔
 سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ
 ہر کلام پر سنے بغیر پوسے کے اللہ بغیر جبرئیل کے۔ چنانچہ ایک وفد کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ
 نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ معراج کی رات ساتویں رجب تھی تو
 اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بڑا ادا آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ماضی صَاحِبُ کُفْرٍ
 وَمَا عَوَىٰ دُمُہَارٍ اَدُوْسْت مَحْبُوْلٍ نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی یہ آپ کے نور
 ہونے کی بقیہ دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے
 کرنا اور آپ کے نہ بھولنے کی شہادت اللہ تعالیٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام
 یقین ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جبرئیل کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجے۔ اللہ کو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نور پاک چمکی مٹا دیتا۔ اسی واسطے ماضی سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ہی شان بیان فرمائی۔ پھر سوزہ المستہی سے آگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے
 گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی بھٹکنے
 کی طاقت نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد لباس و نیاوی تشریف فرماتے جس سے
 یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ
 کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جبرئیل کے فدی پر وہ سے
 زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس پاک میں اتنی نوری قوت کہ جس کو تجلیات البیہ و حانیہ
 ادوہ لباس اپنی قوت میں ملوث ہے جس کے لباس میں اتنی نوری قوت ہے اس
 کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے۔

النَّحْمُ شَہِدُ ۛ شَہِدُ مَا فَتَدَلَّی ۛ پھر قریب ہوئے انبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو استقبال کیا اُس نے راہ اللہ نے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا حجاب اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔

دَنَا الْجَبَّارُ رَبَّ الْعَشَمَتِ فَتَدَلَّى. اس حدیث بخاری شریف ۱۱۳۰ { سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَكَأَنَّ ثَابِتَ قَوْلِ مَسِيْنٍ اَنْ اَذْنِي تَرَوُ كَمَا نُوں کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَأَوْفَى اِلَى عَبْدِكَ مَا اَوْفَى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا سَأَى اَفْئَتْمُؤَدَّةً عَلَى مَا سَيَرَى۔ در القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جوٹ نہیں بولا جو دیکھا اُس نے۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اُس چیز پر جو دیکھا آپ نے، اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس قرب کے مقام پر بھی عبد کا فرمایا تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالیٰ نے رُوح بمعہ جسم اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ تَوَاتَتْ نَبِي عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا قَرَبِ فَاَتَبِ الْهَبِي سے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو نہ کہ مقربین سے بھی بالاتر ہو۔ نور خدا کی تو عالم ملکوت کو ملے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اُو اَذْنِي کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچنا اور بلا ٹھکان اور بلا مغربیت اجسامی بشاس ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی رویت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہو گئی اَوْفَى كَأَنَّ لَيْسَ بِاَنْ تُيَكْبَرُ اللہ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہو گئی۔

(۱۱) نور ۱۸ { مَثَلُ نُورٍ كَمِثْلِ شَوْجَةٍ فِيهِمَا مَصْبَاحٌ

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵ | جَابِرُ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى كَعْبِ الْأَحْبَارِ فَقَالَ
لَا خَدَاثَةَ فِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُ
تَوْرًا أَسْمَوْتِ وَالْأَرْضِ إِلَيْهِ فَقَالَ كَعْبٌ مَثَلُ تَوْرٍ مَثَلُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَشْكُوَّةٍ

تفسیر خازن ص ۴۶۰ | مَثَلُ تَوْرٍ مَثَلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَالضَّعَاكُ مَثَلُ مُحَمَّدٍ
تفسیر معالم التنزیل ص ۴۳ | صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَشْدَالُ تَوْرٍ خُصُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِ احَادِيثُ صَحِيحَةٍ

دلیل علی ترمذی شریف ص ۱۶۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَجْعَلُ
تَوْرًا فِي قَلْبِي وَنُفْسًا فِي قَلْبِي وَتَوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَ تَوْرًا
مِنْ خَلْفِي وَ تَوْرًا عَنْ يَمِينِي وَ تَوْرًا عَنْ شِمَالِي وَ تَوْرًا مِنْ فَوْقِي وَ تَوْرًا
مِنْ تَحْتِي وَ تَوْرًا فِي سَمْعِي وَ تَوْرًا فِي بَصَرِي وَ تَوْرًا فِي شَعْرِي وَ تَوْرًا
فِي بَشَرِي وَ تَوْرًا فِي لَحْمِي وَ تَوْرًا فِي دَمِي وَ تَوْرًا فِي عِظَامِي اَلَا تَعْظُمُ
فِي تَوْرًا اَوْ اَعْظُمُ تَوْرًا اَوْ اُجْعَلُ فِي تَوْرًا - ابن عباس سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا - اے اللہ کر دے تو تو کو میرے بدل
میں اور تو میری قبر میں اور تو میرے آگے اور تو میرے پیچھے اور تو میرے دائیں اور تو
میرے بائیں اور تو میرے اوپر اور تو میرے نیچے اور تو میرے کان میں اور تو میری آنکھ

میں اور نور میرے بائیں اور نور میرے بلع میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے
خون میں اور نور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو بڑھادے اور مجھے نور عطا کر
اور مجھے ہی نور بنا دے۔

”وہابی“ اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

”محمد عمر“ تم نمازیں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِنْ شَاءَ اللہ الصَّوْطُ
المُسْتَقْتَبِرُ کہ اے اللہ میں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا
نمازیں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قبلہ رخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراط
مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو نہیں
بلکہ ترقی درجات کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے
پاس موجود ہو۔ اُس کے نطف حاصل ہونے پر اُس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اُس
کا نطف اُسے حریص بنا دیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نور بن کر ہی تشریف
لائے۔ اور آپ کا تمام جسم اطہر نور ہی ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے
روبرو ہوتا ہے تو نور کا نطف آپ کو زیادتی نور پر زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بنا پر
آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بخاری شریف ۳۴۳؎ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ بِمَشْکُکُمْ مِّنْ تَبَہِئِیْ مِثْلِ
نہیں ہوں۔

عن ابی سعید الخدریؓ اِنِّیْ لَسْتُ کَفِیْتُکُمْ نَبِیْ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری بیہیت جیسا نہیں ہوں۔

۳۔ ابوداؤد ۱۱۶۴؎ ترمذی شریف ۹۷۱؎ عن ابی ہریرۃ قال قال

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى كَنْدُ مَبْتَلَى - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بنی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کون ہے تمہارا میری مثل -

اس حدیث پاک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمادیا - کہ تم سے میری مثل
کوئی نہیں ہو سکتا - اور مشیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی - کسی صورت میں کوئی آپ
کا مماثل نہیں ہو سکتا -

۴ - طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱
عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي
دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاعَ مِنْهَا
كُلَّ شَيْءٍ - (حضرت انسؓ سے روایت

ابن ماجہ ص ۱۱۹

ہے - آپؐ فرماتے ہیں - کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے - تو
مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپؐ نے روشن کر دیا -

۵ - تاریخ کبیر
جلد اول قسم اول ص ۱۷۷ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ رُوحَهُ قَبْلَهُ وَلَا يُجْلَدُ
مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالِدُ رَسُولِ اللَّهِ (حضرت علیؓ کرم
اللہ وجہ فرماتے ہیں - کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد
میں)

۶ - مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۸
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
الشمس تجزي في وجهه (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے - انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا - گویا کہ سورج آپ کے رخِ انور
پر چل رہا ہے -

۷ - مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۸
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

علیہ وسلم اذْ اَتَاكَ لُرْدِيَّ كَالْثَوْبِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيَا
روایۃ الامامی دابن عباس سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے دانت مبارک کھلے تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں
مبارک سے نور کی طرح نکلتا تھا،

۸۔ مستدرک $\frac{۲}{۵۸۱}$ کعب بن زہیر نے قصیدہ بانس سعاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
الذی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْلَا أَنَا لَمْ يَخْلُقْ بِي بِلَا شَيْءٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَتَّةُ لَوْلَا بَيْنِي
سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

اگر آپ نور نہ تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعب بن زہیر کو منع فرما دیتے۔ اگر نہیں تو
آپ بلا شک نور ہیں۔ اور یہی غنیہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا۔

۹۔ مستدرک $\frac{۳}{۳۲۴}$ وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتْ
الْأَرْضُ مِنْ وَضْأَتِكَ يَنْبُوتُكَ الْأَنْبُوتُ
اسْتَبْعَاب $\frac{۱}{۱۶۱}$ فَتَعْنُ فِي ذَٰلِكَ الْفَضِيلَةِ وَفِي الْكُودِ
وَمُسْبِلِ الثَّمَرَةِ يَخْتَرِقُ۔

اور آپ جب پیدا کئے گئے یا رسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے
آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔ اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے
رستوں میں چلتے ہیں۔

۱۰۔ کنز العمال $\frac{۶}{۳۸}$ عَنْ عَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ
أَيُّ رَسُولٍ اللَّهُ إِنَّكَ تَأْتِي الْخُلَاقَ فَلَا تُرَى
شَيْئًا مِنَ الْأَذَى إِلَّا إِنَّا نَجِدُ رَأْسَ نَجْدَةِ الْمَيْلِ۔

دعا اللہ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

بے شک آپ بیت الخلا پاخانہ کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز کو آپ کے فضلہ مبارک سے نہیں دیکھتے سوئے اس کے کہ ہمیں کمزوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارک کی حقیقت۔

۱۱۔ مستدرک ۲/۴۱۶ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرِقُ وَجْهُهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّرَ اسْتَنَاءَ وَجْهُهُ مَا شَاءَ قِطْعَةً قَسَمَ وَكَانَ يُعْرِتُ ذَلِكَ مِثْلَهُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

دکعب بن مالک سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رخ الزہری کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک لڑھکاتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

۱۲۔ استیعاب ۴/۴۷۴ عَنْ عَامِرِ بْنِ دَاوُدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَيْ سَلَّمَ يَرَى قَبْدَ إِنْ الْبَنَى مَوَ الدُّرُ الَّذِي كَشَّطَتْ بِهِ عَنَّا مَاضِينَا وَبَا قَرِينَا بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نرم ہیں کہ کل گئیں اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہیں۔

۱۳۔ مستدرک ۲/۴۱۶ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا اخرج منی

نُورًا اَصْنَعْتُ مِنْهُ قُصُورَ الشَّامِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ (مجھ سے نورِ نکلا جس سے
شام کے مملات روشن ہو گئے)۔

جس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ
ماجدہ پر صحیح اعتماد ہو اُس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کو مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیر انداز پہاڑ
آپ کے نور کے آٹے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک کو معظمہ کے
بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے مملات پر نظر پڑے۔ تو وہاں بھی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

اِنَّهُ دَلِيلٌ مَّقْطُوعُ السَّرَبِ { ۱۴۔ کنز العمال ۳۰۱/۶ }
بے شک آپ پیدا کئے گئے ناف کٹی
ہوئی۔ { ۲۴۲/۵ }
زرقانی

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن
مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن
پاک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ خون نہیں۔

۱۵۔ مستدرک ۶۳/۴ { ام ایمنؓ نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم مسکرائے سختی بَدَتْ نَوَاجِدُ
یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا يَفْقَعُ
بَطْنُكَ بَعْدُ أَبَدًا (نہیں تکلیف ہو گی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے
تم کلی کر یا جلاب سے لو بلکہ یہ فتوے دیا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے
کے بعد کبھی دکھے گا نہیں۔

عن انس بن مالك قال رفع يديه
۱۷۔ بخاری شریف | احسن روایت بنیاض البطنیہ و حضرت انس
 نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ
 کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی۔

ثابت ہوا کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا کہ کپڑوں کے اندر سے باہر پھوٹ
 رہتا۔ اور بغل میں باوجود کہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود
 زری ہونے پر دال ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح مرفوع متصل جو ایسا نہ کہ
 نے کافی دلیل ہے۔

عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی اللہ
۱۸۔ مواہب اللدنیہ | علیہ وسلم ظلک کمدیکن مع الشمس
 قطرا لا غلب صوفی صوفی وقال ابن سنی کان صلی اللہ علیہ وسلم
 مکاتہ اذا مشی فی الشمس اذا انقلب لا یظلمہ لہ ظلم لان النور لا یتظلم
 ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ
 نہیں ہوئے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب رہتا۔ اور ابن سنی نے کہا کہ آپ
 فوتے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا،
 معلوم ہوا کہ خاکی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مل کر کے نور بن جاتا تھا اور اس کا
 سایہ ہوتا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ امیر بن حفیر اور
۱۸۔ مشکوٰۃ شریف | عباد بن بشر و زید بن علی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات
 سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دوبارہ رسالت سے رٹے تو حدیث پاک کے الفاظ

ہیں دیکھیں کہ اگر ایک منہ عَصِیۃ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِہَا لِمَا
 حَقُّی مَسْکُیًا فِی مَوْعِدِہٖ حَتّٰی اِذَا اِنْفَلَتَتْ بِہِذَا الطَّرِیْقِ اَضَاءَتْ لِاَحَدِہَا
 اور ہر ایک کے ہاتھ میں اُن دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں۔ قرآن دونوں سے
 ایک کی چھڑی روشن ہو گئی۔ جتنی کہ اُس کی روشنی میں وہ دونوں چلے۔ یہاں تک جب
 اُن دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی
 دوسرے کی چھڑی کو روشن کر دیا،

جب ایک کلمی کی چھڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس کرنے سے آپ کے
 زریہ پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور گزری وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور
 آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ کو پر پشت ڈال دے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے
 جس کے متعلق اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں یُعِدِّی اللّٰہُ لِبُورِکَ مَنْ یُّشَاقُّ دُورَہٗ
 مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے
 اللہ تعالیٰ ہر مومن کو کہ گو تو نورِ نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت
 مشیتِ الہیہ پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب
 فرماتا ہے۔

۱۹۔ کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرمائیے۔ تو خطبہ میں ہی شاید ہدایت نصیب
 ہو جاتی۔ وَ اَمَّا اَبَہُ الْاِقْتِدَانِ سَلِیْقِ رَاوِدِی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ
 اقتدال ہے۔

۲۰۔ تفسیر محمدی ۱/۲۲۲ کو ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ النجم
 کے بیان میں لکھا ہے کہ
 جبروم غالب ہوئی تیرے اوپر نور الہی
 تے بشریت ناب و ہر باسی چھڑی اول ابی

۲۱۔ مودی نور حسین صاحب گھر جا بھی یوں دلفظ نہیں۔۔

فضائل مصطفیٰ علیہ السلام وادوسلم ص ۵۷

ہلوہ و کجی کے نور محمدی واکفر شرک نے جاجرٹوں چلیاں فی
جتنے بدرمیر وافر چکے اونٹنے رندیاں کدوں سیاسیاں فی

۲۲۔ مودی ثناء اللہ صاحب نے کتاب ذوق حید میں اپنے آپ کو سات

دفعہ ذکر کیا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نور نہیں؟

دیوبندی :- کچھ اعتراضات عقلیہ کی تسلی چاہتا ہوں۔

محمد عمر :- ضرور تسلی فرماؤ۔

دیوبندی :- جب تمہارے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور حاضر

محمد عمر :- فرشتے تمہارے نزدیک نور ہیں یا نہی۔

دیوبندی :- نور ہیں۔

محمد عمر :- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

النفس طست است :- اِنَّ عَلَيْنَا لَلْخَافِيَيْنِ كَذِبًا مَا ظُنِبْنَا يَنْتَظِرُكَ

تم پر دو کرنا کا بتین محافظ فرشتے ہیں، تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ
دو نور فرشتے مقرر ہیں۔ تو اندھیری رات میں ان کی روشنی ہر جانی چاہیے۔ حالانکہ ایسا بھی
نہیں ہوا۔ تمہیں چاہیے یا ان کے نور کی ہونے سے انکار کرو۔ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے

سے انکار کرو۔ حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور ان کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ یا سلوم
بڑا کہ ان کی ذرا نیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفضل بیان فرمایا ہے۔ (۲) اَللّٰهُ يَنْزِلُ فِي السَّحَابِ

وَالْمُرْسَلَاتُ دَاخِلٌ فِي السَّحَابِ وَهُوَ الَّذِي يَنْزِلُ فِي السَّحَابِ وَهُوَ الَّذِي يَنْزِلُ فِي السَّحَابِ

اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ جس سے اعلیٰ
 کوئی اور نہیں۔ اور نہ بڑا اور نہ ہو سکتا ہے۔ نور سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی اللہ
 تعالیٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے چہرہ بھی اندھیری راتیں برپا ہوتی ہیں معلوم ہوا
 کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا اتہار کام نہیں
 ایسے ہی اثر تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی بے مثال نور ظہر فرمایا جن کو
 دیکھنے والے یا نور ہی ملا سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جو ہر وقت آپ پر کوہ پڑھتے ہیں۔
 یا اویسے کریم کی نوری آنکھ آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے بنی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے جیسا بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور
 محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے محمد حسن
 صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں:-

(۱) مرتبہ صلا:-

چھپائے جا رہا تھا کیونکہ شمع روشن کر
 مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نور مجسم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نور مجسم صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی صلا:-

رہا جمال پر تیرے حجاب بشریت
 نہ بانا کوئی کچھ بھی کسی نے جز تار
 اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نافذی جو ہائے مدد سے دیوبند ہیں۔ وہ
 حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پڑ
 رہا ہے آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا
 کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر
 ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت

کو سمجھ کر معتزض بنے ہو یہ کوفے ایمان کا جزو ہے

مولوی حسین احمد صاحب یونیدی شہاب ثاقب

۳- امداد السلوک ص ۲۱

ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب "امداد

السلوک میں صحابہ رضوان اللہ جمیعین کی شان

شہاب ثاقب ص ۵۹

کے متعلق بیان فرماتے ہیں: صفات بشری

ایشان بالکل مضمحل گشت: صحابہ رضوان اللہ جمیعین کی صفات بشری بالکل مضمحل ہو

گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں: دل و جان ایشان نور محض

گرمیدند: تابعین کے دل و جان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نور محض اور نور گر کو اپنے مبیہا

بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماوے کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے

سے نور کی طرف لا تا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے۔

دفتر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص ۱۷۱ مجد الف

۵- مکتوبات شریف

ثانی سرمندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق بیع

یتبع فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ اصلے اللہ علیہ وسلم کہ با وجود نشاء عنصری

از نور حق جل و علی مخلوق گشت است مناقال علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت

من نور اللہ و جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی

پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد کی

پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری

پیدائش کے اللہ جل و علی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی: کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک عزوۃ احد میں شہید نہ ہوئے

ویا کہ اگر اُس نے کہا ہے جواب دیتے ہوئے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
نفیبت کیا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اور تو بہ نہ منظور کی جائیگی۔ اور اگر ذکر کیا اُس نے
آپ کو صلحا کے ذکر میں یا ارادہ کیا اُس نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہے میں تو بیشک
اُس کو مارا جائیگا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام
میں کہا اُس نے قتل کیا جائیگا اور تو بہ نہ منظور کی جائیگی۔

فتہار کے اس فتوے کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتنے لگالیں۔ اس کے
برضات تم کوئی فتہار کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انصار اللہ دکھا سکو گے۔ فَإِنْ
لَّمْ تَفْعَلُوا مَنَافِعُ النَّارِ الَّتِي فِيكُمْ هِيَ النَّارُ الَّتِي فِيكُمْ هِيَ النَّارُ الَّتِي فِيكُمْ هِيَ النَّارُ
الَّتِي فِيكُمْ۔

فرقہ دہا بیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ شرک کہتے ہیں

تم سوچو کون ہو؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کے دلائل

۱، اَسْمَعُ فَلَکِبْتَ اِذَا جِئْنَا مِنْ حَضْرَتِنَا بِشَيْءٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی
لَهُ لَا مَشْهُدَ اِذْ یُحْضَرُ کُلُّ شَیْءٍ رَّحْمٰتِیْ عَلٰی مَا یُرِیْ عَیْنَیْ
اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام امتوں پر گواہ،
اس آیه کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امتوں پر گواہی لی

جائیگی۔ اور فظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے
 ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔ اور شہادت صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے
 ہی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ شہادت کا ذبح کہلائے گی۔ یا شہادت علی الشہادت کہلائے
 گی۔ شہادت کا ذبح تو معاذ اللہ آپ کی طرف تر نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور شہادت
 علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا
 (۲) احزاب ۲۲ ﴿۲۲﴾ وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَبِرَأْيَا
 قَنِيزَا۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے
 والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اُس کے اذن کے ساتھ لگانے
 والا۔ اور چراغِ فردینے والا یا سورجِ فردینے والا)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مطلق شاہد نامہ فرمایا۔
 جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ ل لائے نہ علی جس سے صاف ظاہر ہے کہ
 مطلقاً بر خلق پر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی اذروئے تفسیر
 ملاحظہ ہوں۔

تفسیر خازن ۱۹۲ ﴿۱۹۲﴾ میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

يونس ۱۱ ﴿۱۱﴾ كُنَّا عَلَيْكُمْ تَحْفُودًا ۖ إِذْ لَفِضُونُ بَيْنَهُ دِمْتُمْ بِرِ عَاضِرٍ مَرْتَةٍ
 یونس ۱۱ ﴿۱۱﴾ ہیں جب تم اس میں عمل شروع کرتے ہو،

۲۔ سورہ یوسف ۱۲ ﴿۱۲﴾ وَشَهِيدٌ مَّشَاهِدٌ بَيْنَ أَهْلِكَ (اور اگر وہی
 دی حاضر ہونے والے نے زمین کے اہل سے)

یہاں شاہد کے معنی شاہدہ کرنے والے کے لئے گئے ہیں۔ اگر شاہد کے معنی نہ

ہے جہاں تو زمانِ خداوندی مساواتِ خلق ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ بروج ۳۱ ﴿وَشَآهِدُوا قَسَمًا لِّدِينِهِمْ هُمْ مَشَاهِدٌ لِّمَا كُنُوا فَعَلُوا﴾ اور مشاہدہ کئے گئے کی، اس کو ترجمہ تفہیم میں ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر: ﴿تَفْسِيرُ ابْنِ كَثِيرٍ﴾ ﴿مَنْ ابْنُ قَبَائِسَ قَالَ اشْهَدُوا﴾ ﴿هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾

(مشاہدہ کرنے والے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)

تہار سے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھنؤ کے واسطے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔
تفسیر محمدی: ﴿ہم﴾ ایک اکھن شاہد بنی محمد ہے مشہور قیامت

۳۔ فتح ۲۶ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَآهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا،

۴۔ مزمل ۲۹ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ رَسُولًا شَآهِدًا عَلَيْكَ﴾ ﴿كَلَّا أَمْ سَلَّمْنَا ابْنِي وَتَعَزَّوْنَا بِرَسُولِنَا﴾ (میشاک

تہار کی طرف ہم نے رسول جیسا ہے جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول جیسا،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ کو
مقام علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر
و ناظر ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تمام کو بلا تعلق مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

۵۔ سبا ۲۶ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ ﴿وَذِكْرٌ لِّلنَّاسِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ اور انہیں جیسا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام
لوگوں کے لئے بشیر و نذیر۔ اور لیکن بہت دُک نہیں جانتے،

۱) عہد فارسی کا غاصہ ہے۔ آگے عَلَیْکُمْ کا خطاب عام فرمایا جس کی شرح پہلے جمیعاً کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تریہاں مخاطب تمام ہی ہو گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے شَہِیْدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَہِیْدٌ مِثْلُہُمْ کے باب سے نکلا ہے۔ اور فِیْہِیْل کے وزن پر مبیذہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دو ام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی حامل فعل سے وہ ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَہِیْدًا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دائمی اگر تسلیم کی جائے تو شہید پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر ملکر نہ تسلیم کی جائے تو حقیقت معزٰی سے انکار ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھ جائیں گے یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو دیکھو ان اللہ سَوَّلَ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کے معنی بگاڑ سکو گے۔ بہر حال تم کو اس آیت کریمہ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وَیَشَہِدُکُمُ الْمَظْہَرُ الَّذِیْنَ رَاوْا مَا حَضَرَہُمْ لَکُمْ اُسَے مقرب رکھ، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

۸۔ کہف ۱۵ اَلَا نَعْلَمُ اَنَّکَ بِالْعُشْیْرِ یَبْرِیْدُ وَاَنْتَ وَجْہُہُ وَاَنْتَ

لَعَدُ عَلَیْنَاکَ عَذْرُۃً دَاوْرًا ثَابِتًا رکھے ریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو ان سے نہ پھیرے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اُس کا ذکر کرتے ہیں ان کے واسطے خدا کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت ان

کے ساتھ صحیح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص ہے ایک اُن کے لئے بھی آپ کی توجہ اُن سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زمان کسی مکان میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

وَلَا تَطْعَمُوا فِي الْبُيُوتِ بِيَدِ الْعَوْنِ سَاءَ مَا يَحْكُمُ الْقَوْمَ

۹۔ النعام ۶۱ وَالْعِشْيَةِ يُرِيدُونَ وَجْهَنَا وَارْتَمَوْا بِنُحُورِهِمْ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں کو جو خاص اُسی کی رضا کے لئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں،

اس حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا اب تم کہہ رہی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے مسئلہ میں اُن کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہذا اُن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں۔ اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے روگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعراض کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاعْرِضْ عَنْ مَن تَدْرِي عَنَّا ذِكْرُنَا (اور اعراض فرمائیے،

نجم ۲۴} یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے جس نے

ہمارے ذکر سے منہ پھرا،

اگر تم اللہ تعالیٰ کو غلوں دل سے پکارتے ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۰۔ توبہ ۱۳

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَهُ اللَّهُ عَنْكُمْ وَرَسُولُهُ
 علیہ والہ وسلم عمل کرو تم جلدی و یکدم سے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اُس کا رسول
 اور مومنون ابھی یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نازل ہونے کی
 شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب روایت کے مراتب بھی بیان فرما دیئے۔ سب
 سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کے اعمال کی روایت کو اپنی ذات کے
 واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناظر ہیں۔ اس واسطے انکو
 کے عوم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روایت کو ان کے
 واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ ادویائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے اس
 واسطے ان کی روایت کا ذکر نہ سُنو لہذا کے بعد المؤمنون سے مدخل کر دیا۔ کہ ادویائے
 کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمال کو۔

۱۱۔ فرقان ۱۸

تَبٰرَكَ الَّذِي سَخَّرَ الْفُسُوقَ اَعْلٰى عِبَادِهِ
 جس نے امارا فرقان کو اپنے بند سے پرتا کہ ہر جائیں آپ تمام جہازوں کے واسطے ڈالنے والے
 اس آیر کریم میں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا
 انصاف سے ذرا سوچئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا ان کی
 نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے؟ یا جس عالم میں ان کی ذات موجود نہ ہو۔ ان کے
 واسطے نذیر بن سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت
 تمام عالمین میں ضروری ہے۔

۱۲۔ انبیاء ۱۷

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا نَذِيرًا لِلْعٰلَمِيْنَ (اور نہیں بھیجا
 ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تمام جہازوں

کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تم میں موجود ہیں۔ اس آیت کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشاد الہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو

لَا تَطِيعُ مَنْ أَغْلَقْنَا قُلُوبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَابْتَغَىٰ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرًا قَسِيًّا

کے رُوسے تمہارا دل بھی ذکر الہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام حد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔ اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

وہابی

کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان کو کبھی دیکھا؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

محمد عمر

(۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اس کو ہی تم ہمیں دکھلا دو معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اُس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

إِنَّكَ بَيِّنَاتٌ كَذِبُهُمْ وَكَيْبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا شَرُّ لَهُمْ فَإِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَفْلِيَاءَ

۱۲۔ اعراف

لَئِيْنِ لَا يُؤْمِنُوْنَ دے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اُس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو بنایا ہے۔ بے ایمانوں

کے واسطے اولیاء اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کی رویت اور اُن کے حاضر و ناظر پر ایمان لانے سے تو مشرک نہ بنو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرماوے تو اُس کا صاف انکار کیا جاتا ہے اور شرک کہا جاتا ہے۔

وَتَرَاهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

۱۵۔ اعراف $\frac{9}{24}$

۱۵۔ اشکاف ۲۴۳ آر اور ملا حنفہ فرما رہے ہیں آپ دیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کر۔ اور وہ تکتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے۔ اس آیر کہ میر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور غائب ہونا دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھبراہوا ہے اور قرآن مجید پر بھی ہت رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

اَذِيْلَقُوْنَ اَفْلَا مُمْمَرًا يَهُمُّ بِكَفْلِهِ مَرْيَمُ اَرَدُوْكَ

مقام پر فرمایا: وَمَا كُنْتُ بِعَذَابٍ الْعَزِيزِ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ الْأَمْرَ وَمَا كُنْتُ مِنَ الشَّاكِكِينَ۔

ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد مکرّم
متمہاری بیان کردہ آیات قرآنی سے موجودیت ذاتی مراد ہے جس سے
ہنی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَخْضَعُوا لِدَعَايِ
وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْأَوْعِيْدِ رَنَّهُ حُكْمًا وَتَمَّ مِيرَے پاس مالا مالہ تحقیق میں نے
نہاڑی طرف دجید پہلے بھیجا ہوا ہے ا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو لَا تَخْضَعُوا

لَئِنْ فَرَاوَيْتُكَ۔ کیا اللہ تمہارے سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟ نہیں۔ یہاں تو بعد ذاتی مراد ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں لیکن بعض کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بعد ہے اور بعض کو باعتبار ناظر ہونے کے بعد پر حاضر ہیں چنانچہ اہم ماضیہ کی رویت آپ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا عَادٌ فَأَهْلِكُوهُمْ أَطْرَافِ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ
۱۶۔ حاقہ ۲۱

مَحْشَرًا فَنُزِلَ الْقَوْمُ فِيهَا صَرْصَرًا عَاتِيَةً كَانَتْ لَهُمْ أَطْرَافُ خَاوِيَةٍ فَمَعَلُ شَرِّ نَهْمٍ مَقْبُورًا قَاتِيَةً۔ اور لیکن قوم عاد تو ہلاک کئے گئے وہ محشَر میں ہوا اور جسے گزرنے والی ہوا کے ساتھ چھپے لگا دیا اللہ نے اُس ہوا کو یعنی مسلط کیا اُس نے اُس ہوا کو قوم عاد پر۔ سات راتیں اور آٹھ دن بے درپے۔ پس ملاحظہ فرماتے تھے آپ ریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اُن آیام و ایام میں گری ہوئی گریا کہ وہ کجھوڑ گری ہوئی کاؤٹڈھ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ ریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُن کا کوئی باقی؟

اس آیه کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قوم عاد کے عذاب کے تمام ہفتہ ملاحظہ فرمانا ثابت کر دیا۔ جو فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا سے ثابت ہے۔ اور اس وقت چتے چتے اور ذرے ذرے کی رویت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فَمَعَلُ شَرِّ نَهْمٍ مَقْبُورًا قَاتِيَةً سے ثابت کر دیا۔ اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ فرمائیے

ابن جریر ۲۱۔ ۲۱۔ فَتَرَى الْقَوْمَ عَادٍ فِي تِلْكَ الشَّيْخِ اللَّيْسَانِي وَالْثَمَلِيَّةِ

الْأَيَّامُ دِيسَ دِيحَتِي تَحْتِي تَمَّ رِيَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللہ علیہ وسلم قوم عاد کو اس سات راتیں اور آٹھ دنوں میں اس آیه کریمہ مذکورہ بالا سے بعد اس کے ترجمہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت

ام ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اُس حاضری کی ہیئت کذا یہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریم پر ایمان لانے کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔
اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

۱۷۔ اعراف ۱۸۱
اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ
اکی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے ثابت ہوا
کہ رحمت اللہ مومنین کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔
اور وہی مومنین سے ہیں اور مومنین کے واسطے رحمت اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمت اللہ نبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ہیں۔ لہذا آپ مومنین کے قریب ہوئے معلوم ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ مومنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور
ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرب مومنین کے ساتھ کتنا ہے
اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

۱۸۔ احزاب ۲۱
اَلَّذِیْ اٰذٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ
اَمْ كُنْتُمْ مَعَهُمْ اَوْ كُنْتُمْ اِلَیْہَا حَاضِرِیْنَ

اٰذٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْمُہَاجِرِیْنَ
قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی امیں
ہیں۔ اور کشتہ دار بعض ان کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین
سے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین
کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر الہ داخل فرمایا تاکہ فائدہ عموم کا دے۔

جس میں تمام مومنین ابتداء سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب ان کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قریب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین سے ہے۔ اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ میں لفظ اولیٰ کا دوازدہ فرمایا تاکہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب میں سرگرمی سے مراد لے لی۔ مہیا کہ آل عمران ۳۱ میں مذکور ہے۔ إِنَّ أَوْلَىٰ الْمَنَاسِرِ بِإِبْرَاهِيمَ لِذِلِّهِ أَخِي أَخِي وَهَذَا الْيَقِينُ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ شَكٌّ لَّهُمْ لَا يَكْفُرُونَ اٰلِہِمْ عَلَیہِ السَّلَام کے ساتھ دو لوگ ہیں جنہوں نے ان کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ، اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب نزدیک تر لے لی ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبند یہ بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں جس کا ذکر اخیر میں ابھی آ رہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر بر اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

دلائل حاضر و ناظر از احادیث صحیحہ

۱۔ انسائی شریف ۲۷۱ | دُنِيَائُنَا فَعَنَّا۔ میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے

ساتھ اُس کی جان سے۔ جس نے چھوٹا قرعہ کو تو مجھ پر لازم ہے، اُس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرمادیا۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارا لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بَیِّنَاتٍ مُّؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لا مکان

پہرے کیوں تشریف لے گئے؟ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے۔ در نہ جانے کا کیا مطلب۔
محمد عمر خدا تعالیٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے۔ اور تَعْنُ اَقْرَبُ الْيَدِ مِنْ
 حَبْلِ الْاُذُنِ یَدِ رَحْمٰتِہِ رُک سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اُس
 نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لامکان پر مدعو فرمایا۔ تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں
 کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر
 ہونے میں فرق لازم نہ آئیگا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا دُخِنَ فِي
 قَبْرِهٖ وَقَوَّى عَنْهُ أَصْحَابُہٗ إِنَّہٗ لَيَسْمَعُ
 تَرَعًا يَنْتَابِلُہُمْ قَالَ يَا بَيْتِہٖ مَدِکَانَ
 فَيَقْعِدُ أَيْہِمْ فَيَقُولَانِ لَہٗ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ قَالَ
 فَلَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْہَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَہٗ۔

۲۔ مسلم شریف ۲۸۶

نسائی شریف ۲۸۸

انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ
 اُن کے جوتوں کی کڑکڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے
 منکر نکیر آتے ہیں تو اُس کو بجاتے ہیں۔ پھر اُس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اُس شخص کے
 بارے میں۔ اور اسی مقام پر بخاری شریف ۱۱۱۸ میں مذکور ہے۔ مَا كُنْتَ تَقُولُ
 فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس
 رجل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں، آپ نے فرمایا یٰ اٰیُّہِیْنَ مُؤْمِنِیْنَ کہتا ہے
 میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اُس کے رسول ہیں انعام
 دئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر

ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبر میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اسی
وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی
وجہ و اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد وقات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ
حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں مدے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو
اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی
کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور غرض کہ بلا نرم و بلا مراقبہ بلا شافہ
زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبر میں اہل قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دار و مدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض
بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر
میں مچھلیاں نکل جائیں اور غذا بنائیں تو وہاں بھی تکبیر آپ ہی کی ذات بابرکات
کو جوفنس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم برزخ
میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی
اور روضہ اطہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پخت
نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف
فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:-

۳۔ بخاری شریف ۱۰۵۳ { اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَىٰ

فِي الْمَنَامِ رَسِيْدًا اَوْ فِي الْيَقِيْظَةِ وَكَأَنَّمَنَّهُ الشَّيْطَانُ فِي الْبُحْرِ يَهُوْهُ
روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے
تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل

نہیں بن سکتا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قید زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرکہ مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے۔

۴۔ ابو داؤد $\frac{1}{2}$ ابن ماجہ $\frac{5}{2}$

عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بہیقی شریف $\frac{2}{222}$

وَسَلَامُهُ يَفْعَلُ اللَّهُ بِكُمْ شَيْئًا فِي أَبْوََابِ رَحْمَتِكَ۔ (ابن حمید ساعدی سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فِيْ اَبْوَآبِ رَحْمَتِكَ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخول مسجد کی دعا سے پہلے السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ لے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو اسلام علیکم یا رسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے۔ تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے دیا۔

الحمد للہ تمام روئے زمین کی مسجدیں تو تم حاضر و ناظر مان گئے۔ اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

۵۔ بخاری شریف $\frac{1}{2}$

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْطَيْتُ خُصْمًا لَمْ يُعْطِ لِيْ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ۔ جُعِلَتْ لِيْ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَأَهْلُهَا رَجُلًا يَخْلُفُنِيْ

عطا کی گئی ہیں اللہ کی طرف سے، جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا،

اس حدیث سے تمام روئے زمین جی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

کیا بے مقامات پر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تہا را گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جملہ بھی نبی علیہ اسلام حاضر و ناظر

وہابی

ہوتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کو اُن بے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کی نسبت اُن بے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اُس کو اُن مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اُس کو بانٹنے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی اُن مقامات کی ضرور ہوگی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے اُن مقامات متنفذ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم اُن گندے مقامات پر اور اوقات متنفذہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن وقت گذرنا مثلاً آپ کو پیٹھے میں پاخانے آرہے ہیں۔ اور آپ اُس چیمش میں اُس اٹھے وقت پر ادھر پانچا نہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیجا منتہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے تو کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر تہا را سے اس متنفذہ وقت اور متنفذہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور زجر فرمایا گیا۔ یا نہیں۔ اور اگر معافی عنایت فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے گندے مقامات پر بھی حاضر و ناظر ہے؟ نہیں۔ مالاکنہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اُس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے جس کی کابریں دیوبندیہ و بابیریہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص ۳۳ بَلَّغْنِي صَوْتَهُ حَيْثُ كَانَ رَجَبٌ مَّصْلَىٰ كَأَوَّلِ بَهْتِیَا ہے جہاں بھی ہو،

۴۔ ابو داؤد ۲۲۳۱ { اَنَّ اَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَاعَشَدًا فَقَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَقِيَّتْ لَاهْلِكَ قُلْ

اَلْبَقِيَّتْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ } اپنے گھر کا تمام مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہے۔ آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکرؓ تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں اُن کے واسطے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر پر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا تو تم حاضر و ناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن و حدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے والے پر فتوے دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟ آئیے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوقت جنت زوہدین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

حدیثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَسْلَمٍ شَرِيفٌ ۲۰۹ { اُحَادِثٌ قَالُوا اخْبِرْنَا عَنْ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ

مَنْ انس بن مالك قَالَ كَانَ ابْنُ لَاحِي طَلْحَةَ يُشْنِكُنِي فَنُذِرُجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَبِضَ
 الْقَبِيضِي فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِي قَالَتْ أَمْرٌ مُسْلِمٌ هَذَا
 مَسَكَنٌ مَا كَانَتْ تَقْرُبُ إِلَيْهِ الْعِشَاءُ فَمَتَعَنِي ثُمَّ اصْنَابَ مِنْهَا فَلَمَّا نَزَعَهُ
 قَالَتْ وَرَأَيْتُ الْقَبِيضِي فَلَمَّا اصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعَزَّ سَتَمُ الدَّيْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَلَمْ تَمْرَبْ بَارَكَ
 لَهَا نَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ أَحْمِلُهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّتُ مَعَهُ بِتَمْرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو روکا فوت ہو گیا پھر جب
 ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پیچھے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت
 ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فاسخ
 ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ
 فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار
 اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع
 کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی کہ ایسے صابریں کریں
 کہ ایا اللہ برکت کر تو آپ کی دعا سے، ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا
 تو مجھے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا رکھتی کہ تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت میں لاؤ پھر میں اس نے بچے کے ساتھ کجوری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعَزُّنَا اللہ فرمایا کہ کیا تم نے جہاں کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوہدین کے جنت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراما کا بتیں ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کی واسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری وائے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمایا وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صغیر پر اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْمَسْلُوكَةُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔ جب نماز کی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے یعنی با وضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا نماز الہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مومنہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی فائز پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اب نماز کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے دہلانی ذاب مدین حسن خاں جھوٹا پالی بھی سہی لکھتے ہیں۔

۸۔ مکمل انجام شرح بلوغ المرام ۴۵۹/۱ آنحضرت ہمیشہ نصب العین

در جمع احوال و اوقات خصوصاً در حالات عبادت و نورانیت و انکشاف و این محل
بیشتر و قوی تر است و بعضی از عرفا قدس سرہ گفتہ اند کہ اس خطاب بہت سرِ جان حقیقت
محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام و در ذرا کہ موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم در ذواتِ مصلیٰ موجود و حاضر است پس مصلیٰ باید کہ ازین معنی آگاہ
باشد و ازین شہود غافل نہ ہو تا با نورِ اقرب و اسرارِ معرفت منور و فائزہ گردد و شعر سے

دردِ عاشق مرعلہ رفت رب و بعد نیست مے بنیت عیاں و دماغ فرستمت

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے
والوں کی آنکھ کی ٹینڈلک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں خصوصاً تمام عبادات
اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض
عارفوں نے رامدائن کی قبروں کو اور ان کے رازوں کو مقدس فرمائے، کہا ہے کہ یہ
خطاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے سرِ جان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات
کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازیوں کے
موجود ہیں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس
شہود سے غافل نہ ہو تا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائزہ ہو جائے
سے عشق کے سستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو عیاں دکھتا ہوں میں ریا
رسول اللہ اور دعا کرتا ہوں :

اقوال بزرگان

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ شَاذُلِي

كُوْ حُجْبٌ عَنِّي النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طَرَفَةً عَيْنَيْنِ مَا عَزَدَتْ

۱۔ شرح قصیدہ حمزہ مصنف ابن جریر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۶

تنویر الحکم فی روایۃ النبی والملك ص ۱۸

نفسی مثلہذا ابراہیم شاذلی نے فرمایا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

قَالَ ابْنُ دِينَارٍ اِنْ كُنْ

يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ

۲۔ شرح شفا مصنف ملا علی قادی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶

فَقُلْتُ اَسَلَامٌ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلَا تَسْرُوحَنَّ عَلَيَّ اِسْلَامُ
خَاصِرًا فِي بَيْتِي الْمُسْلِمِينَ دیکھا ابن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کہا اسلام
علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روح مسلمانوں
کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے،

وَأَقْسَوِ

۳۔ کتاب الابریہ مصنف عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۲

ذَٰلِكَ رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا كُنْ حُجْبٌ عَنْهَا شَيْءٌ مِّنْ

الْعَاقِلِ كَمَرٍ۔ (اور سب رُوحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

ہاں آپ کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پرشیدہ نہیں،

۴۔ مدارج النبوت ص ۶۸۶۔ بدال کو سے صلی اللہ علیہ وسلم سے پیرو

مے شہد کلام ترا۔ زیرا کہ وہ متصف است بصفات اللہ تعالیٰ۔ (تو جان لے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)

۵۔ قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۷
وَإِذَا سَمِعْتُ نَعْمَتَكَ قَوْلًا لَطِيفًا
وَإِذَا نَظَرْتُ نَمَاءً أَسْرَى إِلَاكَ
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کی ہی طرف سے کلام پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (مہر سوز) تو سو آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا

اے حنفی بننے کا دعوے کرنے والی یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ۔ اب فرمائیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے کے بعد اگر تم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالنا تو تم حقیقت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کر لو۔

۴۔ شامی ج ۲ طحاوی شریف ص ۱۲۲
يَتَحَبَّبُ أَنْ يَقَالَ عِنْدَ
اسْتِغَاثِ الْأَوَّلَى مِنَ اسْتِغَاثِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (مستحب ہے یہ کہ کہا جائے اَسْتَعِذُّ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ) شامی کے منہب پر علامہ شامی لکھتے ہیں تَقَرَّرَ الْقِيَاضُ

۵۔ شامی ج ۲ ص ۱۲۸
أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ ذَاكَ أَسْرَادُ أَنْ
يُرَكِّدَهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمْ فَلْيَقِفْ عَلَى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

وَلْيُفَضِّرْهُ الْفَاحِشَةُ وَيُهْدِي ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
يُهْدِي ثَوَابَ ذَٰلِكَ لِبَنِي عَبْدِ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو أَنْ يَقُولَ يَا سَيِّدِي
أَحْمَدَ بْنَ عَمْرٍو أَنْ كَثُرَتْ رُزْقٌ عَلَيَّ صَالِحِي وَإِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ رِزْوَانِي
الْأَوَّلِيَّاءَ فَإِنَّ اللَّهَ يَزِدُّ عَلَى مَنْ قَالَ ذَٰلِكَ حَيًّا لَتُؤَدَّ - (زیادتی نئے ثواب
کیا ہے جب کوئی چیز انسان کی گم ہو جاوے اور اُس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہ اُس کی
چیز واپس دیدے تو چاہیے کہ بلند مکان پر کھڑا ہو کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھے
اور اُس ثواب کا بدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی
ملک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تُو نے میری گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا
تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے یہ الفاظ
کہنے سے گم شدہ چیز واپس کر دے گا،

شامی اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو اُن کو مستند سمجھا
جائے۔ اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اذروئے قرآن و حدیث و فقہ احنا
کے سمجھیں تو نام کا حقیقی کہلانے والا اُس کو شرک کہے۔ محض نام کا حقیقی ہے کام کا نہیں
اِنَّ جَسَدَهُ الشَّيْءُ لَا يَخْلُقُ مِنْهُ شَيْءٌ
۸۔ جو اہل الجار ص ۴۸

وَلَا كُرْسِيٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَدَنٌ وَلَا جَسَدٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا عَسْرٌ وَلَا بَدَنٌ وَلَا
قَبْرٌ الخ دہلا شک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ مکان
نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جھل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ ہمزخ اور نہ
قبر

فیصلہ حاضر و ناظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم از اکابر دیوبند

۱۔ امداد المشتاق مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی مشتاق احمد صاحب مدظلہ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ہے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف ہی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تو رد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خفق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالمِ امدادوں سے پاک ہے۔ پس قدمِ نخبہ فرمانا ذاتِ بابر کات کا بعد نہیں۔

۲۔ فتاویٰ امدادیہ۔ شیخ کی صورتِ ذہن میں حاضر کر کے نظرِ قلب سے اُس کی طرف ٹٹکی باز دھکر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَيَقْرَأُ مَا كَانَ حَاضِرًا مَّا ظَنَّهُ لَيْكُنْ لَقَبُورًا فَقَطْ رَيعَنِي شَيْخُ كَيْ تَصَوَّرُ كَوَاضِرًا نَاطِرًا تَصَوَّرُ كَيَا جَاوَدَ

۳۔ امداد السلوک مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی مدظلہ شہاب ثاقب مدظلہ

مولوی حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں۔ وہم مرید یہ یقین داند کہ روئے شیخ مقید بہ یک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر از شیخ دور است اما روحانیت اور دور نیست و چوں ایں امر محکم داند وہ ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم در عمل واقع متاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال کند و مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن رومانیت دور نہیں جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط نظر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا متلج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبان حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اُس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کمزور و شرک کا فتوے اُس پر چرچاں کریں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اتنا غناوہ ہے۔

۴۔ فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

تَمُوجُ فِیْهِ مَمْرُجُ الرِّیْحِ الْعَاصِفَةِ حَتّٰی اَنَّ النَّاطِلَ یَسْكَدُ لِیَسْغُلَهُ مُنْتَجِعًا عَنْ مَّلَاحِظَةِ انْفُسِهِمْ اِلٰی غَیْرِ ذَٰلِكَ مِنَ الرَّدَائِقِ وَ مَا اُنِیْتُ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ فِیْ اَكْثَرِ الْأُمُورِ یُبْدِعُ فِیْ صُورَتِہِ الْكُورِیْمَةُ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْہَا مَرَّةٌ لَعَدَمَ مَرَّةٍ اِلٰی طَاحِلَةِ الْاَلْهَةِ اِلٰی سُرُوحَانِیَّتِہِ لَا اِلٰی اِحْبَابَانِیَّتِہِ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ فَتَقَطَّطَتْ اَنَّ لَہُ خَاصِیَّةٌ مِنْ تَقْوٰی لَیْسَ بِرُوحِہِ بِصُورَتِہِ حَبَسَہُ عَلَیْہِ الصَّحْوَةُ وَالْمَسْلٰہُ د بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح کے ساتھ تمام فضا پر ہے۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا جتنی کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کہ اُس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کے سوا مجتہدوں سے اور دیکھنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر امور و ظاہر فروانی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ کیے بعد دیگرے باوجودیکہ میری آرزو محض آپ کی رومانیت کی تھی نہ جہانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے روح مبارک کی تقویم آپ کی صورت جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔

مَا تَقُوْا جَوْرًا قَبْلَ قَبْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۔ فیوضِ الحرمین ص ۵۱

آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور غاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا،
تہا سے دیوبندیوں کے بزرگ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سوائے حاضر و ناظر ہونے
کے کوئی پارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والوں کو سنبھل کر قدم رکھو۔ فترے بھی تہا سہ اور حاضر و
ناظر کہنے والے تہا سے بھی ہیں۔

مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۵۲

۶۔ گلزارِ معرفت

چو دیدم رومے خوش را بہر عالمے بہر رنگے (جب میں
نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے رومے خوب کو دیکھا تو ہرجائی اور ہر رنگ میں موجود
دیکھا)۔

مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ص ۵۳ (اپنے مرشد

۷۔ مرثیہ رشید احمد صاحب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں)۔

شہیدِ عالم و صدیقِ میں حضرت باذن اللہ حیاتِ شیخ کا منکر ہو جیے اس کی نادانی

مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۵۴۔ رسول اللہ

۸۔ تحذیرِ الناس

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب
حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ قرب حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ
بمعنی اقرب ہے اَلْاَقْرَبُ اِلٰیَّ بِالْمَوَدِّنِ مِنَ الْاَقْرَبِ بِمَدِّ مَتَمَّتْ مَا قَبْلُ وَ مَدَّ
کِیَا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو اُس کے ماتحت سمجھا جائے)۔

اور فخرِ عالم عبیدہ السلام کو مجلسِ مولود میں حاضر

۹۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱

جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر بالامام اللہ تعالیٰ

بانتائے تشرک نہیں۔

دلائل علم غیب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں

اور احناف نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اسطے تمام عالمین کا علم غیب

حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حقیقی ہو یا وہابی؟

نبی کا لفظ نبی سے مشتق ہے اور لفظ نبی صفت مشبہ کا مبینہ ہے

لفظ نبی کی تشریح اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال

قرآن کریم میں اکثر ملتا ہے۔ (۱) نبی عبدی دخیل و یحییٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میرے بندوں کو (۲) وَاسْتَلْ عِلْمَ رَبِّكَ نَبَأًا بَشَرًا اَکْثَرُ (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ

السلام کے روایتوں کی خبر (۳) سَبِّحْ سُبْحَانَ رَبِّكَ یَا قَاسِمُ (تو م سبکی کی خبر)

(۴) یَا اِنْبِیَّا الْمُبَشِّرِ (اسے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی خبر رکھنے والے ہیں۔

نبی کی نسبت اللہ کی طرف سے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حشیت سے اللہ کی خبر رکھنے

والے ہی مراد لے جا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غیب ہے یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل

ہے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب

ہے اُس کے صفات بھی ضرور غیب ہونگے تو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم

باسم نبی رکھا۔ یعنی غیب کی خبر رکھنے والا۔ اور نبی صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے

دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اس واسطے یہ ثابت ہوا کہ بنی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اُس کو بنی کہا گیا ہے وہ علم غیب عطائی بنی کو علی الدوام رہے گا چنانچہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالمین پر بنی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالمین کا علم مکمل فرمایا اور آپ نے اُس کو علی الدوام از روئے بنی ہونے کے محفوظ رکھا۔ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا بائنت خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے۔ اور اُن کا اُمت کے لئے مظاہرہ فرمانا اُن کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالعرض بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اُس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکرِ نبوت رہے گا۔ یا اُس کو یہ ماننا پڑے گا کہ بنی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اُس کے نبوت کے انقدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا بنی سے منعدم ہونا ایک اُن کے لئے بھی اصولِ نبوت کیا بلکہ اصولِ الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ بنی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک اُن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے جیسا کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے علم سے ایک اُن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ بنی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدا کے آفرینش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک جی اور جنت اور دوزخ وغیرہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں سے بالاتر ہے آپ کی شانِ نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف
غیب کے معنی ما غاب عَنْكَ ہیں۔

۱۔ لِقَاسِکَ ۱۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَكْفُونَ بَالُغِيبٍ دہایت

ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو بھی
ہوتی نہیں۔

۲۔ **فساء ۵** ﴿فَاِذَا صَلَّيْتَ قُلَّتْ حَفِظْتَ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾
ایک بہت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں
پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی، یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے
بادوں تو فرمان الہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ **مائدہ ۱۱۱** ﴿لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُہٗ بِالْغَيْبِ﴾ تاکہ معلوم کرے
اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے،
۴۔ **یوسف ۱۱۱** ﴿ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنۡیۡ لَّمۡۤ اَخۡشَۡ بِالْغَيْبِ﴾
یوسف علیہ السلام نے فرمایا: (یرضائی اس
لئے کی ہے تاکہ عزیز جان کے کہ میں نے اُس کی خیانت نہیں کی۔ اُس کی پرستش،
۵۔ **یس ۲۲** ﴿اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ وَخَشِيَ الرَّحۡمٰنَ﴾
بالغیب (سوا اس کے نہیں آپ اُس شخص کو ڈراتے
ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

۶۔ **ق ۲۲** ﴿مِّنۡ خَشِيَ الرَّحۡمٰنَ بِالْغَيْبِ﴾
جو ڈر رہا من سے بن دیکھے۔
۷۔ **مُلک ۲۱** ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحۡشَوۡنَہٗ بِہُمۡ بِالْغَيْبِ﴾
لہم مغفرتہ و اجر یکم و رے شک
جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ اُن کے واسطے بخشش ہے اور بڑا
(اجر ہے)

اور یہی معنی محمد بن سے بھی ثابت ہے۔

۸۔ زرقانی ﴿ تَذَكُّرًا لِّمَا فِي دَعْوَانِ الْغَيْبِ ﴾ مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ
یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو

۹۔ ابن جریر ۲۹ ﴿ مَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ غَائِبٌ عَنْ أَبْصَارِ خَلْقِهِ ﴾
فَلَمْ يَكُنْ دَعْوَا دَعْوَانِ الْغَيْبِ مَا نَسِيَ وَالْأَسْ حَظِيرًا
جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اُس کو دیکھا نہ ہو

ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جسے جو اس غیب سے ادھل چلا ہو اُس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجودی انما ج اگر غیب سے مراد یا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب انسانی کہا جائیگا۔ یعنی بہ نسبت الی العباد کیونکہ اللہ کے علم کو جو کس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ بے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبت الی العباد ہے نہ کہ اُس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اُس کی ذات تو لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اُس سے کوئی چیز ادھل نہیں تو پھر عالم الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بالنسبت الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہو انہی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اُس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر اُس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم واسطے سے تو غیب کا پر وہ اٹھ گیا لیکن بالنسبت الی غیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تھا اس عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہتا۔ جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تھا اسے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کر کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ فرما دیں تو جائز ہو سکتا ہے اور ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو بالی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔ اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جانے جو اسی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اُس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا

نہیں۔ یا بعد از اظہار اس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلایا گیا؟

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ ذُو حُجَّةٍ الْيَوْمِ ﴿۱۶۱﴾
۱۔ ال عمران ۱۶۱ شریف غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کہتے ہیں

ہم اُس کو آپ کی طرف (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی وحی ہوا تھا کہ فرمائیے یا ذکر لیں رسول یا من و راہ حجاب اُس کو غیب ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی مانا جی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے (۲) عاقبتہ الرحمن ۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطاء الہی ہے ذاتی نہیں۔ (۳) قرآن کریم کے تین پارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مینبات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق

کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةً
۲۔ نحل ۱۶۴ ہم نے آپ پر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو (۱)

وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةً
۳۔ یوسف ۱۲ یقوتہر کیو مینت (اور قرآن شریف تفصیل

ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

ان آیتیں میں اللہ تعالیٰ نے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے معلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اول حقیقی نے اِنَّتَ لَتَلْفَحُ الْقُدْرَانِ مِّنْ لَّدُنْ حِكْمٍ عَلِيمٍ (بے شک آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور الفا کے رگے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) سے بذریعہ الفا معلم اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ معلم ثانی اگر معلم اول کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اولیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَدْخُلْنِ عَلَیْہِ الْقُدْرَانِ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَیْہِ الْبَيِّنَاتِ (وہ جس نے سکھایا قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کو سکھایا اُس نے اس کو بیان،

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے دوسرے نہیں اور بقدر مالک اپنی مملوکہ اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں (۲) قرآن کریم میں کُل شے کا بیان اور کُل شے کی تفصیل موجود ہے (۳) اس بیان کُل اور تفصیل کُل شے سے خوبصورت ایمانداروں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے قریہ کُل شے کا علم اور تفصیل کُل کا کُل علم مغیبات میں شامل ہیں جس کو ارشاد الہی نے واضح فرمایا اِنَّكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کُل شے کا علم یعنی علم کُل آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کُل علم غیب اُس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اُس کے کُل علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا دماغ تک اُس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اُس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اُس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ اُن کے معلم و ملہم حقیقی وعدہ لا یزال جس کا

علم غیر محدود ہے۔ کئی جزئی سے مبدا اور بالا تر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْكَلِمَاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ ہے۔ جس نے تمام کلموں اور جزیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کئی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحتہً شرک ہے۔ تو یہ علم کئی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

۴۔ انبیاء ۱۶ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ اور نہیں بھیجا ہم نے
 آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے
 واسطے رحمت کا خطاب ہے کہ تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے
 شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی
 رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت
 کرنا۔ اور عالمین کی تفصیل کل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا اگر ثابت ہو
 جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ
 ذاتِ واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبردار بھی ہے (۴) آپ کا حاضر و
 ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا جس کو پیچھے دینی بیان کیا جا چکا ہے (۵) لہذا مذکورہ کیواسطے
 بڑا ہے۔ لِّلْعَالَمِينَ نے مسئلہ استدلال اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام
 جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد فرمائیں رحمتہ للعالمین کا معدن بن سکتے
 چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں (۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام
 جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رحمتہ للعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر
 آپ کو اختیار عام عنایت فرما دیا جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم
 فرمادیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک اِن اَمْرًا مَّزْمُورًا یہ پرستش ہی متحقق
 ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیلی و لہجالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام ہے ورنہ

نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت سے بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں۔
 تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر صحیح ہے اُس کو بعد ان امرِ مستند و مزید
 آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزوِ ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح و قلم
 بھی شامل ہیں۔ لہذا اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالیٰ شامل حال
 نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی روح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیل کُل شے محفوظ نہ کر سکتی۔ اور
 عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارے جس کی رحمت سے قلم متحرک ہوا اُس کو تو
 تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کئی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے۔
 مدینِ عقل و دانش بیاد گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوح محفوظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی رحمت سے ہی محفوظ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم
 عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ مطلق و احد رب
 ذوالجلال خود ہیں۔ چنانچہ لوح محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اُس کا قیام نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رحمت ہے۔ لیکن محافظ اُس کا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اُس کی حفاظت کرنے
 سے لوح محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اُس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین
 ہونے کا انکار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَا أَتْلُو لَكُمْ يُحَدِّثُ أَخْبَارَ

اللہ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا مَا كُنْتُ بِمِ

وہابی

أَسْتَشِيرُ الْأَمَّةَ يُؤَخِّرُ إِلَيَّ (فرما دیجئے یا رسول اللہ کہ میں نہیں کہتا کہ میرے
 پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ
 ہوں میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے)۔

اس آیت میں تین اموث ثابت ہیں (۱) آپ خزانہ اللہ کے مالک نہیں یعنی
 متاخر کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہو گئی (۳) میں فرشتہ

نہیں بلکہ بشر ہوں جو وحی کا منبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد
 اکھاڑ دی کیونکہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو متنازل کل مانتے ہو اور غیب داں مانتے ہو اور نور
 مانتے ہو۔ اس آیت سے تینوں کی نفی ہو گئی۔ لہذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے
 خلاف ہے۔

[illegible]

کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، چہ جائیکہ کفار کو خزان اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا اِنَّكُمْ شَاءُمْ فَكُلُوْهُمْ وَمَنْ شَاءُمْ فَلْيُكْفِرْ دُحْس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر دے، مجھے اور میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہا رہے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پر لَا اَقُوْلُ كَسْرُ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ فرمایا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معتز ضہین استغفار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ناقص بند ہو جائے۔ فرمایا وَجَدَكَ عَابِدًا ذَا عِلْمٍ (اللہ نے آپ کو یارِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (عبدی مال سے) نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (الْحَجُّ ۲۶) هُوَ اَعْنَى ذَا عِلْمٍ (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا)۔ خزانے والا کیا، پھر فرمایا (۳) اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوفْرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)۔

۱۔ تفسیر کبیر ۱۰/۱۰۰ {قَوْلُهُ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوفْرَ} اے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُفْرَ مَا عَطِیْتَ اَنْتَ الْکُفْرَ وَلَا تَتَّخِذْ مِنْکَ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوفْرَ هُوَ فَعْلٌ مِنَ الْکُفْرِ ۲۔ تفسیر نسفی ۲/۲۸۲ {وَهُوَ الْمُقَرَّبُ الْکُفْرُ فَکُوْرٌ فِعْلٌ مِنَ الْکُفْرِ} پر ہے کثرت سے اور اُس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں،

۳۔ تفسیر خازن ۲۵۰/۲۵۰ {اَصْلُ الْکُوفْرِ ذُوْعِلٌ مِنَ الْکُفْرِ} اصل کوثر کا فعل کے وزن پر کثرت ہے، ۴۔ مفردات راغب ص ۲۲۹۔ یُقَالُ لِلْمَجْلِ السَّحْبِيِّ کُوفْرٌ وَقَالَ

تَكُوْثَرُ اَشْيَیْ كَثَرَةً مِّثْلَ مَثَا هَبْیَةِ رَاوِی سخی کو کثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اُس کو تَكُوْثَرُ اَشْيَیْ کہا جاتا ہے،

مَا تَحْتَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْْرِ شَيْءٌ جَعَلَ اللّٰهُ
۵۔ تفسیر صاوی ۱/۸۸ اَمَّْا يَتَّبِعُ خُذْ اَوْثَرُ بَيْدٍ ثُمَّ نَرَعَدُ

اَنْتَ النَّبِيُّ مِنَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَحَادِ النَّاسِ لَا يُمْلِكُ شَيْءًا مَّا اَصْلًا وَلَا
نَفْعًا بِهٖ لَظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا فَهَؤُلَاءِ خَاسِرٌ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاسْتَلْذِلْ
بِعَدُوِّكَ وَالْاَيُّتَةُ ضَلَالٌ مُّبِينٌ اللّٰهُ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی پابیاں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہیں کس طرح شخص نے گمان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں
کی طرح کسی چیز کے باطل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے
تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس بات سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ
آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا (۱۶) وَكَسَوْتُ
لَبِيْطِيْكَ سَرِيْكَ فَتَوَخَّيْ دَاپ کر یا رسول اللہ اللہ جلدی عطا کرے گا۔ کہ آپ راضی ہو
جائیں گے۔ جیسا کہ اَنَا اَعْطَيْتُكَ اَنْكُوْثَرُ سے آپ کو تمام کثرت عطا فرمادی پھر فرمایا۔

(۱۷) اِذْ لَقَوْلُ لِّذِيْ عَاثَمًا اللّٰهُ عَلَيْكَوَا اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ رَجِبَ فَمَاتَ
تھے آپ اُس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اُس پر انعام کیا اگر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس خزان اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ کا اطلاق آپ پر
کیوں کیا۔ اور فرمایا۔ (۱۸) وَنَحْنُ نَكُوْثَرُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ جَمِیْعًا قَبْلَهُ۔
اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کا مجموعہ تمہارے تابع کر دیا ہے اس
آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل
کر دیا جس میں خزان اللہ بھی شامل ہیں۔

۹۔ بخاری شریف ۱/۱۰۱۰ اِذْ اِنَّا فَتَدُ اَعْطَيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔

۱۰۔ مسلم شریف ۲۴۰ { اِذْ اَعْطِیْتُ الْکُذَّیْنِ دِمْشِیْ کُمِیْ مِیْرَے لَئے دِیْنِ
حشی کہ میں نے اُس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو خزانے عطا کیا
گیا ہوں۔

قَالَ السُّودِیُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْکُذَّیْنِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ
رطابہ نے کہا ہے کہ کُذَّیْن سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے، حدیث مذکورہ بالا سے دو امور ثابت
ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مژدہ آمدہ میں ہی عطا فرما دیا (۲) تمام سونے
چاندی کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

۱۱۔ بخاری شریف ۴۱۸ { اِنِّیْ یَذِّنِیْ دِجَے تمام دین کے تمام خزانوں
کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے
ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:-

۱۲۔ بخاری شریف ۱۴۹ { اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ لِّیُعْطِیَ اللّٰهُ
آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور
مسلم شریف ۳۳۴ { میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان
فرمائی۔

۱۳۔ اِنَّمَا السَّابِقُ فَلَا تَنْهَیْهِ دُرُکِ کسی قسم کا سوال کرنے والا آجائے تو
اُس کو یا رسول اللہ نہ جھڑکے، اگر قبول تھا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خزانے

نہیں تو فلا تَنْهَوْا فرمے گا کیا مطلب۔ بلکہ فَاْتَمَّزَ چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزانۃ اللہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

۱۴۔ وَلَا تَجْعَلْ بَيْنَكَ مَخْلُوقًا اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَهْتَفُ بِمَا كَانَ السُّبُطُ
فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا اور آپ اپنے دستِ پاک کو تنگ نہ کیجئے اور نہ تمام فراخ
کو بھیجے تو آپ انفس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے، اس آیت کریمہ میں جناب کی تمامیت
کے میانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا
مطلب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو میانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور تقسیم علیہ فرمایا۔
۱۵۔ اَشْكُرُكُمْ اَنْتُمْ رُسُلُ فَخْرٍ وَوَعْدُ مَا تَعْلَمُونَ عَنْهُ
۲۸ حشر اے جو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دی تو اس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرماؤ اس کو رک جاؤ۔

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزانۃ اللہ کی کجیاں تو ہیں۔ جس بنا پر آپ کی ملکیت
ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَا
اَقُولُ كَسْرُ عَيْنِي خِذَائِنِ اللّٰهِ اس لئے فرمایا کہ صداقت رسالت پر وجہ نہ
لگے۔ کہ خزانۃ اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کر کے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا
ہے۔ اگر حقیقتاً یہ رسول اللہ ہوتے تو خزانۃ اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے
حقیقت جو اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانۃ اللہ کا انکار کروایا گیا اور دوسرے
کئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پر
ایمان لانے ہیں اور آپ کے واسطے خزانۃ اللہ ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا
ارشاد الہی وَلَا اَعْلَمُ الْغُیْبِ دفرمایا بھیجے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں
غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلائے کہ کوئی کج طبع

آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے آپ علم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس عطیے کو اپنی طرف سے عَلَمٌ مَّا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ ذُو حَيْثُورِ الْإِنِّكَ رَیَ غَیْبِ كِی
۵۔ آل عمران۔ پارہ ۳ | خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی اللہ

تعالیٰ کا یہ دعوئے کہ قرآن شریف اخبار غیبیہ ہیں تو آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ بالذات وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ نہ کہلاتے بلکہ علم الغیب صراحتہ فرمادیتے تو معاذین ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ اور اَعْلَمُ الْغَيْبُ کو مطابق کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصنف قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعوئے کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعوئے کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنف قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقع مل جاتا اور جو شے نبی کو مصنف کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ کہلایا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِخَبِيرٍ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر خبر دینے والا نہیں)۔ اگر آپ کے پاس عطائی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے

تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جھٹی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بھل کیا۔ لہذا ثابت ہوتا کہ آپ کے پاس غیب تو منور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ

سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہر یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ملتا دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے کہ یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعویٰ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہو گا۔ اور خداوند تعالیٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر لہذا ماننا پڑیگا کہ ذلّا اَعْلَمُ الْغَيْبِ میں اللہ تعالیٰ علم غیب ذاتی کی نفی کر رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔ اور ذلّا اَقُولُ سَمِعْتُ رَافِیَ مَلِكٍ راہ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں !

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامانِ غلام ہیں۔ اور اُن کی فرمانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارت قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام جو سید الملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو مسدودۃ المتنبی پر ختم کر چکے لیکن ذات پر نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا اعانتِ غیر مرئیہ و تا تک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور ہر صفات میں اذلی تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے ذلّا اَقُولُ سَمِعْتُ رَافِیَ مَلِكٍ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعویٰ ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شانِ الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر

سبھی بلے تو ہی یُصَلُّونَ عَلَیْهِ اِثْنِیْ عَشَرَ مَرَّةً پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا فرمایا قَدْ هَدَىٰ یَسُودَیْ الْأَعْمَىٰ وَابْصُرَیْ فَرَادِیْجَ یَا رَسُوْلَ اللہ اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی نیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بصیرانے کے ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے **وہابی** کہلوایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی جمع کر لیتا اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیتا۔

وَكُنتُمْ أَكْثَرُ الْغَيْبِ لَا مَسْئَلَةَ الْخَبِيرِ
اعراف ۲۴ اِنَّمَا مَسْنِيَ السُّوْعَاءِ اِنَّا الْاَسْبَاغُ وَكَبِشْرُ
یَقُوْمُ یَوْمَئِذٍ دَاغِیْنِ غِیْبِ جَانِثَا کَثْرَتِ خَیْرِ طَلَبِ کَرَا۔ اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیتا۔ میں ایمانداروں کے واسطے بشیر و نذیر کے سوا کچھ نہیں،

محمد عمر اس آیت کا ماقبل آپ نے چھوڑ دیا یَسْأَلُوْنَكَ مَا نَزَلَ بِكَ حَتّٰی عَزَمْنَا قَدْ اِنَّمَا عَلِمْنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَذٰلِکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ قَدْ لَا اَمْنِیْکَ لِیَنْفِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَکُنتُمْ اَعْلَمُ الْغَیْبِ لَا مَسْئَلَةَ الْخَبْرِ مَا مَسْنِيَ السُّوْعَاءِ اِنَّا الْاَسْبَاغُ وَکَبِشْرُ یَقُوْمُ یَوْمَئِذٍ دَاغِیْنِ غِیْبِ جَانِثَا کَثْرَتِ خَیْرِ طَلَبِ کَرَا۔ اس سے سوال کرتے ہیں یا رسول اللہ قیامت کے متعلق اگر آپ سبھت کرنے والے ہیں اُس سے فرمادیجئے اور کوئی بات نہیں اُس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ فرمادیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرتِ غیر طلب کرتا اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیتا۔ میں نہیں ہوں میں (معمولی آدمی) گروہ دینے والا

اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایسا نہ ادرقم کے لئے،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث و تجویس کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہوئیے۔ بلکہ فرمادئیے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کسی کو اس نے سمجھا یا یا جتنا یا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلیم کی۔ کیونکہ آگے ارشادِ الہی مذکور ہے وَ لَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ لیکن اکثر لوگ قیامت سے، بے خبر ہیں، اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم حاصل ثابت ہو گیا ہے۔ جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مثبت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تعلیم اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے لیکن جب اپنے نفس کے نفع، نقصان کی مثبت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محبت اپنے محبوب کے ہر مال نفع کا غماز ہے اور نقصان سے وَاللّٰهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ فرما کر محفوظ فرماتا ہے۔ یہی وجہ تھی فَتَنْ لَا أَمْلِكَ لِيَخْسِيْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ نے کی۔ کہ جب میرا محبوب اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہر نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صدمت نفع ہی نفع ہو گا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمة للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کہے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب

یہ ہے کہ آپ کے رحمتہ فضالین ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور رحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجئے جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بشیت الہی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین مطلب کو اٹھانا کہ آپ کی تہن کرتے ہیں۔ اِنَّقَدُّ اللہ

اے اللہ تبارک نے فرمایا: وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْتَوِي الْمَسْوَدُ۔ اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔
 وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ مُرْطَبٌ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ جِزَاۃً اَوَّلَ وَمَا مَسْتَوِي الْمَسْوَدُ جِزَاۃً ثَانِیَہُ۔

وجود شرطیہ کے وجود کو مستلزم ہے اور امتناع شرطیہ کے امتناع کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ جِزَاۃً اَوَّلَ وَمَا مَسْتَوِي الْمَسْوَدُ جِزَاۃً ثَانِیَہُ۔ اس میں لَفْظُ تَاۡجِزٌ ہے اور وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ جِزَاۃً اَوَّلَ۔ جب زمین و آسمان اُجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو صرف اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتقار فساد و انتقار شرک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ خیر جمع نہیں فرمائی اور جزائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیر کثیر خارج میں موجود ہے اور آپ کو سور کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ رحمت

رؤف اور رحیم کی نقیض ہے۔ لہذا آپ کو علم غیب کا ہر نامزدی ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ و جزاؤں کے اثبات کا اللہ پر موقوف ہے۔

۱۔ نساہ ۱/۵ { اِنَّ تَحْبِبُوْا اَخِيَّوْا تَحْكُمُوْا اِلَّا اَنْتُمْ صَبِرُوْا }
 بہتر ہے، آپ کے ممبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب خلق سے زیادہ آپ کا ممبر مشہور ہے۔ جیسا رطافت میں تپھر کھا کر آپ نے دعا سے مالا مال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

۲۔ توبہ ۱۱۰ { اَللّٰهُ ذَا اَبْنَاءٍ مَّا اَبْكُمُوْا اَنْفُسَكُمْ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ ذَا اَبْكُمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ }
 اللہ اپنے ماں اور نسلوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کو یہ تپہاڑے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ نے جہاد مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو خیر فرمایا ہے۔ آپ کے جہاد کا اور خیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے ۱۱۱ { لَنْ يَكُنَ الرَّسُوْلُ بِالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ جَاهِدُوْا اَبْنَاءَكُمْ وَاَنْفُسَكُمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخِيَرٰتُ }
 ۱۱۲ { وَرَزَقْنَاكَ مِنْكَ خَيْرٌ وَّاَتٰنِيْ } اور آپ کے رب کا رزق میرا ہے۔ اور زیادہ باقی رہنے والا ہے اچھا بھلا نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وَ يَطْعَمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ مَا يَنْفِيْ كُرْهِيْ اَرْبَعًا مِّمَّا كَفَّلْتَنِيْ اور پلا تا ہے۔ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہو سکتا ہے اور نہ جو بھی سکتا ہے۔ لہذا مرزوق من اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہو سکتا تو خیر بھی آپ کے لئے کسی مخصوص ہوگی۔

۵۔ بخاری شریف ۱۱۱۱ { عَنْ اَبِيْ جَبْرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ اِنَّ رَزَقَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ خَيْرٌ لِّمَا تَحْسِبُ }
 ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی تھے خیر کے ساتھ

ہوا چلنے والی سے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ قائم
خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر ذرہ پر چلتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس ہوا
سے بھی زیادہ اجود و باخیر ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل

۴۔

فَاسْتَعِذَّ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَا بَلِّغُوا خَيْرَ تَكْوِينٍ
۶۔ جمعاً ۲۸ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَ عَلٰى سَلْوٰتِهِ

یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو، اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے
والا خیر کا مستحق ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے
والا کون زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبریل علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے
چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے
منفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُودُ
فِي كُلِّ أَحْيَانٍ، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر عین میں ذکر کرتے رہتے تھے۔ بلکہ
اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر بہتات کو کم فرمایا تِلْكَ تِلْكَ تِلْكَ تِلْكَ تِلْكَ تِلْكَ تِلْكَ تِلْكَ
قَلِيلًا نَّصْفًا أَوْ الْقَلْبُ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ نِيَّةٌ عَلَيْهِ وَرَتَلِ الْقُرْآنَ
تَرْتِلًا۔

وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ دَمَامٍ أَمْيَارِ خِيَارِ سِهِي مَعْلُومٍ
۷۔ ص ۲۲ ا ہذا کہ آپ خیر اور آپ کا ہر قول و فعل اخیار سے ہے جن
کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۸۔ بقدر ۲۱ مَن يَكُودُ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْقِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
اَوْ مَا يَذْكُرُ إِلَّا أَوْ كَوَالِ الْبَابِ اور ہر شے حکمت
اور انانی دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ اور سوا عقل و اہل کے کوئی نصیحت نہیں کھاتا اور

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جل جلالہ نے معلّم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
ال عمران ۱۰۴ مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَلِيَعْلَمَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

والبتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اُس نے اُن کے نفوس

سے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو ان پر اُس کی آیتیں تلاوت

فرماتے ہیں۔ اور اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ

وہ پہلے بتین گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بعد اوصاف خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان بتایا

ہے۔ انہی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر

قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو بھی بلا اجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوب بات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن

کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح اُستاد

دانلش و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں

دام معلّم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَبِشَيْءٍ نَحْسِرُ

دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلّم حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر

بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی

ذات پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن

سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا اکثر تب خیر حاصل ہے۔ تو شرط

بھی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا

کہ آپ کو چونکہ کثرتِ خیر حاصل ہے لہذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیر کثیر کے مالک و قاسم اور **قَدْ جِئْتُمُوهُ خَيْرًا لِّكَ مِنَ الْاَوْثَانِ** کے قائلین سے آخرت میں خیر کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہذا آپ کی ذاتِ مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوندِ کریم کے مشروط و مشتبہ کا انکار کر کے قرآنِ کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مشتبہ موجود فی الخیر مقرر من اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزوِ ایمان ہے۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں میں کثرتِ خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرتِ خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علمِ غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیر کثیر کی شہادت سے علمِ غیب حاصل ہوا تو علمِ قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اُس کی بحث و تحقیق سے اللہ تعالیٰ نے بطریقِ احسن منع فرمایا۔ ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیے بلکہ ادبِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ **يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهُمْ**۔ سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں، معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے۔ لیکن اُس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ جس کی بحث ذکر کرنے کا اشارہ فرمایا۔ ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہی اُس کے علامات اور اُس کے آثارات کا ہی ذکر نہ فرماتا چہنچہ دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ **الْيَوْمَ يُؤْتِي عِلْمَهُ السَّاعَةَ** اللہ کی طرف قیامت کا علم دیا جاتا ہے، یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اُس کو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ میرے پاس علمِ قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے۔ یہی مطلب ہے۔ **يُؤْتِي** کا اگر اپنے پاس اُس کا علم ہی نہیں تو پھر نے یا دہانے کا کیا مطلب۔ کیونکہ پھیری یا دہانی وہی چیز جاتی ہے جو غلب کی طرف آئے۔ اور مشکل کی

طرت رٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دونوں جانتے ہوں اور پہلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نے ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اُس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو ٹٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ سناٹا اٹھا کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت و علم رٹایا جاتا ہے۔ بلکہ فرمادیتے کہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قیامت تھا ہے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرمادیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے۔ اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا یہی ہے کہ دُعا سی چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔ تو آپ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرٌ اُس کی کہلو سکتے ہیں کہ اُس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے۔ ورنہ نذیر نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ منذر و نہ سنا ہے۔ باقی رہا قَسَمُ مَسْنَعِی الْاِسْتِزْجَارِ ثانی شرط اول کی۔ یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے بُرائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو بُرائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر بُرائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھ ہو گئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں قتل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو مسوع کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ اور مسوع کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم ذاتی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب یہ اسم پاک ہی مسوع کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر مسوع کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ مُحَمَّدٌ ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرینِ علم غیب جو آپ کی طرف مسوع کو منسوب کر کے آپ کی ذات سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے مُحَمَّدٌ ہونے

ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سُوءِ کُا آپ
 کو مس کرنا محال۔ ناقۃ اللہ کو اگر بُرائی مس کرے تو اس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے
 عذاب نازل ہو۔ سچے جانیک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بُرائی کا مس کرنا چنانچہ
 ﴿وَلَا تَسْتَوْعِبْ سُوْءً فَاِذَا خَذَ كُمْ عَذَابُ الْيَوْمِ﴾ الشک اور ٹٹنی ہے نہا ہے
 لئے نشانی ہے۔ تم اس کو ٹٹلی رکھنا۔ بُرائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب
 پکڑے گا۔ ناقۃ اللہ کو اگر سُوء سے کوئی چھوئے تو اس کو عذاب ایم ہو تو نبی اللہ کو سُوء
 کیسے مس کر سکتی ہے۔ سُوء کا مس کرنا تو کہا میں کہتا ہوں کہ سُوء اگر آپ کی ذات پاک
 کی طرف توجہ کرے تو سُوء سُوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ
 نے سُوء کو پاک کرنے والے دینے کیلئے کارِ تہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی
 شان میں اللہ تعالیٰ نے یوں صراط ہے:-

قَدْ اِشْنٰی هَدٰى فِیْ رَاقِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ
 النعام ۱۰۰

میرے رب نے صراطِ مستقیم کی ہدایت دی ہے۔ جب آپ نے صراطِ مستقیم کو تھا
 ہوا ہے تو بُرائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ
 بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں کیا اگر خدا خواست آپ کو بُرائی
 مس کرے تو آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔ اگر مس سُوء کا
 آپ کی ذات مقدسہ میں شائبہ بھی ہرگز تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہذا ثابت
 ہوا جو آپ کی نسبت مس سُوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَنَا کَافِرًا
 رکھتے ہیں۔ جو ایمان مومن کے منافی ہے۔

النعام ۱۰۱۔ قَدْ اِنۡقَضٰی ذُنُوبُیْ وَ کُنۡتَیْ وَ مَآ قِیْ لِلّٰہِ رَسِیۡمٌ

العالمین و فرما دیجے یا رسول اللہ علیہ السلام کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے، جہل کی مایاں

ووصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرما دیا ہو تو دوسرا کوئی ہے
 کو آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزاری ہو ان سے روگردانی کر اگر سب کو اس کی طرف
 پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف مسودہ کھنڈنا
 کرنے والے آپ کو سَخْتٌ لِلْعَالَمِینَ بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ مسودہ اور رحمت
 دونوں نفیضین ہیں۔ اور اجتماع نفیضین محال۔ پھر مسودہ کو آپ کی طرف نسبت کرنے
 سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی مسودہ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ
 مسودہ افعالِ ذم سے ہے۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبلی اور مصطفیٰ امانا ہے تو وہ
 افعالِ ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعالِ ذم کا آپ کو داخل قرار دے
 سکتا ہے۔ الا اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

۵۔ یوسف ۱۲ ﴿كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ عَنْهُ الْمُشْرَاقَ وَالْفُتُوٰحَ إِنَّهُ مِنۡ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ داسی طرح تاکر میری ہم اس

یوسف علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بُرائی کو اور بے حیائی کو کیرنگہ
 وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی طرف
 بُرائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اور نہ بُرائی کی جرأت ہے کہ اُس کے مخلص بندوں کی طرف
 بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بُرائی کو نسبت کیا جائے۔ میں خیال
 است و محال است وجہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صود کے منتظر رہتے تھے جن کا رواج نے فرمایا۔

٤- توبه ١١١ | وَيَتَذَكَّرُ لَكُمْ الْوَيْلُ عَلَيْهِمْ ذَاتُ الرُّسُلِ

جسے چاہے اُس مدت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضیٰ بنائے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اُس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تاکہ اُس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن علامات کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہر تلسے تراشد تمائے نے علی غیب میں اپنے کسی علم غیب کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا بلکہ غیب کی ضمیر کا مرجع الغیب رکھا۔ اور الغیب میں الہام کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہو لے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تراش کی طرف ضمیر راجع کا منسوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا یتظہر علی غیبہ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کل غیب عطا کر کے سرے تراش کے انکار کرنے واسطے کو کیسے میح مومن بجا جاسکتا ہے اور اللہ تمائے کے مومن کا احصاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کل شے کو ہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے

قال قتادہ ومقاتل اسے یعلم محمد
تفسیر نشا پوری ۲۱/۴۱ ر صلی اللہ علیہ وسلم ان متدا بلیغ

جبرئیل ومن معه من الملائکۃ الوحی بلا تحریف وتغییر وقولہ
من بین ید یدہ مع قولہ ان متدا بلیغاً معقولہ فان لا نار جہنم
خالدن من الحمل علی اللفظ ثارہ علی المعنی اخبر شمر اُکد ما ذکرنا
وهو ان المراد بالعلم هو الظہور بقولہ واحاطہ بالمد یہم من المحکم
والشراہ ای وقد احاط قیل بہ شمر علم العلم فقال واحصی کل
شیئ من وری الانبجار وذب البجار وقطار الامطار وعدد مصلدق
معنی الاحصاء وحوال ای ضبط کل شیئ معدود المحصوراً وتغییراً

عطا کیا ہے۔ اور آپ نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔ زمانہ ماضی میں ہوا یا حال میں یا استقبال میں۔

پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے۔
وہابی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عَلَمٌ لَا تُاتٰهُ
 وَیَنْزِلُ الْغَیْثَ وَیُفْلِحُ مَا فِی الْاَرْضِ حَاصِرٌ مَّا تُدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تُکَلِّبُ
 عِنْدَ اَوْمَانَا تُدْرِیْ نَفْسٌ بِاٰیِ اَرْضٍ مِّنْ مَّوْتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

محمد عمر کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اسی آیت کریمہ پر ہے۔ یا ان اشیاء کا غہرہ
 علم حسنِ نیت سے ثابت ہوتا ہو اور شانِ علم رسالت ظاہر ہوتی ہو
 کی تطبیق اس آیت سے ضروری ہے۔ چنانچہ آیتِ ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر موعودِ غیب
 سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے غیر کی نفی
 فرمائی اور ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان
 پانچ اشیاء کا علم ہو سکتا ہے۔ نہ اُس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔
 اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا۔ تاکہ یہ
 ثابت ہو جائے کہ ہر شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی
 کام ہے اور نبی اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم عطا ہے الہی سے ہوتا ہے۔ اسی
 واسطے اللہ کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا علمی جھوٹا سمجھا جائیگا۔ کیونکہ نبی اللہ کے بدلے والا
 وہ ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔ اُس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اس واسطے اُس
 کے قتل والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَکْفُرُوْنَ وَاَمَّا تَدَّخِرُوْنَ

۸۔ ال عمران ۵۰ | فَاِیُّ یَبُوءُ بِکُفْرٍ وَّ اٰوْمِیْنَ مَّہِیْنٍ خَبْرَتِیَ ہوں اُس چیز

کی جہنم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جہنم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی نعمات عطا فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو مل گئے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعوے کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنہیں اور حمل لڑکی کا بچہ یا لڑکا مر رہا ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہو مدفون ہو یا منہ و دیوار ہو وغیرہ کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعوے کرتے تھے جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی کہ اُن کو یہ علم تھا وہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدا نشی حاصل تھے۔ بعد ازاں تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ انہی کرامات کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

فَاشَارَتْ اِلَيْهِمْ قَائِلًا كَيْفَ تَكْتَلِمُونَ
كَانَ فِي الْمُبْتَلٰى صَبِيْۢمًا ثَالِثًا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اِسْمٰی

۹۔ مریمؑ

اَلْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰی نَبِیًّا وَجَعَلْنٰی مَبْرُكًا اَیْمًا كُنْتُ وَ اَوْصِیْ
بِالصَّلٰوةِ وَ اَلْزَكٰوةِ مَسَاۤءُیْمًا حَیًّا وَ بَدًّا اِیۡوَالِدَیْ وَ كَمْ یُجْعَلُنِیْ
جَبَّارًا مِّنۡضِقًا حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں پڑ جائے عیسیٰ علیہ السلام (گود سے) بڑے میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہوں گا اور اُس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اُس نے مجھے مع میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔
قوم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کی والدہ کی برکت مطلوب تھی لیکن حضرت

میں علیہ السلام وَجَلِّیْ بَرَّ اِیْدِیْ وَ کَرَّمَ جَعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا یہی
فرما دینے لگا کہ اتنی عبادت اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طراوت فرمائی تو یہ
بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم
نوعا ہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلادیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح
پیش کر رہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے
فرمایا۔ اِنِّیْ عِبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے
یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم
کر دو گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب
کی بریت فرمائی۔ فرمایا اِنِّیْ عِبْدُ اللّٰهِ۔ آپ کو ان کے ابن اللہ کہنے کا علم اسی
وقت تھا جس بنا پر آپ نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس
سے ان کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافیٰ اللہ کی دلیل بیان فرمادی۔ پھر اسٹیج
اکتسب فرما کر علم مآذ اکتسب عَدَا کا اظہار فرمایا۔ اور وَجَعَلْنِیْ سَبِّیًّا سے ثابت
کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی روح مرقومہ
درج مسمیٰ جس کا نزول بعد از بوخت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعوے کرنا تھا۔ اس
کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرما دیا۔ کیا یہ مآذ
تکسب عَدَا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو
ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جھوٹا کر دیتے۔ اور وَجَعَلْنِیْ
سَبِّیًّا کَافِیًّا اِنِّیْ نَاکُتُ سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا
کہ آپ کو بچپن میں ہی مآذ اکتسب عَدَا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے
کا بھی علم ہے۔ جو علوم غیب کی ایک جڑ ہے۔ وَ اَوْصِیْیَ بِالصَّلٰوۃِ وَ اَلَّذِکَ وَاۡتَا
دُمْتُ حَیًّا سے بھی اپنی تمام کے مآذ اکتسب عَدَا کا ثبوت دیا۔ جس کی خیریت

کا حکم ابھی عائد نہیں ہوا۔ اس محفوظ میں ہی درج ہے لیکن آپ اس کو بیان فرما رہے ہیں یہ بھی علومِ خمسہ کی دلیل ہے۔ اتنے اعمالِ مستقبہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علومِ فیسیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علومِ ماضیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اودا پنی والدہ کی اہمیت کو قوم کی نظر دل میں صاف کیا۔ اور قومِ منکرینِ غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علومِ خمسہ کا دامنِ ثبوت دیا ہے۔ فرمایا وَبَدَأَ الْإِنْسَانِ ذِكْرًا ثُمَّ يَجْعَلُنِي جَبَّارًا مُتَكَبِّرًا میں مع اپنی نسل کے متعلق ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیزگار اور حقیقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ رہے۔ اور میری والدہ کی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے حکمران اور بدبخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکمران اور بدبخت بنا دیتا تو یہ علامتِ ولدِ الزنا کی ہوتی ہے جب میں متکبر اور حقیقی نہیں تو ولدِ الزنا نہیں معاذ اللہ اور جب میں ولدِ الزنا نہیں تو میری والدہ مشکوکہ نہیں۔ جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیتِ کریمہ سے مافی الارحام کا علم اور مافی القلوب کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیتِ کریمہ سے يٰٓاَيُّهَا مَآئِي الْاَنَّهُ حَاضِرٌ مَّا تَدْرِي لَفَسَنَ مَا ذَا انْكَسَبَ خُذْ اٰلِي تَشْرِيعِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نے بیان فرما کر شانِ نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا نبی اللہ اگر علومِ خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالیٰ جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوقی طاقت کو عاجز کر کے تو ایسے ہی رب العزتِ علی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علمِ لدنی الہی سے ہی طاقتِ علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علومِ خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علومِ خمسہ علومِ الہیہ سے اتنی ممتاز بھی نہیں جیسا کہ سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیوبندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اگر علومِ خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ مشرک لازم ہو جائیگا۔ بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علمِ الہی کا علومِ خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا مالا لکہ خداوندِ کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علومِ خمسہ

کو اپنے قصدمی علم کا ثبوت دینا اور ان کا مظہر علوم انبیاء علیہم السلام کو بتانا انبیاء اقدس نے
کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مدافعت غیر نہیں محض احسان الہی ہی فیضان
ہے۔ جن فیوض الہیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو چکا ہے اور ویس نبوت کا انکار
نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

۱۰۔ ابراہیم $\frac{۱۲}{۶}$ رَبَّنَا إِنِّي أُمُكِّنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بَنُو آدَمَ عَلَيْهِ ذِي
ذُرِّيَّةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ اے رب میرے میرے
بنا یا ہے اپنی اولاد سے غیر ذراعتی وادی میں حیرے بیت الحرام کے پاس اس آیت
کریمے مِنْ ذُرِّيَّتِي میں رب العزۃ نے من تبعیضہ کو بیان فرما کر ابراہیم علیہ السلام
کے واسطے علم و ما فی الاصحاح و ما ذَا اُتِیْتُ عِنْدَ کَا ثُبُوت میں کر دیا
کیونکہ اس علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی
مِنْ ذُرِّيَّتِي فرما دیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام
کا بیان فرمایا جس کا وہاں نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
بھی مَا ذَا اُتِیْتُ عِنْدَ کَا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے
مقتل علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص ایمان لائے یا نہ۔ فرمایا۔

۱۱۔ انعام $\frac{۱۲}{۶}$ وَ اَلَا تَرٰنِیْ دَاوُدَ اِیْمَہِیْ جِی ہِم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و
آسمان کی بادشاہیاں دکھادیں، ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا اے زمین و آسمان
کے عزیم فیض عطا کرنے کا ارشاد فرمادیں اور تم پر عقیقہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا
دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور قرآن آیت پڑھ دیتے ہو کہ اللہ قلم فرماتے
ہیں۔ لَوْ اُخِیْتُ اَلْعُتْمَاتِ ذَا لَمْ یُحِیْ کُنْ کُنْیِ ایت پڑھو گے رب العزۃ نے قرآن
آیات میں اپنی طاقت علمی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ

عَالِمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمُ غَيْبِ ذَاتِ الصُّدُورِ پھر فرمایا
 إِنَّ اللَّهَ يَكْتُبُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور فرمایا دَلِيلُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ اور سُبْحٰنِیْ فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْاَعْلَمُ مَا
 تَبَّ ذُوْنُ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے لُغَتِ دِیْ فرمایا
 نَسْتَلْ لَّا یَكْتُمُوْنَ فِی السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ اِلَّا اللّٰهُ جَبَّ اِنِّیْ طَاقَتِ علمی
 خصوصی کا دعویٰ فرما دیا تو دعویٰ ملیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزت
 نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہرِ علمِ خمسہ بنا کر دلیل دی
 جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَكَذَٰلِكَ اَدْبَرَ
 سُرِّیْ اِبْرٰہِیْمَ مَنَکُوْلَتِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اور تاکر زمین و آسمانی غیرت
 بنی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی و معرفتِ غیبِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کی حق دلیل
 کفار کو ثوابت ہو جائے تو ظلم و مادی و ماضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی
 توحید و رسالت مکمل ہوئی اور اگر وہ ہندی و مابنی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کئے
 علوم غیبیہ علمی و محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے اور سُرِّیْ اِبْرٰہِیْمَ اَھِیْمَ
 مَنَکُوْلَتِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے تو معاذ اللہ
 مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ بلا دلیل علمی ہو گئی۔ لہذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ علوم غیبِ
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے
 دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الہیہ کا غیبِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا فکر
 تو کئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ اب
 تم ادا کر دو کہ تمہاری عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے جس ذات
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم ہی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَنَکُوْلَتِ السَّمَوَاتِ

وَالْكَافِرِينَ فِي أُولَئِكَ عَذَابٌ مُّشْتَرِكٌ

۱۲۔ میری ۱۲ { مَا يَنْتَظِرُ إِلَّا أَنْ يَكْفُرَ فِي مَن } مَا لَكُمْ يَوْمَئِذٍ

باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تو میری اتباع کرے۔ میں تجھے سیدھے رستے کی ہدایت دوں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعائے فرمایا۔ کہ مجھے علم غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اُس کے تین وجوہات ہیں (۱) کَذَّابٌ كَذِبٌ اِبْرَاهِيمُ اَبْرَاهِيمُ آپ کے علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) مَا يَنْتَظِرُ إِلَّا أَنْ يَكْفُرَ آپ نے فرما کر علم کے ساتھ فعل جاء کو بیان کیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم میرا غیب الہی سے ہے۔ اسی واسطے جاء کی قید علم کو غیب سے متصف کر دیا (۳) اَوَمَنْ أَكْفَرُ مِنْكَ كَذِبًا تِلْكَ کے فرمان نے صاف غیب کی ناکید فرمادی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مخاطب غلظ کے تحقیق ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے نیز وجوہات کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کے دھڑے سے علم غیب کی اصلیت واضح ہو گئی

۱۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوٹیں میں گرنے سے پہلے ہی مَا فِي الْغَدِّ كَارِشًا فرمایا فَيَسْكَدُ ذَاكَ كَمِيدًا

کو تھکے تیرے جانی سلیہ کیلئے۔ فَيَسْكَدُ ذَاكَ كَمِيدًا استقبال فرما کر قبل از وقت علم غیب

ناجرا اور کافر کے وہ نہ جنہیں گے اس آیت کریمہ میں فوج علیہ السلام نے وہ امر و فیعیہ کی
 علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یُضِلُّوْهُمۡ ذٰلِکَ لَعَنَ الْکُفَّارُکَ زَمَانًا سَتَقْبَالُوْا فِیْہِیۡمُ الْکُفَّارُ کِرۡوَانًا
 کو ظاہر کرنا۔ یعنی مَا ذَا اَتٰکُمۡبِ غَدَا کے علم کا قبل از وقت ارشاد فرماتا (۲) وَلَا
 یَلٰدُکُمۡ اِلَّا اَلۡاَسَاجِدُ اَلۡکٰفِرٰتِ سَے تمام کفار کے مَا فِی الْاَمۡنِ حَآئِرٌ کی قبل از وقت صحیح خبر دینا
 اور مَا فِی الْاَضَلَالِ کَآیۡتَہٗ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَا ذَا اَتٰکُمۡبِ غَدَا پاس تھے ملاحظہ ہو۔۔۔

۱۶۔ کہف ۱۶ { (۱) خضر علیہ السلام نے عالم بادشاہ کے پہنچنے کے پہلے کشتی
 کی ایک تختی اکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲)
 رب کے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے مال باپ کو باغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار
 بنا دی کیونکہ اُس کے نیچے خزانہ تھا۔

۱۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مَا ذَا اَتٰکُمۡبِ غَدَا کی خبر دینا۔

۱۷۔ کافرون ۳۰ { وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ وَلَا اَنْتُمْ
 اَعَابِدُوْۤنَ مَا اَعْبَدُوْۤا اور نہیں ہوں میں
 اُس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے
 ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اس آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی
 کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اُس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم ہی عبادت
 کرو گے۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی چٹکائی ہے مَا فِی مُحَمَّدٍ کِی۔

۱۸۔ ابو داؤد ۱۲ نسائی شریف ۲۱۳ مسلم شریف ۱۲۱۲

وہ سچ ہو کر ہی بیگناہ لیکن دوسرے کو ان کو میدان جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کئے گئے۔ فوراً انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق ان کے علوم خمسہ پر صحیح ہوا و تم اُمّی بن کر ان کے علوم صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو ان متواترین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا سبباً ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

۱۹۔ مشکوٰۃ شریف ۳۳
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمْلِكُ خَمْسًا أَمْرًا لَبِيبًا رَسَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُحْدَقُ فِي مَبْنَى فِي قُبْرِى دُحْمَا ثُمَّ يَمُوتُ مِنْهُ رَسَنَةً
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زین پر اتریں گے تو نکاح کر لیں اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۴ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا تو میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے، اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قرب قیامت میں ہونے والے ہیں (۱)، عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲)، عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳)، عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی ما فی الامر حاد کے علم کی آپ نے کسی صدیوں پہلے اطلاع فرمادی (۴)، عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۴ سال کا ارشاد فرمادینا (۵)، عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امور خمسہ سے امور ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ کو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قرب قیامت میں ایسے ہی ہوکر رہیگا۔ الا فرما زائید جو ان اطلاع ثلاثہ کے منکر ہیں۔ اب تم سوچو کہ متہار ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمورات غیبیہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ تو فیہما دورہ فرقة مرنا یہ میں شامل ہو گئے۔

۲۰۔ کنز العمال ۲۶۸ { عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَرَىٰ إِيَّائِي أَعِيشُ مِنْ بَعْدِكَ

فَتَأْتَنِي أَنْ أَذُقَنَّ إِلَىٰ جَنَّتِكَ فَتَأْتَنِي بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ مَا فِيهِ إِلَّا مَوْضِعَ كَبُورِي وَكَبُورِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ بْنِ مَرْثَدٍ وَحَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَتِي سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ مجھے اجازت فرمائیے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابوبکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسیٰ بن مریمؑ کی قبر کے، اس حدیث شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرما دیا۔ جس سے ما فی غدد کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ مطابقی فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اُسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پر ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں ہی دفن ہوئے گا۔ خَبَرَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ لَمَّا بَاۤءَی اُمُّ رَیْحَیْنُ ثَوْبًا وَفَاۤذًا تَکْسِبُ عِنْدَ اَلاَکُمَا نَرَعَمَتْ ۔

۲۱۔ مسلم شریف ۲۴۱ { نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے قتل کا مکان بیان فرمایا۔

فَيُطْلَبُ سَاحَتِي يَدْرِكُنِي بَابُ لَدِّي فَيَقْتُلُنِي دَرُوْجَالُ حَضْرَتِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام

تلاش کرئیے۔ جتنی کہ باب لہ کے پاس وصال کر پائیں گے۔ تو اس کو قتل کر دیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دونوں علوم فیسیہ کی اطلاع فرمادی۔ بآتی انہیں عنوت اور ماذا تنکسب عندا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

۲۲۔ کنز العمال ۲۲۱/۱ | لَيْقُتَدِ اجْنَ مَذِيْبَ الدَّجَالِ بِبَابِ لُدٍّ
ابن مریم وصال کو باب لہ میں ضرور قتل کرے گا،

باقی رہا پیٹ کا کو بیل قرآن کریم جس کے متعلق روح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا تَلِيْلُذَا
اَلَا فَاَجِرًا كَفَّارًا واضح ہو چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مافی الاسرار
کا ذکر۔ (مافی الاسرار کا ذکر حدیث صحیحہ سے)

۲۳۔ بخاری شریف ۱/۱۱ | عَنْ اَبِي بَرْدَةَ عَنْ اَبِي مَرْثَدَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ
کَؤُوهَیْمًا کَلْمًا اَکْثَرُ عَلَیْہِ غَضَبٌ ثُمَّ
۲۶۳ مسلم شریف
قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ فَمَا مِثْلُہُمْ فَقَالَ

مَرْحَلٌ مِّنْ اٰیٍ قَالَ اَبُوکَ حَدَّثَ اُنْتُمْ فَقَامَ اَخْرَجْتَال مِّنْ اِیَّیَا
مَسْئُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوکَ سَأَلْتُہُمْ مَّا لَیْ سَمِیْتُمْ فَمَا سَمِعْتُمْ عَنْہُمْ اِی
وَجِہِہِ قَالَ یَا مَسْئُوْلَ اللّٰهِ اِذَا شُئِبَ اِلَی اللّٰهِ رَاہُی رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُ اَبُوہُ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَاہُی رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
چند ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ بڑا محسوس فرماتے تھے
تو جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جو بیش رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا
جو تہوار اول پاس ہے تم مجھ سے دریافت کرو۔ تو ایک آدمی عبد اللہ نے کہا۔ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ عذاذہ ہے تو دوسرا
شخص (سعد) کھڑا ہوا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ

نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رخِ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر آرہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سَلَوْتُ فِي سَلَوَاتِي رَدِيًّا كَرُوْهُجًا سے دریافت کر لیا ہے، فَتَوَكَّ عَلَيَّ رَبِّكَ عَلِيٌّ - حضرت عمرؓ نے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھا شروع کر دیا۔ رَحِمَنُ رَحِيْمًا اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ الْاَمَلُورِ دِيْنًا وَبِحَحْمَتِكَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ الْاَمَلُورِ دِيْنًا وَبِحَحْمَتِكَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ الْاَمَلُورِ دِيْنًا

آپ نے خاموشی اختیار فرمائی یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کر لیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اُس کے پیروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ وہ بوندی و دہابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے دربار رسالت میں دوڑا فرماتے سبقت سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا یہ عجیب کلامِ پاک ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ مطہر میں مودبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو حاصل کر لیا۔ اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اسباب مَا فِي الْاَرْضِ حَادِرًا کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پوچھنا کرے ہوئے لطف کی حقیقت کو مآذوفِ الاسباب ظاہر فرما دیا۔ حضرت عبد اللہ کو تو لوگ حضرت خذافہ اُن کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو جھوٹا کر کے حضرت عبد اللہ کے اصلی باپ خذافہ کی نسبت سے ثابت فرما دیا۔ ایسے ہی سعد کو اُس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرمادی۔ اس حدیثِ پاک سے تین مسائل ثابت ہو گئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سَلَوْتُ فِي کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علومِ خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنیٰ

فرمادے۔ جب آپ نے پانچوں کو متنبہ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علومِ خمسہ کو متاثر کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علومِ خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھڑا سمجھے اور آپ کے علمِ مافی الاثر حاکم کا انکار کرے تو یہ انکارِ رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحانِ رسالت کے واسطے علومِ خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور اپنے بھی بلا فصل علومِ خمسہ کے حل کرنے کو معرضِ استدہان نہیں ڈالا تاکہ تذبذب و دعوئے لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مافی الاثر حاکم کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلوٹی آپ کا فرمانِ غیبِ کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نے ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ بہ یا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیباتِ خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علمِ غیبیہِ کلیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وبالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے علومِ اربعہ خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر تو بحکمِ مَدِیْنِیَا ارشاد فرمایا کہ یونکہ نبی کے معنی ہی غیبی خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر مافی الاثر حاکم کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفتِ نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفتِ عظیمہِ علمی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیباتِ اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروادی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اُسی وقت فرمادیتے کہ میں اُس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود اُن کی ولایت کو ظاہر فرمایا تو علامہ مافی الاثر حاکم کے علمِ حاصل ہونے کے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا طریقہٴ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اُس کی عبادت نہ سمجھی جائے

کی۔ جیسا کہ بعض معتدین مجاہدانِ اہلِ حدیثِ صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طہیۃ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۱۰۷ درج ہے باب مَن سَرَّكَ عَلَى رُكْبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوْ لِحَدِيثٍ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال کیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۲۸۲ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت

علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو مجھ پر ایمان دار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے اس خبر کو سن کر استہزا کیا جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر اجل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اُس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں بلننا تو یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يَكُنْ دُونِي مَعْنِي مَنِّي فِي مَا بَيْنَكُمْ دُونِ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ فَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ بَنِ حَسَدٍ أَتَتْ مَعْهَبِي فَعَالَ مَنْ أَيْ يَأْتِ سَوَّلَ اللَّهُ لَمْ يَكُنْ عَالَ حَسَنَ تَوَمُّنَ كَا جَنُودِ نِي مِي رِي عِلْمِ مِي طَمَن كِيَا رِي جُو نَهَادِ اَوَّلِ چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن عذاف نے اپنے باپ کی حقیقت

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رِضِیْتُ بِاللهِ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ شَعْرَ نَزَلٍ عَنِ الْمُنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرینِ غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا انورِ خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری شخصیں فائدہ مند نہ ہوگی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرماتا تو یہ آپ کے نذیر ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود مُنْتَهُ مبین میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد دُرسے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵۔ آل عمران ۱۷۱ مَا كَانَتِ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ دُونِهِ مَن يَشَاءُ فَاسْمِعُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُعْصُوا سَقُوا فَالِكُمُ أَجْرٌ عَظِيمٌ اور اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہر مجموعہ مومنین و منافقین، جب تک کہ پلید منافق، سے پاک رومن، کو علیحدہ نہ کئے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے غیب کے سکھانے پر دوسروں سے، برگزیدہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے، اور اُس کے رسولوں پر رک

اِنَّ كُوْلَهُ كَاوِيَا بِوَ غَيْبِ هِے ، اور اگر تم را اِن دو اُمور پر اِیمان لے آئے اور اُسے
تو تبار سے لئے اجر عظیم هِے)

اِس آیت کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی
کا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے علوم غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔
اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مارا ستین ہزاروں
کی صفوں میں ہی پر دو پوش رہتے۔ لیکن اِن کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالیٰ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل غیب پر اِیمان رکھنے والوں سے اِن کو علیحدہ کر دیا۔
وَمَا عَلَيْنَا الْاِطْلَافُ مَبِين

عَنْ عَبْدِی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ

۲۶۔ نسائی شریف ۲/۱۴۳ { سَمِعْتُ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ يَقُولُ یُخْرِجُ قَوْمًا فِی اَیْدِی التَّامَانِ اَحَدُ اُتُ الْاَسْتِنَانِ
سَفْهَانِ الْاَحْلَامِ لَیْکُوْنُ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَا یُحِبُّ اَنْ یَاْتَا نَهْمُ
حَنَاجِدُهُمْ یَمُوتُ مِنْ التَّیْبِ کَمَا یَمُوتُ الْمُسْلِمُ مِنَ التَّوْبَةِ
فَاِذَا اَلْقِیْمُوْهُمُ قَتَلُوْهُمُ فَاَتَقَتْلَهُمْ اَجْرًا لَیْنُ قَتَلَهُمْ
یَوْمَ هَذَا الْقِیَمَةِ حضرت عائشہ سے روایت هِے۔ فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا هِے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکمے گی جو اکثر عمر ربیدہ ہونگے۔ کما
فہم ہوں گے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرینگے۔ اُن کا اِیمان
خجروں سے نیچے نہ اُترے گا۔ اور دین الہی سے ایسے دور گزر نکلیں گے۔ جیسا کہ
تیر شکار سے پار نکل جاتا هِے یعنی دین میں داخل ہر پھروں کو چھوڑ کر پار نکل جائیں
گے۔ اُترائے مومنوں نہم جب اُن سے ملاقات کرو تو اُن کو قتل کرو۔ کیونکہ اُن کے
قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا هِے جیسا کہ اُس نے قیامت تک اُن کو قتل کیا اب

تم سوچ کر یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے مافی عند کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور مافی الاسرار مستقبلہ کا علم آپ نے اُس وقت ظاہر فرما دیا۔

۲۶۔ بخاری شریف ۱/۳۶۱ { حد ثنا عبد بن حفص حد ثنا

بن وهب حد ثنا عبد الله حد ثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وَهُوَ الصَّادِقُ وَالْمُصَدِّقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يَجْمَعُ خَلْقَهُ فِي بطنِ امِّهِ
 أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً
 مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كِمَاتٍ فَيَكْتَبُ
 عَمَلَهُ وَاجِبَهُ وَنَدْبَهُ وَشَقِيَّهُ أَوْ سَعِيدَهُ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ -

در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا جو سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں
 کہ ایک مہینہ اگر کوئی بھی بوائے کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اُس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر
 وہ خون کا توٹھرا بنتا ہے ۴۰ دن - پھر وہ ۴۰ دن گوشت کا مضغ بنتا رہتا ہے پھر
 اللہ تعالیٰ اُس کی طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے - (۱) تو وہ اُس کے
 عمل لکھتا ہے - (۲) اس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اُس کا رزق لکھتا ہے (۴)

بدبخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ آپ نے بھی پیٹ کا علم کلی کا ہونہ
 اب حدیث کے دعوئے واروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے
 کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ مَا ذَاكَ تَكْتَسِبُ عَدَاُكَ عِلْمُ هِيَ اَوْرَاسُكَ مَرْنَةُكَ مَقَامُكَ اَبْهَى اَوْرَاسُكَ
 رَزَقُكَ اَبْهَى اَوْرَاسُكَ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ بَوْنَةُكَ اَبْهَى اَوْرَاسُكَ رُوحُكَ اَبْهَى اَوْرَاسُكَ
 پھر نکلنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ امور خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ

ملائکہ کو روح کا علم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو تو اُس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اُس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا علم اور اُمورِ خمسہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے اس حدیث صحیح بخاری سے یَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي عَمَل ہو گیا لیکن عوامِ اناس کو علم ہوا کہ فَمَا أَذْبَنُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارواح کے علم کا ہونا بتین بنیغیب ہے چنانچہ مسجد اقصیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاءِ کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی پہچان فرمائی ملاحظہ

اور قہد میں آپ کا پیش کیا جانا عالمِ ارواح سے آپ
مسلم شریف ۱۶۶ ا کے باخبر ہونے پر وال ہے اور خصوصاً آسمانوں سے
 پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی پہچان کرنا دوسرے آسمان میں کھینچی علیہ السلام اور
 عیسیٰ علیہ السلام کو پہچاننا اور ارواح سے اجسام کی تیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف
 علیہ السلام سے طاقی جو تا جوتھے آسمان پر روح اور یس علیہ السلام کی تیز کرنا پانچویں آسمان
 پر ہارون علیہ السلام کے رم سے ملاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسیٰ سے ہمکام ہونا
 ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ و مرسلہ سے ثابت ہے۔
 اور عالمِ ارواح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء سے جو طبقات الشافعیہ
 الکبریٰ ۱۱۳ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو پسند فرمایا عالم
 ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کڑے لگوائے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا
 علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے۔ کیا ملک الموت کو بھی روح
 کا علم نہیں الْمَوْتِ الَّذِي ذُكِّرَ بِكُمْ اَلْغَلْبَةُ الْمَوْتِ كَرُوحِ كَالْعِلْمِ نَحْنِ
 تروہ روح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي جواب

دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اگر میں علم ظاہر کر کے کفار کو عاجز نہیں بنے دیا جاوے گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو روح اور جسم کے عاجز تو کیا مَبَايِحُ کُفْرَانِ اِہْلِی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفیٰ علیہ السلام کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں اپنی خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الہی مَن یطیعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللہَ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو یعنی مطیع الہی جب تک پہنچے مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الہی نہیں ہو سکتا۔ اور اُن ملائکہ کا علم اِندَانِ کافِلِ مَال کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کا علم کئی ہے جس کی تفصیل اس حدیث پاک میں آپ نے فرمادی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مافیہ لغد مافیہ الارحام

قیامت تک کے حاصل ہیں

لابی نعیم حد ثنا الحسن بن اسحاق ابن
ابو اسید بن زید حد ثنا المنتصر بن
نصر بن المنتصر حد ثنا احمد بن رشید
بن خثیم حد ثنا عی سعید بن خثیم

۲۸۔ دلائل النبوة ج ۱

تاریخ الخلفاء ۱۵

عن حنظلہ عن طاووس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قلت لعلی بن ابی طالب

اُمُّ الْفَضْلِ قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكَ
 حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا أُولَدَتْ فَاسْتَيْنِي بِهِ قَالَتْ فَلَمَّا أُولَدَتْهُ اسْتَيْتُ
 بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَنَ فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ
 الْيُسْرَى وَابْنَاهُ مِنْ بَرِيقِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ إِذْ هِيَ بِأَبِي الْخَلْفَاءِ
 فَخَبَرَتْ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا كَبِيرًا فَلَبَسَ ثِيَابًا بَدَأَتْ بِهَا النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ بِهِ قَامَ فَصَبَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ قُلْتُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سَنِي أَحْبَبْتَ مِنِّي بِهِ أَمَّا الْفَضْلُ قَالَ هُوَ مَا أَحْبَبْتُكَ
 هَذَا أَبَوَا الْخَلْفَاءِ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ الشَّفَاحُ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ الْمَطْلَعُ
 حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّيَ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ابْنِ عَبَّاسٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سَے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے
 (اسمہا بابا بہ بنت الحادث) اہل لیتہ امیرۃ العباس ابن عبد المطلب
 کہا ام الفضل نے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ
 تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکا میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جنم تو اس کو رو دو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 عالیہ میں لائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور دائیں
 کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک اس کو چھپایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور
 فرمایا کہ ابوالخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی
 اور آپ سفرِ عباس رکھنے والے تھے آپ نے فوراً عباس بدلا پھر دوبار رسالت میں
 تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں کے پیلان
 بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کس غیبی شی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ دہی ہے جب تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفا کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتیٰ کہ جعفر بن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

- ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پردے میں حوریت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔
۲۔ آپ کا علم مافی الاہ حاکم کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے کی مبارک دینا۔

۳۔ بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر خدمت کرنا سنت ثابت ہوگا۔

۴۔ اہل اللہ کا بچے کو بطور تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہوا۔

۵۔ اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا مسنت ثابت ہوگا۔

۱۔ بنی صلی اللہ وسلم کو مافیٰ غدا اور قیامت تک کے معافی الاہ حاکم کا علم غیبی حاصل ہے۔ جیسا کہ اپنے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیامت

پرنسپل اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی اطلاع فرمادی یہ ہے علم ما تحیل کُلُّ اَشْیَ وَا مَا تَعِیْنُ الْاَلَمَ حَامِعًا

شَدِّ دَلِيلُ سے ایک مرتبہ جس کے انعام الہی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ سوائے خدا کے مافی الاہ حلالہ کا علم اور مافی عند کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترقیامت تک کی سلسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے یا نہ ہو مرتبہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے

رضاعی جائیوں میں جا ملے گے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ کے علم مافی الامامہ اور علم مافی عند کے قائل ہر جا ویر اور اپنا ایمان درست کر لو کہ انعام الہی ہے جسے چاہے کر دے
 ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اَوْضَحْنَا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن و ارشاد الہی اِنْ
 فَضَّلْنَا كَانَ عَلَيْكَ عَظِيمًا اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے موجود ہے اور فضل کی بڑی خصوصیت
 قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ مخصوص ہے وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
 سَاوَدَ كَانَتْ فَضْلُ اللَّهِ عَظِيمًا صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کا لفظ دعا انکار لازم
 آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا لڑ خفیہ کذب ہے۔

۲۹۔ مسلم شریف ۳۹۲ قَالَ اَنْبِئْنِي صلی اللہ علیہ وسلم فَيَتَعَنُّونَ
 اَعَشَرَ فَوَارِ مِنْ طَلَبَعَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
 صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّي لَا عَرَفْتُ اَسْتَمَاءَ هَمْدًا اَسْتَمَاءَ اَبَاءِ هَمْدًا اَنْ
 حَيُّوْا لِهَمْدٍ هَمْدٌ خَبِيْرٌ فَوَارِ مِنْ عَلٰى ظُهُمِ الْاَنْبِيَاِ كَذَمْبُ ذِي صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں
 اُن کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور اُن کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور اُن کے گھوڑوں کے
 رنگوں کو بھی وہ اُس دن تمام زمین کے اسپ اسواروں سے بہتر ہوں گے۔
 اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی عند اور مافی الامامہ کے علم
 قیامت تک بیان فرمائیے۔

آپ کے غلام بچے علم مافی الامامہ سے واقف ہیں

۳۰۔ مستدرک ۴۱۸ عَنْ عَدُوَّةَ قَالَ بَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَبْلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ

وَهُوَ يَتَوَجَّهُ إِلَى بَدْرِ لِقَائِهِ بِالرُّحَاءِ فَنَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَيْرِ النَّاسِ
فَلَمْ يَجِدُوا أَحَدًا خَيْرًا أَتَقَاتُوا لَمْ يَسَلُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوْ فِيكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَلَعَدَّيْ
الْأَعْدَاءُ فِي مَا كُنْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ فَاخِيرَ فِي مَا فِي بَطْنِ نَاسِي هَذِهِ فَقَالَ
لَهُ سَلِمَةُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ دَوْشَقٍ وَكَانَ عَلَامًا حَدَّثَنَا لَا نَسْأَلُ
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَخْبَرْنَاكَ نَزَلَتْ عَلَيْهِ نَفِي بَطْنِهَا سَخْلَةً مِنْكَ -

دعوت سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی
سے اور وہ بارہا مقابلہ کی طرف۔ روحانی وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیر و عافیت
دیافت کی تو انہوں نے اس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اسے کہا کہ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی
ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ کہ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اس
اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا مالا نکہ وہ بچے ہی گھنے کہ تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر سکتے ہیں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اس پر جنت ہے
تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغ ہے۔

انصاف سے غور کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو
پیٹ کا علم یعنی مَا فِي الْأَمْسَاحِ کا علم ہوا اور تم کو کہ انبیاء کو کافی الامام کا علم نہیں
ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ما فی الاحادیث تھا

بہشتی شریف

طاہری شریف

تایخ الحفار

اصابہ

عَنْ عَائِشَةَ نَزَّاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا
قَالَتْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَحْلُمُ أَحَادَ
عَشْرِينَ دَسَمًا مَالِهِ يَا الْغَائِبَةُ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ
الْوَسَاةُ كَالَ اللَّهُ يَا سُبْحَى مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ
إِلَى عَيْنِي بَعْدِي مِنْكَ وَلَا أَعْتَدُ عَلَى نَفْسِي بَعْدِي
مِنْكَ وَإِنِّي كُنْتُ تَحْلُمُكَ جَاءَ دَعِشَيْنِ دَسَمًا
فَلَمَّا كُنْتُ جَدُّ نَبِيٍّ وَ أَخْرَجْتَهُ كَانَ ذَلِكَ

وَ إِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَ أَمْرٌ وَ إِنَّمَا هُمَا أَخُو لِي وَ أَخْتَاكِ فَاسْمُوهُ
عَلَى كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ هَالِكِيَّةُ يَا أَبَتِ وَ اللَّهُ لَوْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا

لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ اسْمَاءُ فَمَنْ الْأَخْنَفُ كَالَ دُؤْلَبُنِ ابْنَةُ خَاصِرِ جَعَلَهُ
أَمَّا أَجَابَةُ بِنْتُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي زَوْجِ مَطْلُوعِ رَوَايَتِ

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا جس میں دس
ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا غائبہ کے مال سے توجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو دیا قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے
کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے

تجھے نیاز بھیجی جس میں دس ٹوٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخ دلی کرے اور تولد کرے
تو آج دربار کا مال ہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی میں اور دونوں ہی بہنیں ہیں

تو اللہ کی کتاب کے مطابق تم اس کو تقسیم کرو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
عہدہ فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہمشیرہ) وہ ہمار

ہی تو ہے اور کوئی نہیں دوسری کون ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری
والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھ رہا

۱۰۰

کیوں جناب تم تو مجھے مومن صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹو، ام یہیں یہاں تو آپ کے نام لیا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا کہ میں حیرت والہ کے پیٹ میں ہڈی دیکھ رہا ہوں، یا مومن صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن کی فراست سے خود وہ اللہ سے نور سے دیکھنا ہے، خداوند نہیں بھی اگر اللہ تعالیٰ کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عانت فرما دے۔

علم نزول غنیمت

۳۲۔ بخاری شریف ۱۳۸۱ { عَنْهُ سَوَّلَ اللّٰهُ صَلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُخَطِّبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقِيتُ الْمَطْرُفَ فَادْعِ اللَّهَ أَنْ يُسْقِنَنَا فَنَدَّ عَا فَمَطَرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنَازِلِنَا فَمَا نَرَانَا نَمْطُو إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ نَعَامُ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ عَلِيُّ بْنُ كَثَّالٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُصَرِّفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَوْا أَلَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ سَيَقْطَعُ يَمِينَنَا وَشِمَالَنَا لَا يُمْطِرُونَ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ - (انس بن مالک سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں اسے مکاؤں تک

پہنپنا مثل ہو گیا۔ اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش پڑے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرو و زواج پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے۔

۳۳۔ مسلم شریف ۱۱۲۱۴ | اَلَا نَقْرَجُجْتَ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹلی پاک کے اشارے سے ہی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا جس کے اشارے سے بارش برسے اور جس کے اشارے پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اُس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ اُن کو بارش کا علم نہ تھا تو اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ ہو۔ آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل اُٹھ کر پڑ جھک جائے اور فوراً گھر کر برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہوا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ چیز منکالینا اگر شے معلوم نہیں تو اُکیے سکتی ہے۔ بسا کہ اُصف بن برخیا نے بتائیں کہ تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ بھینکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ اُصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے کہ اُصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بنیہ علم کے ہی تخت کو اُٹھا لائے۔ مسلم ہوا کہ بنیہ علم کے اذیتین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے جس بنا پر آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے

سے چاڑھ دیا گیا۔

۳۴- مسلم شریف ۲/۱۰۱ | فَيَا مَعْزَاتِ اللَّهِ فَنَمَطُوا رَجُلًا مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
فرمایا۔ کہ وہ بال آسمان کو حکم کرے گا تو بارش شروع

ہر بارے گی،

ذرا انصاف فرمائیے کہ وہ بال کا فر کے حکم سے ہاتھ برسے تو وہ بال کی اس طاقت پر تم
ایمان بلا دلیل فرمائے آؤ۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کا فرمان آسمان چاند سورج بارش تسلیم
کریں۔ جبکہ بارش والا آپ کا دھمچہ پٹھے تو تم آپ کی توبہ علمی کا آپ کے متبعین سے بے خبر ہونے
کا انکار کرو۔ اخیر مر کر آپ کے حضور میں پیش ہونا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس عینے
پر منہ دکھاؤ گے۔

بحث علم قیامت

”علم غیب سے بالی اربہ مسائل تزل ہو گئے لیکن قیامت کا نہ ہونے کی
دہائی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سوائے خدا
کے کسی کو علم قیامت نہیں۔“

۱۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْآيَاتِ مِمَّا نُنَزِّلُ إِنَّمَا عَلَّمْنَاهَا جُنُودَ رَبِّهِ
لَا يُخْلِفُهُمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا هُوَ لَخَلَّتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَا بَيْتُكَ وَإِلَّا
بَغْضَةً يَسْأَلُونَكَ كَا تَكْ حَقِّي عَنْهُمْ قُلْ إِنَّمَا عَلَّمْنَاهَا عِنْدَ اللَّهِ وَنَسِيتُ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

جہ سے پچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس
وہی کھول دکھا دیگا۔ اس کو اپنے وقت میں جاری بات ہے آسمان وزمین تم پر آویگی تو

بے خبر آدمی مجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے غافل اند
پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبان اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا جیسے۔

۲۔ یَسْأَلُ النَّاسُ مِنَ السَّاعَةِ قَدْ أَمَّا عَلِمَهَا عِنْدَ اللَّهِ

۳۔ وَعِنْدَ اللَّهِ عِلْمُ السَّاعَةِ وَالْيَوْمِ تَزْجَعُونَ

۴۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مَرُّهَا قُلْ إِنَّمَا أَمْرٌ إِلَهُكُمْ مِنْ دُونِهَا

إِلَى رَبِّكَ مُنْهَاجًا

۵۔ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت
نہیں اور نہ قرآن کریم کا انکار کرنا چڑھ گیا جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت
ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔

۶۔ بڑا انوس ہے کہ علم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے

انکار کرو و حالانکہ قرآن کریم میں خبر صیت علوم البیہیں یہ چاروں بعد
میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن و حدیث تعلیم الہی سے
خیر الخلاق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہونا چاہیے
آیت کریمہ کی تزیین ملاحظہ ہو

تھان ۲۱ { إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَمْرٍ يُقُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ زُورِ غِثٍ
بھی امر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ثابت ہو گیا اور ما فی الانشا حاکم کا حصول علم بھی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے

بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کروں پہلے
انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ خود جواب دیتے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود عجیب دے دیتے بلکہ بفرمان الہی وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن
کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا،

تو نبی علیہ السلام کی قوم نے کہا۔ اِنَّا لَنَذْكُ فِي ضَلَالٍ قَبْلَ هٰذَا تَوْرٰحَ عَلٰیہِ السَّلَام
نے جواب دیا یَقُوْهُرُ لَیْسَ بَیْ ضَلٰلَۃٍ هُوَ عَلٰیہِ السَّلَام کو قوم نے کہا اِنَّا لَنَذْكُ
فِی سَفَاہَۃٍ تَوْرٰحَ عَلٰیہِ السَّلَام نے جواب دیا یَقُوْهُرُ لَیْسَ بَیْ سَفَاہَۃٍ فَرَعُوْنَ
نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا اِنِّیْ لَا ظَنُّکَ یَقُوْهُرُ سَرَّ مُوسٰی عَلٰیہِ السَّلَام نے جواب
دیا اِنِّیْ لَا ظَنُّکَ یَقُوْهُرُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی ہٰذَا اَلْمَیَّاسُ پہلے انبیاء علیہم السلام اپنے
سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ
رعۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف
سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ تَرٰ اللہ تعالیٰ
نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی مَا اَنْتَ بِمَجْنُوْنٍ بَلْ اَنْتَ
کَاۤفِرٌ لَّہٗ اِنَّمَا اَنْتَ سَآءُ عٰدُوْرٌ رَبُّ الْعِزَّتِ نے جواب دیا۔ وَ مَا عَلَّمْنَاۤہُ السِّعْرَ
وَ مَا یُسِّیْعُ لَہٗ۔ چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے وَ لَیْسَ لَکَ عَنْ ذٰی
الْعِزَّتِیْنَ سَلْ سَآۤسَلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہٗ ذِکْرُ الْاٰمِ اِنَّا مُکَلِّفُوْنَ الْاٰمِرِیْنَ
وَ اَنْتَ لَمَّا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبِّۡۃٌ پھر قوم نے سوال کیا لَیْسَ لَکَ عَنْ الْاٰمِرِیْنَ
سَلْ الْاٰمِرِیْنَ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے
ارشاد الہی ہے وَ لَیْسَ لَکَ عَنْ الْاٰمِرِیْنَ سَلْ هِیَ مَآ قِیَّتُ لِلنَّاسِ وَ الْحُجَّ
آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے لَیْسَ لَکَ مَا ذَا یُعِیْقُوْنَ سَلْ مَا اَلْفَقُّ لَمَّا مِنْ

خَفِيَ قَوْلُ الْإِنْدِیْنِ وَالْكَثُوبِیْنِ وَالْیَتِیْمِ وَالْمُسْتَکِیْنِ وَالْبَنِ السَّبِیْلِ
اور آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے یَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ
فِیْهِ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِہِمْ اَوْ سَفِیْہِمْ
یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخُمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِیْہِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ اَوْ سَفِیْہِمْ وَیَسْئَلُونَكَ
مَاذَا اَنْیَقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اَوْ مَلَاحِظَہُ وَاَنْیَقُوْا نَفْسَکُمْ عَنِ الْیَتِیْمِ قُلِ
اِصْلَاحٌ لِّہُمْ خَیْرٌ وَاِنْ تُحَايِظُوْهُمُ فَاَنْجَاسُکُمْ اَوْ اَرْشَادُ اللَّهِ اَوْ سَفِیْہِمْ
وَاَنْیَقُوْا نَفْسَکُمْ عَنِ الْمُبِیْحِ قُلْ هُوَ اَذْنٰی فَاَعْرِضُوْا الشَّأْنُ عَنِ الْمُبِیْحِ
اور جواب الہی سَفِیْہِمْ وَیَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُہَا رَبِّیْ فَاَسْفَا اَیْکُمْ
اور جواب الہی ملاحظہ ہو وَیَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
وَمَا اَدَّبْتُمْ عَلَی الْغَیْبِ اِلَّا قَلِیْلًا اور ارشاد الہی سَمِعْنَا مَنْ یُّحِبُّ الْعِبَادَ
وَعَمِیْہُمْ قُلْ یُحِبُّہَا الَّذِیْ اَنْشَأَ مَا اَدَّلَ مَسْرَیِّہِمْ اس کے علاوہ اور
بھی بے شمار ہیں جو بوجہ کمالیت ذکر نہیں کئے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی
نہ تھے؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے۔ یہ ہے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
سوال آپ کو ہو اور مجیب رب العزۃ ہو۔ اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ سبنا را سمجھنا غلط ہے جب آپ کا مجیب رب العزۃ ہے
تو سبنا را نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر معترض بے علمی بننا یہ تنہا ہی کم فہمی ہے بلکہ خداوند کریم کو
بے علم کہہ جو تنہا را عقیدہ ہے۔ کیونکہ آپ تر بقانون خداوندی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے بغیر حکم خداوندی کسی ساز کو فاش نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت
کو ظاہر فرمایا ہے آپ کی۔ بے علمی پر دال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم
ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا مجیب رب العزۃ فرما رہا ہے۔ کہ
اَلِیْدِیْرُدُّ عَلَیْہِ السَّاعَۃَ اللّٰہِ کی طرف علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے حتمی سوالات

جو صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوں مولائے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گذر چکا ہے۔ مثلاً یَسْأَلُكَ عَنْ الْيَمِينِ قَدْ اِصْلَاحٌ تَلَمَّحُ خَيْرٌ لِّیْکِنْ جِبْرَالِ
ہوتا ہے۔ یَسْأَلُكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مَوْتُهَا مَوْلَا کریم جواب کی طرف سے
جواب دیں اِلٰی سَرِّیْکَ مُتَلَمَّحًا ہذا تو اس جواب سے کہ فر تو آپ کو ہی معافا شدہ خبر
بجے گا لیکن مومن خدا پر اس کو چھوڑ چکا کہ جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا
تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی معافا اللہ
بے خبر کہتا چاہئے کیونکہ اس راز کو مرام پر نا ظاہر فرمانے کی علت آگے بیان فرمادی لا تَمَّا
اَسْتَفْهَمْتُ مِنْ تَحْتِهَا اور کوئی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور میں قیامت
کے علم ظاہر کرنے کا حکم بھی جاری کر سکتا ہوں لیکن آپ ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے
ڈرتا ہے جب کوئی شئی پکس آجائے یا اس کا علم ہو جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے
اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو کہنے
سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شئی نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا
کھا بادیکا تو بچہ بدک کر فوراً ماں کے گلے پیٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقت
ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور اوصحرا کا فرو منافق کو ڈرایا لَا تَقْنَطُوا
اِلَّا لِبَعْتِنَا اور اِنَّ السَّاعَةَ اَتَتْکُمْ لَا رَیْبَ فِیْہَا اور جب قیامت کے سوال یَسْأَلُكَ
عَنِ السَّاعَةِ سے اِلٰی سَرِّیْکَ مُتَلَمَّحًا جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللہَ عِنْدَہُ
حِیْلٌ السَّاعَةِ اور اِنَّمَا عَلِمْنَا عِنْدَ رَبِّیْ اور یَسْأَلُكَ عَنِ السَّاعَةِ
کا جواب قَدْ اِنَّمَا عَلِمْنَا عِنْدَ اللہِ خداوند کی طرف سے جواب ملا کہ آپ نے اپنی طرف
سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کر لے گا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزاء اور
مزاح کرنا شروع کر دیا وَ یَقُولُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
تو بھی یہی جواب ملا قَدْ اِنَّمَا عَلِمْنَا عِنْدَ اللہِ اور جب اپنے قَدْ اِنْ اِدْرِیْ

اَقْرَبُ اَمْرٍ بَعِيدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا پادشاہِ ناکہ نذارتِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق نہ آئے تو کفارِ منہاری طرح پھر سوال کر کے سبزا کرتے ہیں
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هٰذَا الَّذِي اُوعِدْنَا وَعَدَ اللّٰهُ اَمْ اَنَّا لَمَبِيۡنٌ
مَّا لَا يَمُرُّ بَصَرُهُۥ اِذَا اَلَّ لُحۡيٰهُۥ اَنۡ يَّجۡزِيَ اُولٰٓئِۤىۤىۡ سَآٓئِرَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا وَلَٰكِنۡ اَعۡتَدَ لِلۡكَافِرِۭنَّ اَلۡاٰثِمَۃَ اَلۡاَلۡیَمِۡنِ
اب جواب ملا اَنْ تَكُوۡنَ فِیۡہَا شَاۡءٌ قِیَٰمَتٌ قَرِیۡبٌ مِّمَّا تُرۡوِیۡ
وَمَا یُعۡدِیۡہِمْ لَکَ الشَّاعَتَہُ قَرِیۡبٌ کے حکم کی تفصیل شروع ہو گئی۔ جب اس پر
بھی پھر کفار کہ صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَیَقُولُوۡنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ کُنۡتُمْ صٰدِقِیۡنَ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب پابستے تھے
کہ جب وضاحت کا مادہ ہو جائیگی تو ہم اس پر زیادہ مسخرانِ خاطر کر گئے اور جو مومنین بھی اس
سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائیگا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن
رات قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائیگے تو
آپ کی نذارت میں بھی فرق آجائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب اور واضح فرما دیا اِشۡتَرَبۡتَ
الشَّاعَتَہُ وَاَلۡفَشۡقُ الْعٰثِمَۃَ مِیۡرَے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند ٹکڑے کر کے دکھا
دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائیگا۔ قیامت کا نمود دیکھ کر بھی کافر
طاقتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو بیٹھا بس قیامت قریب آگئی تاکہ مومن کا ڈر
زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کسلی پاک میں
مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور پچ عبادیں خداوند کریم
نے اِشۡتَرَبۡتَ الشَّاعَتَہُ فرما دیا لیکن وہ بندہ ملامتی پھر بھی اَقْرَبُ اَمْرٍ بَعِيدٌ
اَمْرٍ یَّجۡعَلُ لَہٗ رَیۡیَۃً اَمۡدًا پھر ہی اُڑا رہا اور اِشۡتَرَبۡتَ الشَّاعَتَہُ فرمانِ الہی کو پس پشت
ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِشۡتَرَبۡتَ لَنَا مِیۡرَے جیسا کہ ہمارے ہمارے غفلت
مَعۡرُضُوۡنَ لوگوں کے واسطے حساب قریب آ گیا ہے اور وہ ابھی غفلت میں ہو کر ان

ہیں

اور اس کو دور بچھ رہے ہیں اور اس کے خبروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

”تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار بنی علیہا سلام کو قیامت کا سوال استہزاء کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

فہابی

قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا دیتے۔

”فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔

محمد عمر

بلکہ رب العزت آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقتہً تھا۔ استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سنئے۔

جانبیہ ۲۵/۳

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا إِلَهَ إِلَّا ظَنُّنَا وَمَا لَنَا أَنْ لَا نَمُوتَ وَأَنْ لَا نُحْيَا بِمُسْتَطَقِّينَ وَبَدَأَ الْفُتُورُ سُبُطَاتٍ مَا عَمِلُوا أَوْحَايَ بِهِمْ مَاتَ كَذُوبًا لَيْسَتْ مُفْرَدَاتٌ أَوْ رَجَبٌ كَمَا جَاءَتْ هُ كَالْعَدَاوَةِ سَاحِلٌ هُ
اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائیگے ان کو ان کے بسے اعمال اور گنہگاروں ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مخلوق کرتے ہیں مدین قیامت۔

اس آیت کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیالی گمان کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین تھا اور اس آیت میں وَحَايَ بِهِمْ مَاتَ كَذُوبًا لَيْسَتْ مُفْرَدَاتٌ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق بنی علیہ الصلوٰۃ وسلم کو سوال کرنا یہ محض استہزاء تھا کہ حقیقتہً اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان

ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی فراہم کر کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ
اس امر کی دلیل ہوگی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو استنبط
ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ویسا ہی اُس وقت بھی یہی جہذا کفار کا اور یہی سوال نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور غیبی خبر رکھنے کے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ
بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم قیامت کی
خبر رکھتے ہیں تو ان کے متعلق کوئی آیت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش
کر دے تو کہنا پڑیگا۔ تَشَاطُفَہُمْ کُلُّوْہُمْ تہا رے متعلق ہی ہے جو قیامت کے خبر دہان
کو بے خبر سمجھے وہ خود بے خبر ہے آپ کے مافرازان کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ
کو ہی اس کا علم ہے جو تو یہ تمہارے علم و ہدایت کی ہی گہرا نشانی ہے نہ قرآن و حدیث میں آپ کو ہر شئی
کے علم غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔
اور نتیجہ۔

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ
جاثیہ ۲۵ } وَنُعْیَا دَمَا یَمْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا نَمْلِكُ
سَدَّ اِلٰہٌ مِّنْ عِلْمِہِ اِنَّ ہُمْ اِذَا یُظَنُّوْنَ اَوَّاهٌ مِّنْ لَّہُمْ اَوَّاهٌ
سستی نہیں سوا ہمارے دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے
سوا ہمیں کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر یہ محض ان کا گمان ہے۔
اس آیت کریمہ سے دو امور قابلِ غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور
مؤمنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مؤمنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر وہ بے
علم سمجھا اور تم نے بھی ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین
اتحاد ذاتی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام مگر انہی اس کے

اخبار کو حینہ ساز میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی ہند کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ ان کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی اَللّٰہُ یَعْلَمُ عَلَیْہِ السَّاعَاتِ کے فرمان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

دہائی "دہائی علم قیامت معن خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے مہاری اس میرا پیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہوا تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

محمد کریم "فیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہے ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد و بیست کی بنا پر ہے ورنہ فیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے تین پہلو ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذاً فیہ جو ذات کو مستلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور قیام اور وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی ہیئت کذاً فیہ قرآن کریم میں مذکور فرمادی مالا کہ عِندَہُ عَلَیْہِ السَّاعَاتِ میں مطلق علم ہے ہیئت کذاً فیہ ہوا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزیز جل و علانی ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شئی ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہیں حال قرآن کریم ہر شئی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور دعویٰ بھی خداوندی ہے۔"

عَلِمْتُ نَفْسِي مَا أَحْضَرْتُ جَب سَوْرَجِ كُنْهًا هُوَ مَا اس وقت تبارے کر
 کر بے نور ہو جائیئے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جائیں گے اور اس وقت دس ماہی
 اونٹیاں آوارہ چھریں گی اور اس وقت وحش جانور سبے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور
 اس وقت وریا بھڑکائے جاویئے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاویں گی۔ اور
 اس وقت زندہ و مرگور کی ہوئی رڈ کی سوال کی جائیگی کہ کون سے جرم میں قتل کی گئی اور جب
 تمام اعمال نامے کھولے جاویئے اور جب آسمان آدھیر دیا جاویگا۔ اور جب دوزخ
 بھڑکانی جاویگی اور جب جنت نزدیک کی جاویگی زمین کے لئے، معلوم کریگا ہر نفس
 اپنے ماحضر کو

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کہ اسید جس نے فیصلہ کر دیا کہ جب سورج
 چاند سیارے بے نور ہو گئے ان کی گردش بند ہو گئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا جس کا سوال
 کرنے پر اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہیگا تو تعین وقت کا سوال
 فصول اور سنیہ (۳) الْقَائِرَةُ مَا الْقَائِرَةُ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْقَائِرَةُ
 يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفُزَّاتِ الْمُبْتَلُونَ فَتَكُونُ الْجَبَابِلُ
 كَالْأَعْنَابِ الْمَنْفُوشِ دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ جانتے ہیں۔ کیا
 ہے دہلانے والی جس دن لوگ پتھروں کی طرح بچھے ہونگے اور پہاڑ وحشی ہوئی اون
 کی طرح ہونگے۔

اِذَا نَزَلَتْ الْأَمْصُ نِزَالُهَا وَاخْرُجَتِ الْأَرْضُ
 اَنْفَاقًا لَهَا اور جب زمین ہلائی جاویگی مثل اس کے بعد پچال کی اور زمین
 اپنے تمام بوجھوں کو نکال دیگی۔

اِذَا سَكَمَ الْاَنْشَقَّتْ وَ اِذْ نَتَّ لِرَبِّهَا وَ حَقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ
 مَسَدَتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ وَ اِذْ نَتَّ لِرَبِّهَا وَ حَقَّتْ

جب آسمان چٹ جاوے گا اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین بھائی جاوے گی اور پھینک دیگی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاوے گی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے۔ ﴿وَإِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ كَذَاتِ سَهْبٍ﴾ اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں و وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے حقیقت کذا یہ کی بہین ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور حقیقت کذا یہ قیامت واضح ہے اور یہ جُنْدُ السَّاعَةِ کے قانون سے جُنْدِ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اس کی طرف سے یہ تمام غیبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں تو رب العزہ کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا جُنْدِ کی دلیل ہے ورنہ کفار و مشرکین کہتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تھا کہ تم نے ان حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دھڑلے با دلیل ثابت ہو جاوے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

﴿اِذْ رَوَّيْنَا الْقُرْآنَ كَرِيمَ مَخْلُوقٍ كَوَلَّمِ قِيَامِ قِيَامَتِ﴾

۴۶ ﴿قُرْآنِ﴾ { چیز لکھی ہوئی ہے۔ }
﴿وَكُلٌّ صَعِيدٍ وَكُلٌّ مَسْتَقْتَدٍ﴾ اور ہر چھٹی ٹہری

۴۷ ﴿لَبِيسٍ﴾ { اور ہر شے کو ہم نے امام حسین میں محفوظ رکھا ہے۔ }
﴿وَكُلٌّ مَيْمَنٌ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامِهِ قَبِيلِ﴾

ان آیات سے ثابت ہوا کہ روح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی مکمل حقیقی میں داخل ہے لہذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے روح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔

۴۸ ﴿اَلَّذِي عَلَّمَنَا الْقَلَمَ﴾ خداوند ذات ہے جس نے قلم کو سکھایا اس بات سے
روح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے ہر ذرے ذرے کا علم

ثابت ہوا۔

تَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ قَرَأَنَ مُبِيدٍ فِي هَذَا الْقُرْآنِ كَرِيمٍ فِي عِلْمِ
 قِيَامَتِ مَوْجُودٍ وَبُغْرَانِ اِيْنِكَ لَتَتَفَقَّ الْقُرْآنُ كَمَا عِلْمُ نَبِيِّ

۲۳
۹

صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہوا لہذا علم قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہوا

وَنَفَعْنَا فِي الْقُبُورِ مَا إِذَا هُمْ مَرَّةٍ الْأَجْدَاثِ اِلَى رَبِّهِمْ
 يَخْسِرُونَ اور سورہ پھر نکال دیا تو اس وقت رگ اپنی قبروں سے

۲۴
۱۰

اپنے رب کی طرف نکل جائیں گے۔

فرشتے اسرائیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

اَوَّلُ عِلْمِ اِسْلَامٍ كَمَا عِلْمُ دِيْكِرِ زَيْنٍ بِتَارَاكِا وَكُفُّ فِي الْاَمْرِ
 مَسْتَقَرَّةً نَمَتَا اِلَى اِحْيَا اَوَّلُ تَبَايَسَ لَيْلَ دِيْنٍ فِي اَرَامِ كِي

۲۵
۱۱

جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام
 نہ ہوگا مگر اقامت پذیر ہوگا۔

قَدْ اَتَمَّاعِلُهَا عِندَ اللّٰهِ وَلَسِنَا اَكْثَرُ
 اَلْعَرَفَاتِ ۲۶ اَلنَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی

۲۶
۱۲

اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت رگ زبانت
 سے، بے علم ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت رگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ
 نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت ہے کفار کی اور اقلیت ہے
 مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل
 کی نفی ایت کریمہ سے نہیں ہوئی۔

۲۷ جن ۲۹ قَدْ اِنْ اَذْبَرِیْ اَقْرَبَ مَا تَوَعَّدُونَ اَهْ

۲۷
۱۳

يَجْعَلُ لَهُ سَاقِيًا مِمَّا حَالِبُهُ الْغَيْبِ فَلَا يُظهِرُهُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ
 امْرُؤٌ قَضَىٰ بَيْنَ نَرٍ مُّسَوِّدٍ فَرَادِيحَ يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَهْنِهِ مَا تَقَاتَا كَاتِبًا
 ہے جو تم وعدہ دے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لبا کیا ہے۔ وہ
 عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے
 پسند فرماوے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ نے قیامت کے جھگڑے میں غیب
 نہ ہونے کی ترغیب دلا کر رکھ رکھا اِنْ اَكْثَرُ سَوَاءٍ اَقْسَبِيَّتٍ مَا تَدْعُدُ ذَنْ اَمْرٍ يَجْعَلُ لَهُ
 سَاقِيًا مِمَّا حَالِبُهُ الْغَيْبِ پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے غوام
 پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرمادیا تاکہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے
 ہی اس کی خبریں سنا سنا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت علی غیب کے واسطے
 رسل کے خاص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہونے کی خبر اِلَّا مَنِ امْرُؤٌ قَضَىٰ بَيْنَ
 نَرٍ مُّسَوِّدٍ سے ظاہر فرمادی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے
 خداوند نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا
 ہی ما قبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم السلام کو منحصر فرمادیا
 تو اس کی بے نیازی کی دلیل منہم ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

۲۸/۱۴ معارج ۲۹ { اِنَّهُ سَيَرُدُّكُمْ بِعِزَّةٍ اَوْ شَرٍّ اَوْ قَرِيْبًا
 انبیاء اولیاء) قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ۲/۴۴ { اِنَّهُ سَيَرُدُّكُمْ بِعِزَّةٍ اَوْ شَرٍّ اَوْ قَرِيْبًا } ای الموعودین
 یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت

کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آگے پیشین انشاء اللہ بیان کی جاوے گی جو ایمانداروں کے واسطے مقامِ سرست ہے

۲۹ - روم ۲۱
۱۵ اَلْیَوْمَ نَقُذُّكَ مِّنَ السَّاعَةِ يُقْسِمُ بِالْجَبَرُوتِ مَا بَشَرُوا

الَّذِينَ اٰذَنُوا الْعِلْمَ وَالْاٰمِيْنَ لَعَنَ لَبِشُكُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ فَبِذَا یَوْمِ الْبَعْثِ وَلَنَكَلِّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھے (کہ دنیا میں) ایک ساعت کے سوا وہ نہیں ٹھہرے اسی طرح (دنیا میں جی) بزرگ بہتان بانڈھا کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دے گئے تھے حق رہائش کی تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

۱۱) مجرموں کا آخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعت بھجنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دینگے۔ وَ قَالِ الْاٰمِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاٰمِيْنَ اور کہیں گے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غر طلب امر ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا ملاوچہ تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہو گا جس کو اس کا علم ہوا اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً ہائیکورٹ کا جج ہی ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پٹیڈری نہیں کر سکتا ولایت میں وکالت وہی کر سکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہوا وہاں کا سند یافتہ ہوا ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرماوے گا جیسا کہ دُرُیْنُفَرُوْہُ الْاٰمِيْنَ لَا یَسْکُنُ اللّٰہُ اِنَّہُ تَمَایے مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرے فرماوے گا

اور نہ اُن سے پہلے ہو گئے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دینے کے جو دو طاقوں کے مالک ہو گئے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہو گئے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو مستند ہے وہ جواب دینے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ اِنِّي يَوْمَ هَذَا الْبَعْثِ الْبَاقِ تَحْتِی رہائش کی تم نے بطابق روح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہو سکتا ہے جب مومنین کو روح محفوظ کا علم ہو گیا کہ تعزیرات ہند کا استعمال قانون وہی کر سکتا ہے جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن و حدیث کے رو سے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور کچھ مکتا ہے کہ میں از روئے قرآن و حدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں جو قرآن و حدیث کا عالم ہو گا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ اِنِّي يَوْمَ هَذَا الْبَعْثِ الْبَاقِ تَحْتِی کہ تم نے بطابق روح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو روح محفوظ کا عالم ہو گا تو مومنین انبیاء علیہم السلام اور ادیانہ کرام کی دوسری طاقت علمی روح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کے علم و ایمان کی تفصیل کی کہ بھی واضح فرمادیا کہ وہ ایماندار اور اہل علم قیامت کو کیلئے لَقَدْ لَبِثْتُمْ اِنِّي يَوْمَ هَذَا الْبَعْثِ تَحْتِی ہے قیامت کا دن و لیکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے ہم جانتے تھے تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہو سکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور ادیانہ عظام کو علم قیامت اور روح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ معلوم ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو بطابق اس آیت مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور ملحدین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہو گا پھر پچھتا جائیے اور دست افدوس ملیں گے لیکن پھر افسوس کا م نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہیں گے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا مذہب قیامت

مانتے ہیں جو نرد قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر نبی کا مدعی ہے۔ انوس ہے تہا رہی
دانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مترعن ہونے کا موقع دے رہے ہو۔
یہ ہیں ستر آئی دہ کل جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کا
ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام کہ دین ہے یارو تم آگے پا ہے ماریا نہ مارو

”قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ
لَكَ مِنَ قِسْمَةِ غَنَائِكَ عَمَّا تُبَيِّنُ كَانُوا أَعْيُنُكَ مَدُونًا مِّنْ كَوْنٍ

دوبابی

نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدولت اس کا برکت
نئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ان کے اعمال صالحہ کے
بدے میں جو نعمتیں ہم نے چھپائے رکھی ہیں جن کے دیکھنے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی
ان معنی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ماکان و مایکون میں سے ہیں اور ثابت
ہو رہا ہے کہ بعض اشیاء عجیبہ کہ یہ مذکورہ بالا ہیں۔ بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث
شرعیہ میں بھی مذکور ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک
بندوں کے لئے ایسی اشیاء تیار کی ہیں جو مَالًا عَمِيْنًا مَّاءًا وَ لَآ اَذُنٌ سَمِعَتْ
وَلَا حُطْرًا عَلٰی قَلْبٍ لِّبَشَرٍ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے
کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ کو دیکھا کسی کان نے سنا کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

”محمد مگر یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلَکِنَّ اللّٰہَ
یَعْلَمُ مَنۡ یَّشَآءُ قانون بھی خاص متنازع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قانون

میں اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے صلہ کریمتا فرما دے لیکن تہا رہا علم خواص
کو آیات خاصہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
امتیازی شان اَلَّذِیْ اٰتٰی بِاَلْمُؤْمِنِیْنَ مِّنۡ اَنْفُسِهِمْ کُوْشٍ وَّ اَلَّذِیْ اٰتٰی

ایہ کریم سے انھیں بند کر کے صرف فَنَدَا تَعَلَّمْ لِنَفْسِ کے قانون کو ہی عام سمجھو گے؟
 حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک
 حکم نہیں جو اَزْ لَدُنْ اَلْاَسْرَ خَاہِرِ لِبَعْضِہُمْ اَوْ لَیْ بَعْضِیْنِ فِی کِتَابِ اللہ سے
 واضح ہے اور ازلہ کالہ صاف سے بھی نہیں کیا مَنَہُ سِوَاہِہِ اور مَنَہُہِہِ کا حکم یکساں ہوتا
 ہے؟ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع کے حکم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد ہے کہ مَا تَرٰی لَکَکُذَّ
 عَلَیْنَا مِنْ فَضْلِ مَقُولِہِ کس کا ہے اور تم کس جماعت میں شامل ہو رہے ہو اَفْتَوِیْمُنُوْنَ
 بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَلْکُمْ ذٰنِ بِبَعْضِ شَیْءِہِ مومن کو موزوں نہیں۔

قَالَ سَمِعُوْلَ اللہ صلی اللہ

۱۴ جواب (۲) بخاری شریف ۱۶۱ { علیہ وسلم لَقَدْ رَأٰیْتُ

فِی مَقَامِیْ فَنَدَا کُلَّ شَیْءٍ وَعَبْدٌ شَہِ حَتّٰی لَقَدْ رَأٰیْتُہُ اَسْرٰیْدَا اَنْ اَخْذَ
 لِقَطْعَةٍ مِّنَ الْجَنَّةِ حِیْنَ سَمِعْتُہُ فِی جَعَلْتُ اَلْقَدَمَ مَرَدَّ لَقَدْ رَأٰیْتُ جَہَنَّمَ
 یُحْطَرُّ لِبَعْضِہَا لِبَعْضِہَا حِیْنَ سَمِعْتُہُ فِی سَاخِرَاتِ دَرَاتِیْتُ فِہَا عَمْرَبُ لُحِی
 مرور میں نے ہرشی کو دیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیا ہوں اس مقام پر یعنی یہاں بیٹھے ہی بغیر کہیں
 جانے کے، حتمی کہ میں نے ہرشی کو اچھی طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے
 ایک خوشہ لے لوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ بعض بعض
 کو تار رہا ہے جب تم نے مجھے پیچھے مٹھے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عمر بن لُحِی کو دیکھا
 کہیں جناب وہابی صاحب مَا اُتِیْتُمْ لَہُمْ قَسْرَہُ اَعْمٰیْنِ کا نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ملاحظہ فرمایا یا نہ؟

اور مَا لَا عَمٰیْنِ سَمِعْتُ وَلَا اَذُنٌ سَمِعْتُ وَلَا اُخْطَرُ عَلٰی قَلْبِہِ لَشَیْءِ
 دوزخ کے معاملات و مذاہبات کا بھی ملاحظہ فرمایا یہ تو ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام
 اس سے نیچے کی بات عرض کروں ملاحظہ ہو۔

۵۱ مسلم شریف ۲۹۲ { عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
كَذَبَتْ الْجَنَّةُ نَرِيَّتَ امْرَأَةٍ ابْنِي طَلْحَةَ ثُمَّ مَعَتْ خُخْشَةً أَمَا فِي ذَا
بِلَالٍ۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میں جنت دکھایا گیا تو میں نے جنت کو دیکھا پھر میں نے اس میں ابو طلحہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے اُسکے جڑوں کی آہٹ سنی تو اچانک حضرت
بلال تھے ۔

کیوں جناب ؟ سَلَا لَقَلَّمُ نَفْسُ مَا أَخْفَى لَيْسَ مِنْ قِتْرَةٍ اَعْيُنٍ کو تمہارے
دماغ نے زیادہ سمجھایا صحابہ کرام نے جو اس اخفایں میں جڑوں کے پہنچ رہے ہیں
اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولا نے ذوالجلال
عز و متاع فرماتے ہیں کہ وَهُوَ بِالْأَفْئِ الْاَعْلَى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ وَجْهُ
كَوَسٍ اِذَا دُكِّي ۔

پھر اُسکے ارشاد الہی موجود ہے ۔ اَفْتَمَرُوْنَهُ عَلَى مَا يَرَى وَلَعَدَّ لَهُ
سُؤْلُهُ اُخْرَى عِنْدَ سَيِّدِ سَرَّةِ الْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ هَا جَنَّةِ الْمَأْدَى اب تر
قرآن کریم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مَا أَخْفَى لَيْسَ مِنْ قِتْرَةٍ اَعْيُنٍ تک
پہنچا یا نہ بالا نوکر نہ ہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان بے آؤ عاقل را اشارہ کافی
است ۔

وہابی ” نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ و تمام
النعامات مرعوبہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں ۔ جو
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بَلَدَ مَا اُطْلِعْتُ عَلَيْهِ
صانع واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں ۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھ رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کوا سراہ رہے۔

بناب جوئے میاں فرمان مِنْ بَلَدٍ مَا أَطْلَعْتُكُمْ عَلَيْهِ يَرْشِدُ
 فرمان الہی دَاكُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا کی ہے کہ جن انعامات پر تم اطلاع پا چکے ہو اور
 اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور برفروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی
 کے متشابہ لیکن ہونگے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا
 جائیگا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہونگے لطف میں کچھ اور مَعَالِیْنِ سَرَّ مَثَلِیْنِ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ سَرَّ مَثَلِیْنِ فِيْ مَعَالِیْنِ
 كُنْ مَثَلِيْ وَعِدْ تَعْدِيْ وَعِدْتُ لَكُمْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ
 دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کے رگے ہر کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی
 وَعِدْتُ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ تَعْدِيْ
 عمری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے نکالتا ہے یہاں تو بجائی تمام علوم آکر جھک جاتے
 ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
 کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمان کلمہ پڑھنے والوں کی توجرت
 و جہالت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی

اور دوسرا جواب بَلَدٍ اصل میں کَج کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے کم از کم
 شرح مائتہ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بَلَدٍ نَابِئَةٌ مُّصَوِّغٌ لِّبَدْعٍ وَبَشَدٍ
 بَلَدٍ نَابِئَةٌ دَعِیْ نَابِئَةٌ دَعِیْ کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے مثل بَلَدٍ
 نَابِئَةٌ کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو متنازعہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے
 اسی پر چھوڑ دو۔ جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئیگی یا جنہوں
 نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں

رکتے سوائے اس کے کہ بتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

وہابی "اَلْاٰیٰتِ کُذِّبَتْ اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ تَوٰیجِدُوْنَ
وَ حٰجِدُوْا اَلَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِہُمْ لَا یَعْلَمُوْا اِلَّا اللّٰهُ

کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور
جو ان سے پہلے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیت میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے
حالات حق تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

محمد ع "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم
غیب جاننے کا دوسرا بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارا
دماغ قاصر ہے۔ جبائی اللہ کے سوا ان کی خبر تو کسی کو نہیں کیونکہ ان کے زمانے کا کوئی
شخص موجود نہیں تھا۔ اور نہ کریم کی ذات لایزال ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی
موجود تھے اب بھی ہیں اور رہیں گے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح و عاد و ثمود
اور ان کے بعد کی اطلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر رساں ہے
چنانچہ اس آیت کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرماتے ہوئے علوم غیبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم بیان فرمایا کہ اَلْاٰیٰتِ کُذِّبَتْ اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ کیا آپ کے پاس
پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالیٰ بل شاید تو اللہ
یٰ اٰیٰتِ کُذِّبَتْ سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان
کا انعام علم عطا فرما کر خود میری عطا کو بیان فرماویں لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں
کہ ایت کریمہ کے ابتدائی جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائیگا۔

دوست نے اخیریت کر یہ کہ لَا یَعْلَمُکُمْ إِلَّا اللہ کو زما دیا اور ابتدا جلد ہو
 نشان و علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر رہا ہے اس حدیث سے اس کو چھوڑ گئے
 تاکہ تمام مابین کا علم اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو گیا تو علم مآکان و مآ
 سیکون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو جاوے گا اور عقیدہ و مابین کی جرئت جاگیں گی
 خبر کہ اگر وہابی نے ماقبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی زجر و لاویگا تو ہمارے
 پلے کیا رہیگا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ
 مَا تَذَكَّرَ ۝

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے
 گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استنبہام سے اقرار کروایا لیکن اس آیت کریمہ میں آپ
 کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبر ہی شائع فرمادی تاکہ کسی کو شک
 نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
 کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو لَسْتُمْ مِّنْ جُوفِ ذٰلِکَ النَّعِیْمِ
 میں خود گرفتار ہو گے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو اَشْهَدُ اَنْشَاء اللہ العزیز تمام تفاسیر
 کے بیانات اس سے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنِ

۵۳۔ نخل ۱۲ {اور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھکنے کی مثل

یا اس سے بھی زیادہ قریب،

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت مرنے آنکھ جھکنے کی متبادر میں ہے یا
 اس سے بھی قریب یہ مومن کے لئے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی طوالت

ہوگی۔ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ نے سپاس ہزار سال فرمائی ہے۔ وہ اُس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے لمحہ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ بھی رہا ہے اور اُس کو اُس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اُس کو کہا جائے کہ اُس کی تفصیل اور تعین وقت کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رائی کو مری کی حیثیت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جاسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع و غروب آفتاب و مانتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمان انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہو گئے تو تعین وقت کا سوال کرنا مسائل کی کم مطلق کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لمحہ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے اُس دن کو واضح فرمادیا۔ آگے چونکہ دن و دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعین کیسی۔ ہاں البتہ اُس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرمادیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفاتِ فات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور فوات صفات سے مقدم ہوتی ہے جو شخص جس امر کے صفات بیان کر سکتا ہے وہ متنبی طور پر اُس کی فوات کا بھی عالم ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ مامور اپنے امر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکتا۔ اور امر نے اپنے مامور کو اگر اپنے امر کا حکم ہی عطا نہیں فرمایا تو امر امر نہ رہا اور مامور مامور نہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ امر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

اِنَّ الْعُلُوَّ الْخُفَا لَا يَهْدِي السَّمْنَ الْاَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ

۵۴۔ نسائی شریف ۴۱۵ / مسلم شریف ۲۹۹۰۹۷ / قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ نَبِيٍّ وَعِدْتُ رُبِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو میں نے دیکھ لیا،
 جس شخص کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے
 وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کئی کے علم کا مژدہ قائل ہو جائے گا۔
 کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تبار سے ہر معبودہ اشیا و امور کو دیکھ لیا ہے اس
 میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے امتیاز کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر
 واضح ہو گئی اور علم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ و لامکان
 تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازمان یعنی
 قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحیثیت حجۃ للعالمین
 ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو
 بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان و دنیا اور لامکان عالم برزخ۔ مکان و دنیا اور لامکان عالم
 امر۔ مکان و دنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان و دنیا اور لازمان عالم برزخ۔ زمان و دنیا اور
 لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں
 عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تبار سے معبودہ امور کو جس میں قیامت بھی شامل
 ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویت واحدہ علم کئی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویت کے
 مناظر کا کیا ہی شکا نا ہو گا جس تمام عمر کی قسم اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں۔ تَعَوَّذُكَ اللَّهُمَّ لِي فِي
 سَكْرَتِي وَبَيْنَهُمْ وَتَأْتِيكَ أَعْيُنِي وَتَأْتِيكَ أَعْيُنِي وَتَأْتِيكَ أَعْيُنِي وَتَأْتِيكَ أَعْيُنِي
 کی کسی وصف کے علم میرا کچھ اور قائل نہ ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھوں سے خطاب
 کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔

عن عبد بن

۵۵۔ مسند امام احمد حنبل ۲/۲۶۴ بخاری شریف ۲/۹۶۳ ابی نر مادہ

مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تَلَّ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ ذِمَّةٍ
 اِصْبَعُ السَّبَابِیْنِ وَانْوُسُکَیْ دَاہِنِ عِبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے غلام زیاد بن ابی
 زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے
 تھے کہ میں جیگا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح
 ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ
 جیسے وسطیٰ کو سبابہ سے کوئی چیز عاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی
 تیسری چیز عاجز نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے
 سبابہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا اگر یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں
 کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واحد ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور
 قیامت کے درمیان انفعالات کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والا صادق
 ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عِنْدَکُمُ السَّاعَةُ ہے تو ازل
 تو اس میں اُس نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ
 اَرَعِیْنِکُمُ عِنْدَکُمُ السَّاعَةُ فرمان الہی ہے تو اَیْنِیْتُ عِنْدَ مَا یَقِیْ سُدْرَانِ
 مصطفائی بھی تو ہے۔ اسی بنا پر آپ نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت
 کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تعین کا امر میں کہیں
 نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف ۶۹۷ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّہُ عَرَفَ عَلَیْ
 عَلَیْ کُنَّ سِیْنِیْ تَوَیْحُذُہُ دَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی ہے
کہ تم داخل ہو گے،

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کی عطا کیا گیا قیامت
کا بھی کوئی کداس میں بھی ہمارا داخل ہے۔ اور مَا أَذَاتُكَ سَبَّ عِنْدَ اَبِي۔ کیونکہ تو چھوڑ
میضا استقبال ہے اور مَا فِي الْأَمْرِ حَافِرًا بھی۔ اور نزول غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ۳۲۲ ابو داؤد و طحاہی ۲۶۶
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَذَاتُكَ قَالَ رَسُولُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا أَتَى السَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ
أَصَاتِيحِهِ۔ دابی ہری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں
اور قیامت ان دونوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا
إِنَّمَا يَزِدُّكُمْ بَعِيدًا أَوْ تَزِيدُنَا قُرْبًا کے ساتھ اس کی مطابقت ہو گئی

من ابن عباس قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم أَتَانِي أَتَيْتُهُ

مَا فِي ذُنُوبِي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ تَسْأَلُ

أَحْسَبُهُ نَادَا أُنَابِرُ فِي ثَبَاتِكَ وَ

تَسْأَلُ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا أَحْمَدُ صَلى الله عليه وسلم قُلْتُ لَيْتَكَ

مَا تَسْأَلُ بَيْنَهُ بَحْثُ صَمْرَةَ لَأَقْلُ تُلْتُ لَا أَذْهَبُ قَالَتْ لَنَا

فَسَمِعْتُهُ رَضَعَ كَفًّا بَيْنَ كَفِّي حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدًا أَنَا بِلَهٍ بَيْنَ يَدَيَّ

فَنَجَلْتُ بِي صَدَّقْتُ شَيْخِي وَعَمَّتْ دَابْنُ عِبَّاسٍ سَے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میرا رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔

کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اُس وقت احسن صورت میں اپنے رب کیساتھ

۵۸۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۷

کنز العمال ۸/۱۵۸

ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کیا بے شک رب تراشد۔
نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ تو میں
نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کا اپنی
آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دست پک
رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اُس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے جیسے تک پہنچی تو میرے
واسطے نکلنے والے روشن ہو گئی تو میں نے پہچان لیا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے سوال **فَبِمَا نَحْنُ مُسْلِمُونَ**
الاعلیٰ کرنے پر جواب دیا لا اذ جری حالانکہ اللہ نے تین دفعہ یہی سوال فرمایا۔ اس کا
مطلب آپ کی بے علمی پر سوال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر
کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت
ور یافت کرنے کا مطلب نذر تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا پر وہ و بلا
واسطہ دیوار کروانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر متبرقہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی
بات چیت پھر تا محض اس بنا پر تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان مقصد ظاہر ہو جائے
کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب زیارت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے **وَلَبِئْسَ الْاَنْظُرَ اِلٰی**
الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالیٰ نے بجائے اس
کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرو اتنے۔ اپنی ذرا سی جھلی اُن کے دیکھنے کے باعث پہاڑ
پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے نہایت اُسی فی اے
رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَلَبِئْسَ الْاَنْظُرَ اِلٰی الْجَبَلِ**
سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرنے کو یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں
پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ بجائے پہاڑ پر جھلی ٹھانے کے موسیٰ علیہ السلام کو

حافظ سے کہ وہ جی جتنی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا۔ کلام سب کے روایت کی اور عمل یعنی نظر سبب کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے یہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالیٰ نے ہوتہ دیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطلع نظر کہاں تک ہے۔ اگر آپ فرمادیتے کہ فرشتے ان اُمرد میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا ان کے پاس سے ہی گذر کر تشریف لائے تھے بلکہ اُس موقع ملاقات پر بھی آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظری نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں خفا صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چو جائیکہ اُن کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ کا سوال بھی عبت ہر جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ ان کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اُس کی سمیع کا بھی یہی حال ہونا چاہیے تو اللہ تعالیٰ کا سوال کہنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کر دانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی خیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطلع نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اس راز و اشائے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لَآ اَذِیْ بَیْ کَہدیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے الجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا منشا میرا ملاقی ہونا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو بلا پر وہ روایت سے مشرف فرمایا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کا سوال کہنا اس واسطے

جی ہو سکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حل فرمادیتے تو ہو سکتا تھا کہ باقی اُن علوم سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عجز و انکساری پر اور لََا اَذِیْرَیٰ کہنے پر عنایت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لََا اَذِیْرَیٰ سے ظاہر فرمایا تو اللہ پاک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علوم کئی عطا کر کے سینہ بھر دیا۔ جس کی سند اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے لََا اَذِیْرَیٰ کہنے پر اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علوم الہیہ سے بھر پور ہو گیا۔ فَجَعَلَنِي فِي كَعْلٍ مَشْنِيٍّ تَرَكُلُ شَيْءٍ مِیْرَے واسطے روشن ہو گئی۔ وَجَعَلْتُ اُور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علم کئی عطا فرمادے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علم کئی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کئی کی تنقید کئے تو اُس کو میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمادے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۲/۱۵۱۱ ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں فَجَعَلْتُ مَنَافِی

الشَّحْوَاتِ وَمَنَافِی الْاَسْهَافِ (تو میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے، اگر کوئی کئے کہ شاید اس روایت کے رواۃ ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

حد شامحمد بن بشار حد ثنا معاذ بن هشام حدثنی
حد (۱۱) اَبی عن قتادہ عن ابی قتادہ عن خالد بن بجلج

تقریب التہذیب ۳۱۱ { محمد بن عثمان البصری البرکندی اور ثقفی
من العاشرة .

تہذیب التہذیب ۹ { محمد بن بشیر بن عثمان بن داود بن کریمان
عبدی البرکندی حافظ بصری ہندار . وقال

الاجتری عن ابی داؤد کنت عن بندار نحو من خمسين الف حديث
وقال العجفی بصری ثقفی کثیرا الحديث وقال النسائی صالح
لاباس به وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان كان
يحفظ حدیثا ویقرأ من حفظه قلت کذا فی الثقات
وقال ابن خزيمة فی التوحيد حدیثا اما ما رواه
محمد بن بشیر وقال البخاری فی صحیحه کتب الی بندار فذاکر
حدیث مسنداً ولولا شدته وخوفه ما حدث عنه بالمکاتبة
مع امه فی الطبقة الرابعة من شیوخہ وقال الدارقطني من الحفاظ
الاثبات فی الزهرة روی عنه البخاری ما فی حدیث وخمسة
احادیث ومسند اربع مائتي وستين .

تقریب التہذیب ۳۱۲ { معاذ بن هشام بن ابی عبد اللہ
الدستواوی البصری وقد

سكن اليمن صدوق .

۲ تہذیب التہذیب ۱۱۶ { معاذ بن هشام بن ابی عبد اللہ
اسمہ بنہ دستواوی البصری

وقد سكن اليمن ثم البصرة وقال الدارقطني عن ابن معين صدوق
وقال عباس بن عبد العظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ

بن ہشام یقول سمع ابی عن قتادہ عشرۃ الاف حدیث و ذکرہ ابن حبان
فی الثقات وقال عثمان الدارمی قلت لیخی ابن معین معاذ بن ہشام
الثبت فی شعبہ او عندہ فقال ثقتہ وثقتہ وقال ابن تاج ثقتہ
مامون۔

۳۔ **تقریب التہذیب** ص ۳۸ ہشام بن ابی عبد اللہ ثقتہ
ہشام بن ابی عبد اللہ دستوائی
تہذیب التہذیب ۴/۴۲ کان یبیع الثیاب القی تجلب
من دستواء فنسب الیہا و ہر بما قیل لہ دستوائی وقال امیہ بن
خالد عن شعبۃ مامن الناس احد اقول انہ طلب الحدیث یرید
بد وجہ اللہ لقائی الا ہشام وقال علی ابن الجعد سمعت مشجہ یقول
کان ہشام احفظ منی عن قتادہ وقال ایضاً کان اعلم بحدیث قتادہ
منی۔ و کان شیعۃ۔ وقال ابو عاصم الطیلسی ہشام دستوائی امیر المؤمنین
فی الحدیث وقال ابی بصری ثقتہ ثبت فی الحدیث جتہ۔ و ذکرہ
ابن حبان فی الثقات۔ وقال البزار الدستوائی احفظ من ابی
ہلال۔

۴۔ **تقریب التہذیب** ص ۳۰۵ قتادہ بن دعامہ بن قتادہ
ثقتہ ثبت

تہذیب التہذیب ۸/۲۵۱ قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عنزیہ
بن عمر بن ربیعہ۔

۵۔ قتادہ بن قتادہ بن قتادہ بن قتادہ بن قتادہ بن قتادہ
قال ابو حاتم سمعت احمد بن حنبل و ذکر قتادہ ناظم

فی ذکرہ فجعل ینشر من علمہ ونفقہ ومعرفتہ بالاختلاف والتفسیر
وصفہ بالحفظ والفقه وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس
بالفتن والفقه ومن حفاظ اهل زمانہ وقال الحاکم فی علوم الحدیث

عبد اللہ بن زید بن عمرو الجری
۵- تقریب التہذیب ۱۹۹ { ابو قتلابہ البصری ثقة فاضل

عبد اللہ بن زید بن عمرو البوقلابہ الجری
تہذیب التہذیب ۲۲۵ { ذکرہ ابن سعد فی الطبقة الثانية

من اهل البصرة وقال کان ثقة کثیر الحدیث وکان دیواناً بالشام
وقال ابن عون ذکرہ ایوب لمحمد حدیثاً عن ابی قتلابہ فقال ابو قتلابہ
انشاء اللہ ثقةً رجلاً صالحاً. وقال ایوب کان واللہ من الفقہاء
ذوی الالباب ما ادرکت بهذا المصنف رجلاً کان اعلمہ بالقضاء
من ابی قتلابہ. وقال العجلی بصری تابعی ثقةً وقال ابن خراش ثقةً

روى عن ابن عباس بن خالد بن
۶- تہذیب التہذیب ۱۱۵ { الجراح عامری وعنده ابو قتلابہ

جری. وقال ابن حبان کان من افاضل اهل زمانہ وذكرہ ابن حبان
فی ثقات التابعین.

سند (۲) - سائبند امر حدیثی ابن سعید عن سفیان عن الاعش
سند امر کا نام محمد بن بشیر ہے اس کا بیان ما قبل کیا جا چکا ہے۔

یحییٰ ابن سعید بن زید عن یحییٰ التیمی البوسیدی
تقریب التہذیب ۲۹۱ { قطان البصری ثقة متقن حافظ امام

وتدوۃ من کبار التاسعة -

تہذیب التہذیب ۱۱/۲۱۹ { یحییٰ ابن سعید بن زید بن یحییٰ -
 وقال ابو داؤد عن یحییٰ بن معین

اقام یحییٰ القطان عشرین سنۃ یحتمل القتل فی کل لیلۃ - و
 قال ابن سعد کان ثقة ماموناً فحیحاً حجةً - وقال البیہقی بصری ثقة
 فی الحدیث - کان لا یحدث الا عن ثقتہ - وقال ابو نضر عن کان من
 الثقات الحفاظ وقال ابو حاتم حجةً حافظاً وقال النسائی ثقة ثبت
 مرضی - وقال ابن منجویہ کان من سادات اہل نہما نہ حفظاً وورعاً
 ونہما وفضلاً وديناً وعلماً وهو الذی مہد لاهل العراق سبل الحدیث
 وقال الخلیلی هو اما ربلا من افعہ وهو اجل اصحاب مالک
 باب البصرة وکان الشری یستحب من حفظہ واحتم بہ الامم کلہم
 وقال من تنزل یحییٰ ترکناک - اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے
 ثابت کیا گیا - اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہہ دینا یا بلا وجہ حدیث
 صحیحہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے
 مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے جب
 آپ کے علم غیب کئی فی صحیح حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان سے
 انکار کرنا اور تاویلات ماسدہ کر کے رگوں کو گرا کر یا ایمان سے خارج ہونا ہے ،

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یوسف الخجعة
 ۴۰ - ابن ماجہ سے اسپیڈ الانیامہ اعظمہا عند اللہ من

یوسف الاصلی وکیومہ الفطیر فیہ خمس خلال خلق اللہ فیہ ادرہ
 اہبط اللہ فیہ ادرائی لارض فیہ ثوی اللہ ادرہ فیہ ساعۃ لا ینال
 اللہ فیہا العبد شیئاً الا عطاہما ذمیرک حلما فیہ تقوہ انشاء عتہ ما بن

ثروت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اَلَا مَا شَاءَ اللہ اے
 ہی اسی جمعہ کے دن میں اس ساعت کا قیام بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔
 کیونکہ اس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدم و قوت پر ولایت نہیں کرتے
 جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا فقر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور
 ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

٦١- البراءة والبراءة
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ مَرَّ طَلَعَتْ فِيهِ

الشمس يوم الجمعة يربخ خلق آدم وفيه اهبط ذبئ يعقوب عليه
 وفيه مات وفيه تقدم الساعة زمان ذاب الالهة مسيخة يوم
 الجمعة من حين تضحى حتى تطلع الشمس شفعا من الساعة الا الحن
 والانس وفيها ساعة لا يصاد فيها عبد مسلم وهو يصلي لسأل الله
 عز وجل حاجته الا اعطاه اياها عاد ابى هريرة عن رواية ہے۔ کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہترین جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا
 کئے گئے اور اسی میں آمارے گئے اور اسی میں آپ کی قرب منظور کی گئی اور اسی میں
 آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پر پلنے والا
 کوئی ایسا نہیں مگر وہ سننے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے۔
 اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اُسے ملے
 تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اُس کو اللہ تعالیٰ اعانت کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے برہنہ عظیم الشان
مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمادیا۔
کیا عِندَہُ عَلِمَ السَّاعَتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ تھا یا آپ نے اس کو مطلب

دیکھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نہ فرماؤ! آپ نے جو کچھ بولنا ہے سو اس کے کو تم اس آیت کو اس فرمانِ مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تفسیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیر نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میرے ہاں ہی ہے کہ یہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کھانا اس چیز کو اس سے بھی نہیں سکتا۔ مگر کہ جس کو وہ پسند کرے اچھی بھی دے سکتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نفعی کے قانون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پر اعلیٰ ارشاد فرمادیا۔ اور بعد کے دن کی خصوصیت میں ان کے غلب کی خشیت کا علم کلی حاضر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انس کا اس خشیت سے بھی خللت کا اظہار فرماتا خود بائند آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمان کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے غافل ہوتی ہیں اور ان پر ایک نسا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انس کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ غافلین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی سوائے جن و انس کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

الْبُودِ وَ يَوْمَئِذٍ يُضْرَبُ بِهَا صُرْبَةٌ لِّمَنْ مَّعَتْ بَيْنَ الشَّيْبِ
وَالْمُعْرِبِ اِنَّ الْخَلْبَيْنِ وَ فَرَسْتِ اُس مِثْ كُوْرِب مَاتَا هُـ۔ اور اس کی پیچ

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نہ فرما اللہ آپ نے جو کچھ بولا ہے سو اس کے کو تم اس آیت کو اس فرمانِ مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یومِ قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علمِ ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ جو کچھ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کھانا اس چیز کو اس سے بے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے اچھی بھی دے سکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے علمِ قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اَلْغَنِیٰ اَرْضَیَ کے قانون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور بعد کے دن کی خصوصیت میں اُن کے قلوب کی خشیت کا علم کلی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور محبت و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرماتا موقوف باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمان کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور اُن پر ایک نشانِ طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ قبر کا حال بھی مولیٰ جن و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

الْبُودُ اَوْ دُیُّمٌ یَضْرِبُہُ بِمَا ضَرَبَہُ لَیْمٌ مَّحْمُومٌ سَبَّحَ الْمَشْرِی
وَالْمُعْتَرِبُ اِلَّا الْخَلَّیْنِ وَ تَفَرَّقَتْ اَسْمَیْتُ کَوْثُوبٌ مَاتَا بَیْہُ . اور اس کی کچھ

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو ملوکات ہے۔
(اقوال بندگان دین)

۶۴۔ تفسیر صاوی ۱۱۱۱ | وَالَّذِي يُحِبُّ الْإِيمَانَ سَيُؤْتِيهِ اللَّهُ مَالًا كَثِيرًا وَلَيُغْفِرَ لِحَثَائِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
 حَتَّىٰ أَعْلَمَ اللَّهُ بِجَنَّتَيْهِ الْمُغْنِيَاتِ۔ اور جس کے ساتھ ایمان واجب ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو جمع مغنیات کا علم سکھایا، کَانَكَ حَتَّىٰ عَزَمْنَا كَمَا سَمِعْتَ مَلَا حَتَمًا۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۱۱۱۱ | وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا، آتَتْ مِنْ حَيْثُ ذَاتُهَا وَمَا بِأَعْلَاهِ اللَّهُ تَعَالَىٰ لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ كَمَا لَا مَانِعَ مِنَ الْوَلِيَّاءِ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَتَالِ اللَّهُ الْأُكْبَرُ فَلَا يُظْهِرُهُ عَلَىٰ عَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ أَوْ كَاتِبٍ
 ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے بتانے سے بندے کو کوئی روکاؤ بھی نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور بعض اویار کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علم سے کوئی غلط نہیں کر سکتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے۔ سو اے اللہ کے کسی کو اُس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سو اے اُس رسول کے کہ جس کو اللہ برگزیدہ کرے۔

۶۶۔ | أَلَمْ تَرَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سَيِّدُنَا حَتَّىٰ أَطْلَعَهُ اللَّهُ عَلَىٰ تِلْكَ الْخُمْرِ وَاللَّيْلَةِ أَمَرَ بِكَفْمِهَا رَسْمِيًّا بِتِيبِ عِصْمَةٍ صَلَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا
 نہیں منتقل ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان خمد امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور لیکن اُن کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا۔

۱۔ تفہیمات الہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب $\frac{1}{18}$ ادا اللہ کا علم صوفی
 کے علم میں گم ہو جاتا ہے۔

وہابی گل و گل ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن نبی علیہ السلام کو
 منافقین کا علم نہیں تھا۔ ویکھو قرآن شریف ۱۔ قوب $\frac{1}{18}$ وَ مَن حَادَّكَ مِنَ
 الْأَعْرَابِ مُتَفَقِّهًا فَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوهُ عَلَى النَّعْثِ لَا تَعْلَمُهُ
 فَمَن لَّعَلَّكُمْ سَعَعَدَ بِهِمْ سَبُّوهُم مَّا تُدْعَوْنَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ۔
 داہر بعض اعراب سے جو آپ کے گردا گرد ہیں منافق ہیں اور بعض مدینہ والوں سے نفاق پر
 لکڑے ہوئے ہیں تو ان کو جلدی دگنا عذاب کرئیے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرت ٹٹلے
 جائیں گے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لَا تَعْلَمُكُمْ نَعْنُ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ فرمایا
 جس نے قہاری کئی کو توڑ کر رکھ دیا۔

محکم دلائل ذرا گستاخی سے کام نہ لے۔ یہ کئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرت
 منسوب ہے ایسے الفاظ آپ کی نسبت نکالنا کفر ہے۔ باقی رہا
 اللہ تعالیٰ کا فرمانا لَا تَعْلَمُكُمْ نَعْنُ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے
 اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَعَعَدَ بِهِمْ سَبُّوهُم فرمایا ہے۔ یہ محاورہ
 اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی دوست کے مقابلہ میں اُس کے دشمن کو ضرر
 سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرت مخاطب ہو کر اور دشمن کی طرت تہدید کی نظر اٹھا کر
 کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ منکر بڑا بے ایمان ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست کے
 علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اُس کی سفارش نہ کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا اس تعامل پر لَا تَعْلَمُكُمْ
 فرما کر آپ کی بے علمی مراد نہیں کر دے۔ بلکہ اُن کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے۔

تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا لیں۔ اور آپ کے علمِ منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

فَسَتَجِدُ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُدْرِكُونَ كَلِمَاتٍ مَا تُبَدِّلُهَا وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْهَا وَلَٰكِنَّهُمْ يُسَاءِلُونَكَ بِاللُّغَةِ الَّتِي هُمْ فِي قُلُوبِهِمْ لَا بِالْغَةِ الَّتِي هُمْ فِي قُلُوبِهِمْ لَا بِالْغَةِ الَّتِي هُمْ فِي قُلُوبِهِمْ لَا بِالْغَةِ الَّتِي هُمْ فِي قُلُوبِهِمْ

ہے

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کے نفاق کی روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دلوں کی مرض کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرمائیے۔

”وہابی“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مشورہ کر کے چند سوالات کئے۔ رُوح کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحابِ کہف کے متعلق۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے پھر فرمایا کہ برباب دوں گا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وہی بندہ ہی۔ اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ د۔ ذَٰلِكَ لَئِنْ لَّمْ يَنفَعِي قَوْمًا شَيْءٌ مِّنِّي فَاعْلَمُوا أَنِّي مُبَدِّلٌ لِللُّغَةِ الْكُفْرَانِ

”محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“ پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے؟ یا امورِ امتناعیہ یا امورِ شیعہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ماں کرنا سوائے اشارے الہیہ کے ہو سکتا ہی نہ تھا۔ خصوصاً جب نبی علیہ السلام نے امتنان سے کھانے ساتھ مقابلہ ہوا تو اُس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت جی خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الہیہ کے کلام نہیں فرماتے

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا: **بِخَبْرِهِمْ ۝۲۹ وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْكَادِي**
إِنْ هُوَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُدْرِكُهُ اور نہیں بڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش
 سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان) مگر اشارہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا
 ہو، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: **إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأَرَىٰ**
 کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا
 یہ ارشاد الہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے
 اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں جانی فرعون کی طرف جاذبہ مقابلہ
 کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت
 تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کٹہر ذہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر
 وقت سمیع و بصیر نہیں۔ اس موقع پر فرمایا کہ **إِنِّي أَسْمَعُ وَأَرَىٰ** ہرگز نہیں۔ بلکہ اس
 مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوتا تھا کہ اس کی تاکید خصوصی سے
 موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ اُن میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلہ کے واسطے
 جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کرو گے
 تو اُس وقت میں تمہاری ہی بات کو سن کر قبول کروں گا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے
 مقابلہ میں ٹھکرا دوں گا۔ اور آسمانی اس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلا دلائل حملہ آور
 ہوا تو میری روایت خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہو
 گی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی کامیابی اُسی کی ہے۔ لہذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں
 کہ میری ہر قسم کی معیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نے موسیٰ
 علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بند کر دیا۔ کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف
 اُس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ سچی کہ اللہ تعالیٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے
 ساتھ یہاں تک کہ وہی کہ وقت غرق فرعون نے **أَمْلَأْتُ بَدَنَ مُوسَىٰ وَهَارُونَ دَمًا**

میں موصی علیہ السلام و بارون علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں بھی
 کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے موصی علیہ السلام کے اس معہودہ وعدہ کو ایسا کرتے ہوئے
 اَلَا تَذَكَّرُ عَصِيَّتَ مِنْ قَبْلُ فرما کر چلا جاتے ہوئے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور اس
 کی ایک رشتی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔
 ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر معیتِ الہیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ کیا باقی
 انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر برکتِ مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے
 غالب کریں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برکتِ مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں جن کی برکت
 اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قازنِ خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے
 کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخْبِدْ کُذِّ
 عُدَا (میں تمہیں کل خبر دوں گا) حقیقتہً اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہے
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْفَوْیِ اِذْ هُوَ حَیُّ لَا يَمُوتُ اَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ سَعْدًا وَّ سَعْدًا
 محبوب میرے قازن پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لئے مطلب تھا
 بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و اصلیت و نبوت کے اظہار کے لئے مستحکم تاکہ
 مخالفینِ نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنی ذاتِ اخترع
 نہیں ہے اور یہ فیسی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الہی ہے اور
 فیسی خبر بھی عطائے الہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بھی ان انبیاء مَسْئُولٌ لَّعَلَّہُمْ فَرَّادٌ تَقْوٰی یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ اَلَمْ یَجْعَلْ
 بغیر اشارہ الہیہ اپنے علمِ کفر سے ظاہر فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اسی عمل کا
 یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی
 ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الہیہ فوراً اظہار کی اجازت بنتی ہے لیکن اس
 موقع پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بات کو فوراً مہلت سکے

اور پہلت سے کہ جواب کی اہازت دی جائے تاکہ آپ کی قبرت کا ظہور اشد کی طرف سے
کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس امر کا کہ آپ کو وحی یعنی اشارہ الہیہ کئی دن تک نہ ہوا۔

باقی رہا لَا تَقُولَنَّ لِشَئٍ اِنِّیْ فَعَلْتُ ذَٰلِکَ بَعْدَ اِیْنِ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ

اور کہے کسی چیز کو کہ میں اس کو کل کرنے لایوں۔ مگر مشیت الہی سے (یعنی اشارہ اللہ
فرمایا کہ تو یہ اللہ تمہارے کا فرمان اُنکے کے لئے قانن مقرر فرما رہا ہے۔ ذکر ماقبل کی روشنی

پر رہی ہے کہ تم نے اشارہ اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تھا ادا اجتہاد قطع ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے

عبداللہ بن ابی کے جنازے کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کھینچا جس اشارے کا

مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے نفاق کی توشیح قرآن پاک میں آپ کی ہے۔ آپ کا

جنازہ نہ پڑھائیے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے

اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبداللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھا دی تو بعد میں

آیت نازل ہوئی۔ اگر اللہ تمہارے چاہتے کہ آپ کی مشیت کے خلاف حکم جاری فرمائیں تو

اُسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے اشارہ الہیہ فرما دیا جائے یا انا فاعبر علی ہی تشریف

لے آئے کہ اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھائیے۔ لیکن اللہ تمہارے نے آپ کی مشیت کیلئے

ذکر کرتے ہوئے اُسی وقت ذرا حکم نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ بعد ازاں اُسے نماز جنازہ کی کلمہ

تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَا تَاٰیٰتِ نَازِلٍ فرمائی۔ کہ آپ اُنکے کے لئے

اگر کوئی بھی منافقوں سے مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل

ہو چکی تھی اِسْتَغْفِرُ لَہُمْ اَوْ لَا یَسْتَغْفِرُ لَہُمْ اِنْ یَسْتَغْفِرُ لَہُمْ سَبْعِیْنَ

مَرَّةً فَلَنْ یَغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ ذَٰلِکَ یَا اَہْلَ مَکَہُ ذَا بِلَہِ وَرَسُوْلِہِ وَ اللّٰہُ

لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگئے اُن

کے لئے یا نہ بخشش مانگئے اُن کے لئے۔ اگر اُن کے لئے آپ نہ بخشش مانگیں گے تو

اللہ اُن کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ ناسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پہلے تو اس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سزا دینا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ کہ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ سرور بھی اُن کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ **ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِإِلَٰهِهِمْ وَسُوَّاهِ** کہ نہ بخشے گا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اس لئے وہ قابل بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح و تفسیر مقام پر بیان فرمائی المنفقون ۲۱۔ **سَوَّاهِمْ** اُن کے ساتھ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی حدیم بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدر دان نہیں ہیں۔ آپ کی بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا چونکہ اُن پر کیا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بِخَارِی شَرِیف ۱/۱۶۱ **قُلْنَا أَمَّا أَذًا أَنْ يَصَلِّيَ عَلَيْهِ جَدُّهُ**

عَلَى الْمُنَافِقِينَ قَالُوا نَابِئِي خَيْرٌ سَيِّئٌ قَالُوا أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ أُولَٰئِكَ لَا تَسْتَغْفِرُ لَكُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرُ لَكُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِمْ فَذَلَّتْ وَلَا تَصِلُ عَلَى أَحَدٍ

فَیْنَهُمْ ثَلَاثٌ أَبَدًا وَلَا تَقْدِرُ عَلَى تَسْبِيحِهِ دُجِبَ آپ نے عبداللہ بن ابی کے مناجات کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اَسْتَغْفِرُ لِمَا كُنْتُ أَفْعَلُ وَلَا كُنْتُ أَتَعَفَّرُ لِمَا كُنْتُ أَفْعَلُ اللہ تعالیٰ نے فرما کر مجھے دوزل کا اختیار دیا ہے۔ میں اُن کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں رکھ کر لفظ اَذی سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے، تو آپؐ نے اُس پر نماز پڑھی تو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کوئی بھی مرے آپؐ اُس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیے۔ اور اُس کی قبر پر آپؐ کھڑے ہوئیے، تو کیا قرآن مجید کا بھناہنی صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور تمہیں آپؐ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہرئی تعمیر کے عمل کرنے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپؐ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۴۳۔ بخاری شریف ۱۸۲۱ قَالَ اِنِّي خَشِيتُ مَا اخْتَرْتُ كَوْنُ اعْلَمُوْا اِنِّي اِنْ نَحِذْتُ عَلَى السَّبْعَيْنِ لَيُعْفَوْنِيْ

کَیْذُكَ عَلَيَّ مَا دُبِّيْ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں متا رہوں اگر میں جائزوں میں متا رہوں تو اس کو نبی جانیگا تو میں اُس پر زیادہ بھی کروں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے اس فرمان کے مطابق اختیار کی ثابت ہوگا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپؐ کا مختار نکل ہونا ثابت ہو گیا جس بنا پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں متا رہوں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے اسی اختیار نکل پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اس بخشش کی تدوین منافقین کو ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبداللہ بن ابی پر پڑھے ہوئے جنازہ سے کو اُن کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ منما آپؐ کے ایک جاری

اعتراف کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے عدم علم پر وہاں نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ کی لفظ **لَقَوْلُنَّ بَشَاطَةً** آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نیز قانون الہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے ن بیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے آپ کی ذات پاک سے **اُخْبِرْكُمْ** کا رجوع ہی اُٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلیل نبرت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کس انتظار رکھی گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صدمی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دودھ کرنے کے واسطے آپ مبرات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس رجوع انتظار کو اللہ تعالیٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے **اَلَا اِنَّ يَتَنَادَوُا اللّٰهُ ارْشَادًا** فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی کمی ہوئی کہ اگر آپ کو علم غیب ملے تو بتاؤ آپ کو اس امر کے نزول کی خبر پہنچی چاہیے تھی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرمادیتے تو یہ قانون الہی باقی امت کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب ملنے میں اللہ کا بے تبا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مالین کا غیب ملنے حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کو تو تم نے لگے اور بعض سے منصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخلوق کے

غیب کا بے دغا حق ہے علم کا۔ یہ اعتبار اعلیٰ اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

وہابی " اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اِنَّا لَعَلُّمُحْسِنُوْا رَبِّكَ
الْاٰخِرُوْر اور اللہ کے شکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، مہربان اور بخشنے
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے شکر کو جس سے
ملا نگہ مروا دیں سو اے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنہو نے ملا نگہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے
شکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

معجم ۷۴۔ **مکرم** اَللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا ہے۔ **الاحسان اب** ۲۱ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُحِبُّوْنَ عَلٰی السَّبِيْهِ دُبے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے
ہیں۔ اگرچہ تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صدائیں پہنچتی کہاں ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ تمام
صلواتیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالیٰ کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں
کیا تمام جزو رب کی صلواتیں تو آپ جانتے ہیں اور صلواتیں بھیجنے والے کا علم نہیں جب
ہر ایک کی صلواتیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہوتا ہے
کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہو یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ
کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے
ملائکہ کے وظائف کا علم اور ان تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں۔

”وہابی“ مسلم تو لوگوں کو فرما دے ”مَا أَذْهَبَ بِي وَلَا بِكُمْ نَهْرٌ“
 بانٹنا میں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائیگا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائیگا، اس آیت پاک
 سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہوا

ہے۔ جو بانیگہ تم تمام جہازوں کے خبردار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر تنہا را اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تَالِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالْحَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَفْسِيرُ ابْنِ كَثِيرٍ ۱۵۴۵ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
لِيُغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَاهَكَذَا قَالَ عَلَيْكُمْ
وَالْحَسَنُ وَقَتَادَةُ اِنَّهَا مَسْخُوْحَةٌ يَقُوْلُهَا تَعَالٰى لِيُغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔

وہابی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرُسُلًا قَدْ قَضَيْنَا لَكَ
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْضِهِمْ عَلَيْكَ اور بعض پہلے
رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں
کیا، اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم و تقاضا حالانکہ تم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کئی کے قائل ہو۔

محمد عمر تنہا را یہ شبہ ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے واسطے اعتراضات
تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزو ایمان ہے؛ اگر آپ ایسے ہی ناواقف
تھے تو تم کو علم کیسے آگیا۔ ایسے ناواقف نبی کا اُمتی بننا میرے خیال میں تو تنہا را کی توہین ہے
خدا را کچھ سوچو اور جہتجوئے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دو۔ اس کا
پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہو گئی تھی؟
جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن
مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا
اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا

جواب دیا ہے

وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر تمام رسولوں کی

مفتوحی عقوڑی خبریں بیان کی ہیں، تاکہ کلام طول نہ ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کے علم کے متعلق مغرض ہو گئے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے الرُّسُل کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل کیا۔ جو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ تَحُل کو داخل فرمایا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تَحُل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل من تبیضہ من تبیضہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے گورے ہیں کہ من تبیضہ انباء پر داخل ہے نہ رُسُل پر۔ رُسُل کا تعلق ترکل کے ساتھ ہے۔ یعنی کل رسولوں کے تھوڑے تھوڑے واقعات آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱/۱۱ میں درج ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔ جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا۔

مستدک ۵۲۷ | ابو فرسے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
کَمَا الْجَنَّةُ مِنْ قَالِ مِائَةِ أَلْفٍ دَارٍ بَعَثَتْ دَارَ

عَشْرُونَ أَلْفَ سِنِينَ قُلْتُ كَيْفَ الْمُزْمَعُونَ مِنْهُمْ قَالَ ثَلَاثَةَ مِائَةٍ وَ

ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَذِكْرُ بَاقِيِ الْحَدِيثِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَمَامُ أَنْبِيَاءٍ كَتَبْتَهُ هُنَا
 نَعْنِي فَرِيَا بِأَبِكْ لَكْهُ أَوْرُجُ مِیْنِ هَزَارِ مِیْنِ هُنَا مِیْنِ نَعْنِی كِی كَرَأْنِ سَعِ رَسُولِ كَتَبْتَهُ هُنَا
 اَبُ نَعْنِی ارشاد فرمایا۔ کہ تین سترہ۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا تفصیل علم ہے۔ متبادر ایہ کہتا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں۔ لہذا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے خود جو نئے نبیوں کی تعداد بھی
 فرمادی۔ کیا تم اُس حدیث کو بھول گئے ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد
 تین سو و چالیس برس تک جو نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزا یوں کے مقابلہ میں
 پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں کیا یہ
 حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام مستقبلہ جو نئے انبیاء
 کی بھی ضمی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اس علم غیب پر ایمان نہ لاؤ تو مرزا قادیانی کو تمہیں سچا ماننا پڑے گا۔
 بدلائل ثابت ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی
 اقتدا میں داخل ہو چکے اور جو نئے انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دجالوں کا خطاب دیدیا
 ترمذی شریف میں روایت ہے اور بخاری شریف میں بھی کہ قیامت
 کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائیگا تو نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس دن کہوں گا۔ رَبِّ اَصْبَحْ اِنِّی رَبِّ اَصْبَحْ
 تو ملائکہ کہیں گے اِنَّكَ لَا تُدْرِی مَا اَخَذَ خَوْفًا بَعْدَ لِقَائِ رَبِّكَ تَرْهَبُ
 جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملائکہ کہیں
 کہ آپ کو بعد کا علم نہیں اور تم کہو کہ کلی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔
 تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کا ٹھیکہ کیا ہوا ہے۔ حدیث
 کے ماقبل و مابعد اور اُس کی قنبح تم نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے تم بلا سوچے

مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو تمہیں یہی سوچنا چاہیے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرار ہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی ترغیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہو گا۔ اور اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ اٰیٰی اِہٰی ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئیگا۔ آپ نے اسی وقت فرما دیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ کیہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

۲۴۹ مسلم شریف {۲} اَفَمَنْ اٰمَنَ مِّنْ عَشْرَتٍ مَّا تَعْمَلُوْا لَعْنَتُكَ وَتُرُوْا
نہیں کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں ثوابت ہوا کہ اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ اٰیٰی میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب۔

۱۲۶ مسلم شریف {۱} قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْعَرَفْنَ اَقْتَالَ لَعْنَتُكَ
دروغ کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں،

وہابی اِنَّ حَرْفَ تَحْقِیْقٍ ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر کیا حَرْفَ تَحْقِیْقٍ جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آسکتا؟
یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حال بتانا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے۔ ثُمَّ اٰتٰیٰنَ مَوْدِنَ اٰتٰیٰہُمَا
الغیوۃ اِیْنِکُمۡ لَسَاۤیِٔۃٌ مِّنۡ ذٰلِکَ دیکھئے معنی نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چور ہو۔ اس مقام پر اِنَّ حَرْفَ تَحْقِیْقٍ بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو کچا کرنے کے لئے اِنَّ حَرْفَ تَحْقِیْقٍ لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے :-

تفسیر خازن ۲۳۵ { اَلْبَدَاۗءُ عَلٰی سَبِيْلِ الْاِسْتِفْهَامِ } اسی مذکور آیت کے ماتحت درج ہے۔ ذَالِکَ

مقام پر لفظ اِنَّ پر ہمزہ استفہام مبرور ہے۔ مَسْأَلُوْا اَوَّانَیْکَ لَا تَنْتَ یَدُ سَفْ
د یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے ؟ یا یہ استفہام بابت ثبوت اقوال
بحرہ تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّکَ لَا
تَدْرِی مَا اَحَدُ الْبَلَدِ ذَلِکَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری
ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا ؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔
کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہیں۔ وہ غلام بھی پاک اور اُن
کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شبیہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا ٹکڑا پڑھو
اور درود بھی لکھتے۔ جگہ جگہ پڑھ ہی لو۔ پھر معاذ اللہ اُن کو بے علم بھی کہو۔

وہابی مدینہ شریف میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز
پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پڑھی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام

رضوان اللہ جمیعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک
ذوالبیدین بول اُٹھا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے
ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھوتاتا ہوں جیسا کہ تم
بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو
تو سجدہ سہو کر لے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کر اُسی وقت دو سجدے سہو کر لئے۔ اس
حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا
عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو لود سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ
کو غیب نکل نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ

کو بعد وہہ نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر

کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اُس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا یہاں سے کرتی ہے۔ اماں بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض اماں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پھلپلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی دہائی پاس سے گود سے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو اماں کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اُس کو نغیباں لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ مٹھادی اتنی عمر گور چکی تھیں یہ علم نہ ہوا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے سے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تسلیم اُس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے۔ نہ کہ میں بیٹے کو اماں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ مٹھادی کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے روحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کئے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی جہل کر بعد وہہ نکالنے تو آپ کا ترجمہ نامال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی جہل کو کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو ہم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی صفحہ ۸ پر ہے اور اُس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث ص ۸ پر موجود ہے جس کو امام بخاری نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدین نے

بخاری شریف ۱/۱۶۲ و ۱/۱۶۳

و سلم اَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ كَرِهْتُ لِقَاصَةِ كَيْدِ أَبِي بَكْرٍ فِي يَوْمِ الْفَتْحِ فَقَالَ يَا مَعْزُومُ إِنَّ الْمَرْءَ إِذَا قَصَرَ كَلِمَتَهُ لَمْ يَكُنْ بِمُتَّقٍ. (بخاری شریف ۱/۱۶۲ و ۱/۱۶۳)۔
 جب عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ كَرِهْتُ لِقَاصَةِ كَيْدِ أَبِي بَكْرٍ فِي يَوْمِ الْفَتْحِ فَقَالَ يَا مَعْزُومُ إِنَّ الْمَرْءَ إِذَا قَصَرَ كَلِمَتَهُ لَمْ يَكُنْ بِمُتَّقٍ۔
 جو نے میں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے) کیا تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں بھولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھولے ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے تراکساری کے

واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انکساری ظاہر فرمانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیر چھوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم جہلتے ہیں ویسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جہلتے تھے میرے کہنے سے قرآن مسیح پاہر جاؤ گے اور کہہ گے کہ خفی ہم پر بہتان لگاتا ہے لیکن خدا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولیٰوں سے بھی کم نہیں جانتے؛ دیکھو مولیٰ شمار اللہ صاحب امر قسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے فقط اذہیں۔

نور توحید ص ۷۷
 در مرتبت آمیز واقعہ ایک واقعہ ایسا مسترت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور بھول سکتا ہوں۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولیٰوں کی متعلق اتنا بڑا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری نفرت اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عالمین کے خبردار ہونے کے اُنکی کلمات شہوت فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی محمول کیا جائے اور حقیقتہً انکساری مذکبی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی جہلتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی بڑے ہرنگے۔ اور بعض اُن لوگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائیگا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس پارے تھے۔ تیس پارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے ہمارے نزدیک ناسطیٰ ہیں۔ اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح جہوتے ہیں۔ کہ خدا کا حرف کرو اور آپ کے انکسار از کلمات کو حقیقت پر معنی نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ کا فرمانا اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہ آپ کی انکساری ہے جس کی حقیقت آپ نے دوسرے

مقام پر فرمائی ہے۔ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا کے متعلق اور تحقیق سن لیجئے

اَشْتُدُّ بِسَعْدَةِ اَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
موطا امام مالک ۳۵ { قَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتِیْ اَوْ اَسْتِیْ لَا اَسْتِیْ - امام مالک

کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جھلیا گیا ہوں۔ تاکہ سنت مقرر کر دوں میں،

اَسْتِیْ اَسْتِیْ وَ کُنْتُ اَسْتِیْ (میں نہیں جھولا اور
شفائ شریف ۲۴۹ { لیکن میں جھلیا گیا ہوں، اُس کے دلیل منہ مائی۔

سَفَعْتُ رَسُوْلَكَ ذَا لَتَسْتِیْ اِلَّا مَسَاءً اللّٰهُ) اَنْتَ مَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی

اَسْتِیْ اَسْتِیْ اِنَّا كَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی ہم آپ

کو پڑھا دیں گے۔ کہ تُو نہ جھوٹے گا۔ مگر جو اللہ چاہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا جہاں آپ کو جھلانے

کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت جھول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ

فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دوں گا کہ آپ نہیں جھولیں گے۔ مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی

کہ یہاں فرما جھول جائیے تو آپ وہاں اُس چیز کو ترک کر دیں گے۔ تو اس سے آپ کی بے

علی کا اندازہ نہ لگایا جائیگا۔ بلکہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے

والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔ کہ آپ اُس پڑھے ہوئے کو جھول نہیں سکتے۔ بلکہ پڑھانے والے

کے ارشاد کے مطابق آپ نے اُس کو ترک کر دیا ہے۔ اور نسیان کا باعث جب اللہ تعالیٰ اور اُس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے گا۔ یعنی اس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ تعالیٰ

اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لئے جائیں گے۔

جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کہے ہیں۔ اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

اِذَا اَذْكُرْتُ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ (مُعْذَرَاتُ) اِذَا اَذْكُرْتُ رَبَّكَ
ابن جریر ۱۵ { اِذَا اَسْرَکْتَ ذِکْرُکَ ذَا مَعْنٰی اِسْ اٰیٰتِ کے یہ ہیں کہ اپنے

رب کی یاد کرو جب تو اُس کے ذکر کو چھوڑ دے، اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل بیان کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شر آدمی قرار امداد کے لئے بھیجے تو وہ شہید کئے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے ان کو شہید کروا دیا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رعل و زکران و عصیہ و نبی لیمان کے ساتھ معاہدہ تھا۔ اُس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد چاہی۔ تو آپ نے شر قرار انصار سے ان کے ساتھ بھیج دیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَأَذِّنْ لِقَابِ الْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا
بنی اسرائیل ۱۵ { اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائیگا، اگر آپ ان کی امداد کے لئے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ شر آدمی کو آپ کا بھیجا آپ کے علم غیب پر وال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے شر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور ان پر مہار اِعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

أَيُّهَا كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنِ الْمَوْتِ وَكُفُّوا فِي
نسا ۵ { بَرُوحٍ مُّشِيدَةٍ وَإِنْ تُصِيبَهُمْ حَسَنَةٌ لِّقَوْلِكُمْ
هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ لَّيُصِيبَهُمْ سَيِّئَةٌ لِّقَوْلِكُمْ هَذَا مِنْ
عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَالِ الْكَاذِبِينَ الْقَوْلُ لَا يُكَذِّبُ
يَقْتُلُونَ حَدِيثاً جہاں کہیں بھی تم ہو تمہیں موت پائے گی۔ اگرچہ تم گج شدہ بجرس میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

ہے۔ اور اگر انہیں بُرائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے
 فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز رفق و شکست شہادت و واپسی
 بخیریت، اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں، یہ
 عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ بھیجے تو وہ سچ جانتے
 یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں
 جاتے تو اگر ان کو فتح حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ملتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے
 انعام ہے۔ اور اگر ان کو شکست ہوتی یا ان سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ بُرائی
 سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس بُرائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجے تو یہ حال کیوں
 ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہوا ہے۔ اور یہی نفاق تہیں نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موضوع رہا ہے۔ اور سُنئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
ال عمران ۳۱ وَتَسَاءَلُوا لِأَخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي

الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُرًى كَذَلِكَ عَصَى كَافِرًا وَمَا
 قَسَبُوا لِيَعْمَلَكُمُ اللَّهُ ذَٰلِكَ خَسْرًا فَيَسْأَلُوكُمُ اللَّهُ فَيَقُولُ لَا يَحْسِبُ
 اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا وَلَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ فَسَيُعَذِّبُ اللَّهُ الْأُمَمَ
 الْمُذْمُونَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ خَيْرٌ مِمَّا يَجْتَمِعُونَ وَلَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ فَسَيُعَذِّبُ
 اللَّهُ الْأُمَّةَ خَسْرًا ذُوًّا - اے ایمان والو تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں
 نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے
 پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں
 میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ ہی مانتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ
 تعالیٰ دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مریاؤ تو اللہ کی طرف سے

بخشش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اُس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کئے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے،

اس آیت کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہویا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی لڑو کرتا ہے اور مانتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اسے مسلمان پانا عقیدہ اُن کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ اُن کو نہ بھیجتے اور اُن کی باتیں نہ جانتے تو اندوئے فریق الہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر مبنی اسے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی املا کے لئے پہنچا تو اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نجدیوں کی تبلیغ کے لئے بھیجے تاکہ وہ آپ کی غلامی کی طرف اُن کو بلائیں۔

ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ كَذَّبْتُمْ بِجَالِئِ أَصْحَابِكِ
إِنِّي أَهْلُ بَيْتِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي

اَنْ يَجْعَلُوْا اَنْتَ نَعَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ اِنِّیْ اَحْتَمٰی اَہْلَ الْبَيْتِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْبُؤْسُ اَنَا لَعْنُ جَابِرًا بَعَثْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ۔ چونکہ اُن کے ساتھ آپ کا ساہوہ تھا تو انہوں نے نبی کے لئے مبلغین طلب کئے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجدیوں سے اُن پر ڈرتا ہوں ابوہا کی ذمہ داری پر آپ نے شر آدمی بھیج دیئے تو آپ کا فرمانا اِنِّیْ اَحْتَمٰی اَہْلَ

نجد یہ آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نجدیوں سے ڈر تھا۔ اب تم خود انصاف کرو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان لگا کر وہابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ابو بکر صدیقؓ کے مکان میں بھیجا یا اور بڑے منہموم ہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغوم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اُن کے باپ کے گھر کیوں بھیجتے۔

وہابی

محکم دلائل
ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز پر مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے چہر بھی وہ ڈرائیور کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اُس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے نقل و حرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیارِ مطلق مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل و حرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضور میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو حَيَّايْ وَنَمَاقِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ تو آپ کا اُس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اُن کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الہی کے بغیر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پروا نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے توکل پر اور حفاظت پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اُحاطت کو با اثبات کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دنیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ

نے عورت کو فرمایا ہے رَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ اور لوگوں کے لئے عورتوں کی محبت شہوات کو مزین کیا گیا ہے، تو آپ نے باوجود محبت غامدہ کے اللہ کی محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الہی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَإِذَا تُلَاوَدُوا بِأَنفُسِهِمْ يَكُونُوا مِنْ أَقْسَامِ الْمُبْتَلِينَ اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بار چٹنے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارہؓ کو چھینا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَذَلِكَ نَبْهِي إِبْرَاهِيمَ لَمَّا كُنْتُ الْمَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَادْرِيسَ إِسْمٰعیلَ ابراہیم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھلا دیں۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی زوجہ منظرہ کی بدائی کے وقت تو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے پر دے اٹھا دیے تو آپ ایسا ہی آئیں کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معافانہ محبت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی بدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ کہیں بھی اعتراض کا موقع مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہو گئے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤں گا تو اللہ تعالیٰ بہتان لگانے والوں کو سرد سرد مقرر فرمائے گا۔ تو میں حکم الہی منافقین کو اور انتہام لگنے والوں کو سرد سے کہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤں گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے متہین کے واسطے سرد مقرر فرمائی۔

وَالَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْصَنَاتِ يَنَزِّلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَلَامًا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
وَالَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْصَنَاتِ يَنَزِّلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَلَامًا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
وَالَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْصَنَاتِ يَنَزِّلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَلَامًا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

لَا تُبْذَرُ مِنْ بَيْتِكَ ذَاتُكَ وَأَصْحَابُكَ إِنَّ اللَّهَ عَفُوفٌ رَحِيمٌ اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو اُن کو اتنی کوڑے مارو اور ہمیشہ اُن کی گواہی مقبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، تو تمام اتہام لگانے والوں کو اتنی اتنی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنینؓ کو واپس گھر لائے۔ یہ یعنی عصمت انبیاء جس کی وجہ سے آپؐ کے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آتا ہے تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ پر کوئی زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ لوگ اُن کے متعلق اُن کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ اُن کی شان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان فرماوے تو قرآن کیم پر صحیح ایمان لانے والے اُن کی شان سے باخبر نہ ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں ایک سورہ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ فہ ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ اٹلک شروع ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُن کے باپ کے گھر بھیج دیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۲۶۶۰ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَوَّ

عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَبْذُرُ فِي مِرٍّ رَجُلًا قَدْ بَلَغَ
 إِذَا فِي أَهْلِ مَسْجِدِي نَزَلَ اللَّهُ مَا عَدَّتْ مِنْ أَهْلِي إِكْخَبَرْنَا رَأْسَ
 مال میں کہ دو نمبر پر ہی تھے۔ فرمایا اسے تمام مسلمانوں کی جماعت کو نہ شخص میرے پاس
 عذر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ جس کی تکلیف میرے اہلیت کے بارے میں مجھے پہنچی
 ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا۔ اس حدیث پاک
 سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلیت کے متعلق کسی قسم کی نامائزات کہے
 تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے
 متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو۔ اور کیا نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف
 نہیں پہنچتی؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے نمبر پر
 زور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام المومنین کی پاک
 و امنی کا علم تھا۔ جس کو آپ نے نمبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی قسم لھا کر یقین دلایا۔ اور آپ کے علمی
 تسلی کے علاوہ قسم لھا کر فرمایا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے
 بعد میرے اس علم پر بھی کسی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم
 لھا کہ اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ تاکہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور
 جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تمہارے اس
 اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیرے سو سال پہلے ہی نمبر پر کھڑے
 ہو کر قسم لھا کہ اپنے علم کا یقین دلادیا۔ اور علم کے معنی بھی مداحظہ ہوں۔

فَسَلَانِي ۱-۲ اَلْعِلْمُ اِذَا بَاكَ اَلصَّكِّي عَلِمَ كَيْسِي چوزہ کو لپٹی طرح
 سمجھ لینا معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو
 آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا۔

وہابی

وہابی
بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے دو ہاتھ
پر ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کٹھمی بھٹی جو اپنے سر مبارک میں کڑھ رہی تھی تو
آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اس کے ساتھ
چونکا مارتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کاجھی علم نہیں۔

10

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تمہارا اقرار ہے
 ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي لَطْعَتِكَ بِدَلٍّ فِي عَيْنِكَ﴾ جس کا ترجمہ ہے
 کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی ہے جائیں کہ اَعْلَمُوا کے معنی جاننے کے ہی میں علم
 تو اُس کے اقرار سے بھی ہو گیا تھا۔ بقول تمہارے۔ تو اُس وقت ہی آپ اُس کی آنکھ میں چرنگا
 بار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اُس کو چرکا مار دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا
 تھا۔ کہ میں تو حاضر و یہی ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب
 کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے کہ تیرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے
 شہادت دے۔ تو یہ مال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک
 معاذ اللہ آپ جا بجا قرار دے جاتے یا آپ پر جرم مائد ہوتا جس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا
 ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي كَرَامَتِكَ﴾ کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں
 چرکا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے مجھے چرکا مارنا یہ سنت مقرر ہو جاتی کہ سوراخ سے جھانکنے
 والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چرکا مارنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ اگر
 کوئی جھانکنے والا دوسرے یا دوسرے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اُس کو اِنَّكَ
 تَنْظُرُ سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دے
 تو اُس کی آنکھ میں چرکا مار دے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ اِنَّكَ

تَنْظُرُ فِی اس بات کو کہ کیا تو مبری طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں میری دونوں آنکھوں میں چو کا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا احسان جنایا کہ میں نے تیرے دیکھنے کو ایشکِ تَنْظُرِ فِی کے سوال سے تجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صانع سلامت پہن گئیں۔ وَقَالَ لِّلْمُصَدِّقِیْنَ فَقَطَّ

کہا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ بیجا کہ تم نے قَوْلُ اَعْلَمَ کو کَذَّ وَہابی اَنْتُمْ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكَ عَنَّا لَعْنَةً اَلْمُجْرِمِیْنَ مِثْلُکُمْ اَوِ الصَّیْرِیِّیْنَ اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو تاکہ مجرمین کو اور صابرین کو تم سے ظاہر کریں انویہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

وَلِیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ مَنِیْ تَتَّبِعُ وَوَسَّیْکُمْ بِالْغَیْیْبِ اَد اور تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کون اُس کی اور اُس کے

رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے، لِیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ مَنِیْ تَتَّبِعُ بِالْغَیْیْبِ تاکہ ظاہر کرے مَلِکُ اَد اور تعالیٰ کو بن دیکھے اُس سے کون مدد کرتا ہے،

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ لے سکیں تو لازم آئے گا کہ خداوند تعالیٰ بھی معاذ اللہ عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں۔ ”مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں ہیں وہابی اشد کی وہ تعریف کر دیں گا۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ اُس وقت الہام کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو ابھی آپ کو یاد نہیں

ہے جبکہ زبان پاک ہی ثابت ہے کہ اب بھی تم اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علم غیب کی کتابت کرو تو تم پر پڑا فسوس ہے۔

حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ یعنی اس وقت میرے خیال میں

نہیں آن کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آن کی نفی اس بنا پر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زمانی ہے کہ جب آپ کو استغناق فی الذات ہوا سو وقت کسی اور کی طرف توجہ نہ دل نہیں لگائی

اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب انسان کی طبیعت ایک طرف مائل ہے تو اگر کسی بات کا علم ہر تب بھی انسان

کو دیتا ہے کہ نبی اس وقت میری طبیعت حاضر نہیں لہذا میں تمہاؤں کو نہیں روکتا بلکہ میری طبیعت کی ہیئت

کو اس پر کاؤ کرنا اور فسخ ہونا پلٹنے کی محامد کی بھی پوری واقفیت رکھیں تو یہ کچھ میلان خاطر

کا باعث ہے نہ کہ مدد علم کا سبب جو اپنے صاف ارشاد فرمایا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ

آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر مرنے تو خدا

فرمادینے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اس وقت ہی میرے خیال میں

نہیں کر بیان کروں کیونکہ یہ خیال اس طرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت

کی ہیئت لکنا یہ کیوں فرمایا اور صرف لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ سے ان الفاظ کو روکنا واضح نہ فرمایا کسی وجہ کے باعث ہے

عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تفسیر احزاب بقارن سَفَفْتُكَ فَلَا تَنْتَشِي إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ خداوند کریم کی طرف

پڑھا یا نہ ہو گی لیکن اس کو اس کے ترک کا حکم ہو گا۔ پھر جواب یہ ہے کہ یہ آخری عمر کا واقعہ نہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

باقی تمام واقعہ آپ کو یاد کیا لیکن اس الہام کے الفاظ کو شبہ اس لیے کیا کہ کسی خاص صورت میں بیان فرمانے کے بعد اس کے معنی نہ

ہو اور اس کے معنی نہ لاؤ نہ ہو چکا ہو اس لیے اپنے اعلان کی تیسرے کے وقت پر توجہ نہ کیا پانچواں جواب ہے کہ ہر وقت ہر

خداوند کریم کے طرف سے اتنا ہوتے ہوئے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا پہنچا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی

دوسرے وقت میں بیان کرونگا اس لیے اپنے اعلان کی قیادت اگر ان تمام وجوہات کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ کو کیا یہ الہام کی

نفی فرمائی کہ مجھے یہاں نہیں بتایا جائیگا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ نہ فرمائی اور اِنَّا سَمِعْنَا مِنْكَ قَوْلًا شَدِيدًا وہ کتنا بھی کھانسنے

ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبر سل علیہ

اسلام نشر غیب لائے تو اس نے اگر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہابی

مسلم آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑہ پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوتوں کے تلگوں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیبِ کئی کے قائل ہو۔

ابرواد کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان مبعہ جوتوں کے نماز پڑھ کر لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو قوم نے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جوڑہ پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار لئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک کے میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جوڑہ پاک میں ذرا سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا سیل بھی چھوئی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو میل آلودہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو تقد کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم مہنی ہے بلکہ نہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا سا میل آلودہ بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسے علمی سے یا کسی اور نقص سے میل آلود کرنا پسند فرمائیگا۔ باز آواز ابراہیم خردی باز آ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد

وہابی

آیا کہیں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر بڑے انوس کی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر بھی جھوٹے ہوتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بکیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہو کر برابر کی گئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ اگے حدیث کی عبارت ہے۔ فَلَمَّا قَامَ فِي مَصَلٍّ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَا نَكَتُكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَأَعْتَسَدَ ثُمَّ رَخَّجَ إِلَيْنَا رَوَّحُ بْنُ مَسْعُودٍ رَوَّحُ بْنُ مَسْعُودٍ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے پہلی بات قریہ ہے کہ اب ہجراتی نے باب باندھا ہے جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ دُیْنُکَیْہِمْ کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جائے نماز پر تشریف لائے تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جائے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کرو نکلا۔ اب جھگڑا صرف ایک جملے ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ میں ہے۔ تم نے ذکر کے معنی لئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذکر کا قائل ابو ہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قبول ہوئی بات یاد آنا یہ فضل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فضل کا علم ابو ہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا ان کے قائل ہو جاؤ کہ ان کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی اور آپ

کے دل کا علم ابو ہریرہؓ کو ہے۔ تو ہر صورت ذکر کے معنی جب تک صحیح نہ کر دے۔ تو
متہار سے لئے مشکل ہو جائیگی۔ تو ذکر کے معنی یہی ہونگے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی
اعلان کیا۔ تو یہ متہارا کہنا منطقی ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے
اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

بِأَعْيُنِي لَا يَجِدُ لِأَحَدٍ أَنْ يُجَنِّبَ فِي هَذَا
كُنْزُ الْعَمَالِ ۲۵۲ { الْمَسْجِدَ غَيْرِي وَعَيْدِكَ اے علی میرے سوا کسی

سوا کسی جنبی کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت
ظاہر ہونے کا ثبوت ملا۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا۔
وہابی اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا
کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ
معمولی بات ہے جو تم نے بھلا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اُس کی
قبر پر آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اُس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ
آپ نے اُس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اُس کے
متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اجازت
کیوں نہیں لی۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ اگر قبور متہار سے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے
تو ہمارے جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ ہیں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

متہارا پہلا اعتراض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا
محمدؐ کہ وہ کہاں ہے تو فَقَدْ هَانَكَ لَمْ يَكُنْ فِيكَ مِنْهُ اے علی کو معاف اللہ

ثابت کیا ہے۔ یہ متہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اُس

کی ٹیڑھی تھی۔ زبور ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اس کو گم ہونے سے ہی توقیر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہر نہ غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا **وَلَقَدْ فَتَنَّا الطَّيْرَ فَتَنَّا مَا فِي كَأْسِي** **الْهٰذِهِ هٰذِهِ اَمْ كَانَ مِنَ الْعٰلِيّٰنَ** اور سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں ہر نہ کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضر نہ ہے، اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے حالانکہ تمہارا یہ دلیل افند کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف بننا ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اُسی کو فرمایا کہ میں آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کئی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہر نہ کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی جہن دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اس کو فوج کروں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر ولایت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا نہ کہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے امدد دیکھنے سے یعنی آپ کو یہ فرمانا لا اَمْرٰی اَلْهٰذِهِ هٰذِهِ یہ تم نے کہا ہے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر نہ کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ کلمہ کھا پرندے ہر قسم کے جو جڑوں اور انسانوں جو پاپوں اور دوسندوں سے پھل صفوں میں ہوتے تھے۔ اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خصوصاً ہر نہ کو نامزد کر کے اور اس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے چنانچہ **لَقَدْ فَتَنَّا الطَّيْرَ** کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر گم ہونے کے نہیں کئے بلکہ

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تَقْنَدُ کے معنی دجبر لی، اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ در حاضری لی، تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اُن کو علم نہ تھا۔ اِس بنا پر اُن کہ ہُد ہُد نظر آیا بجلد معترضہ کے طور پر ہیں، تنہا را اگلا اعتراض بھی حل کر دوں وہ یہ کہ ہُد ہُد نے کہا اَحْطَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہِ، کہ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں، اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہُد ہُد نے کہا میں ایسی بات معلوم کیے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہُد ہُد یہ کیوں کہتا۔ اب قابلِ عذر امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہُد ہُد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اُس ہُد ہُد کا یہ کہنا حقیقتِ صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا فزہ فزہ بھی شرق و غرب میں جنوب و شمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دنیا کے ہر فزے فزے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن اُن سے ایک پرندے ہُد ہُد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تنہا را ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیاتِ فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ کہ وَ مَخْرَجْنَا لَكَ الرِّيحَ حَاصِفَةً رَاوِدِمَہِ نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا۔ جو بھی چلنے والی ہو، کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہوگی۔ بغیر ہوا کے گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے فزہ فزہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اُس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تنہا را خیال اور اعتراض ہُد ہُد کی کلام کو ہے کہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اُس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سننا اور اُس کی عقل کے مطابق اُس کا انتظام کرنا یہ اصولِ سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاہ و بار کو چلانے تو یہ بھی اصولِ سلطنت کے خلاف ہے۔ اسی واسطے ہُد ہُد کے کہنے پر ہُد ہُد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا کہ ہم

دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور ملت سے بقیس کو بلایا اور وہ آپ کی سچی سے ہی بیع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالاتر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عزت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو قبول مقیم سمجھا۔ حالانکہ عزت اتنا بڑا دستِ جن بود جو دے کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں لیکن سلیمان علیہ السلام نے اُس کی اس طاقت کو کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بقیس کے تخت کو لے آؤں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پلک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر بد بد کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو بد بد جس کو عرشِ عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اُس عرشِ عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اٹھا لایا اسے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اُس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کمزور تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کئے تم تو ان کے غلاموں کے اُس فیل کی معیت کنایہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ جدا ان کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان بد بد کے کہنے پر ہی ہے جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اُس نے تو یہ بھی کہا تھا و لھا عُدَّتْ عُظْمُکُمْ و کہ اُس بقیس کے پاس ایک عرشِ عظیم ہے کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اُس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ نہیں بلکہ تم ہی کہو گے کہ اُس کی اپنی عقل

کا اندازہ ہے۔ یہاں اُس کی عقل کا اندازہ کہا جاتا ہے۔ اور اَحْطَطُ بِمَا لَمْ يُحْطِ بِہٖ
 حُتْبُوۡا میں اُس کی عقل کا اندازہ نہیں کہا جاتا۔ یہ فقہاری کوئی دیانتداری ہے بے علم
 ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو اُن کے آقا کے متعلق اُن کے غیب
 کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اِس کے کہ باطاعتِ فرمان الہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔
 کہ سبحان علیہ السلام کا علم ہر اُس کے ذرے ذرے و ما فیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس
 میں آپ کو اعتراض کا موقع ملتا تھا۔ جس کو مل گیا کیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف
 جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فَقَدْ ہَا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غیر نامزد پایا اُس عورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیے ثاب
 ہو گئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سوا ذکر تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟
 تمہارا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے
 تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ذکرِ خلعت کہنا یہ تمہارا ہی عقیدہ
 ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے تو یہ انہوں نے
 کوئی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے خلاف کہہ دی بلکہ فَقَدْ ہَا کی شرح ہی تو انہوں
 نے کر دی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں
 کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اجازت کے بغیر اُن کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ
 سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک سے حساب طلب کرنے کے
 واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اُس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا
 کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اُس کی تفصیل بیان کرنا اُس کے فرض
 مملوکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی کہ
 آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اُس کو بخشوانا تھا۔ اور اُس کے جنازے کی شمولیت مطلوب

مٹی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اُس سے یا کسی اور سے اُس کی وفات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سوال کیا **يَا مَوْسَىٰ سُبْحَانَكَ يَا مَوْسَىٰ** دُتیرے ہاتھ میں اسے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصائے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اُس کے عدم علم پر دولت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اُس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاف اللہ یہ آپ کی بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اُس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اُن کی سبب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اُن اور ہے۔ اُن علم کو مستلزم نہیں۔ ان کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہرنے کی بنا پر اُن کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ **فَكَانَ نَبِيٌّ صَخْرَةٌ أَهْلًا** یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کُفُو فی علی شجرہ کیوں فرماتے کہ تم مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اُس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے اُن کی غلطی کا ازالہ اُن ہی سے کروایا کہ ان کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ مانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغیر جنازہ مان کر خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس یہاں سے ہی اُس عورت کی قبر پہنچیں گے تو اُس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اُس کا ازالہ

اگر میں نے یہ ہے حکمت کی کوئی چیز۔ پھر تمہارا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اڑانا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے اور منظر عیسیٰ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کی بنیادیں ہیں۔ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

اِنَّهَا مِلْكٌ كَانَ فَيَقْعِدُ اَيْدِيَهُمْ فَيَقُولَانِ
بخاری شریف ۱۸۴۱ لَدُمَا كُنْتُمْ تَقُولَانِ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا ہے تو بعض مبغضین رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اُس حور کو قبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تھا؟ جو پھر قبول کئے۔ تو اُس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اڑا رہا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ صبح کو جھٹکارا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دنیا میں انسان کرتا ہزارا کرتا ہے۔ قبر سے بھی اٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہر کام میں ملنے لگے گا اُٹھانے سے اُن کے اس سوال پر یہی جواب دو گے کہ معاذ اللہ ہم ان کو بے علم سمجھتے ہیں تو اُس وقت جو تمہارا حشر ہو گا۔ اُس کی خبر تمہیں ہی ہو گی۔ یا اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گی۔ یاد دوش و طہور تمہارا وہ تماشا دیکھیں گے یا عسکرات الارض تمہاری قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہونگے۔ لیکن مختصر نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہو گا۔ اگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو۔

فَسَلَّى عَلَيْهَا فَنَزَلَ اِنَّ هَذِهِ الْقُبُورُ مَمْلُوءَةٌ
مسلم شریف ۳۰۶ اَخْلَقْنَا مِنْ اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّهَ يَنْقُورُ هَا اَهْلُهَا بِصَلَاتِي

علیہم و ترہی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حور کی قبر پر نماز پڑھنا وہ پڑھی فرمایا کہ یہ

جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھر پون نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے۔ یہ تھا نامزد جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے عظیم کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمام قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سنیے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبورین فقال انھما

نساء شریف ۱۱ و ۱۲
یَعْدَبَانِ مَا لَعَدَّ بَانَ فِي كَيْبَرٍ مَا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِلُ مِنْ بَدَنِہٖ
ذَٰلِكَ مَا هَذَا اِنْ شَاءَ كَانَ يَمْنُنُ بِالْغَيْبِ كَمَا دَانَ عِبَاسُ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرو گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا لیکن
یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحبِ قبر چنگیز تھا، معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اہل قبور تو بھائے خود اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کا بھی علم تھا۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور
قبر کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلال یہ حدیث سے
اس کی بددیانتی کا ثبوت دینے پر ہے اُسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

بخاری شریف کی حدیث میں جو جہاں میں دُج ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہابی نے فرمایا کہ میری دوستی کے دعوے کرنے والے دائیں بائیں ہو گئے۔

دائیں جانب یعنی جنت میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہیں

کا اسیحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا ہینگے کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔ تو میں کہوں گا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ غیب ملک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ اور جب گزرتے مجھے مار لیا تو تو ان کا ٹھکانا ہے، اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اسیحابی اسیحابی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ محمد ﷺ کا اسیحابی اسیحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں ان کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اسیحابی کا لفظ استعمال نہ فرمائیں گے۔ ورنہ اگر ان کا دعوئے دنیا میں سچا ہوتا تو خود ان کے کتنے ہی کسیر گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خود یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں۔ نیز یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔ لیکن ان کا نفاق اور زبانی دعوے اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام امور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے ان مرتدین کی طرف سے اپنی مصرت سفارش پیش کر دیے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔ اور دونوں جگہ میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن
بخاری شریف ۱۰۱۸۰ المغيرة بن النعمان عن معيد بن جبیر

عن ابن عباس

بخاری شریف ۱۰۱۸۰ حدثنا محمد بن كشيور حدثنا سفيان

حدثنا مغیرہ بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اسراہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابو ابولید قال حدثنا شعبہ بخاری شریف ۶۶۵ { قال اخبرنا المغیرہ بن النعمان قال

سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نفسِ مدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں۔ حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

محمد بن یوسف۔ قال الجعفی إخطاء الفریابی میزان الاعتدال ۱۵۱ { فی مائتہ و خمسین حدیثاً

وقال بعض البغدادیین إخطاء تهذیب التهذیب ۵۳۹ { محمد بن یوسف فی مائتہ و خمسین

حدیثاً من حدیث سفینین اور حدیث مذکورہ بالا کی دو سندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

محمد بن کثیر قرشی کوفی۔ قال احمد خرقا میزان الاعتدال ۲۴۵ { حدیثہ و قال البخاری کوفی

منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بتین قال ابوداؤد عن الامام احمد

تهذیب التهذیب ۴۸۸ { اخرقنا حدیثہ و قال البخاری

کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثین

قال البرد او د عن العامر احد خرقنا
تہذیب التہذیب $\frac{9}{318}$ حدیثہ و قال البخاری کوفی منکر

الحدیث قال ابو حاتم ضعیف الحدیث۔

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں۔

ابو الیہ ہشام بن عبد الماک - وروی
میزان الاعتدال $\frac{1}{257}$ ابو عبید عن ابی داؤد ضعیف۔

و قال الاجری عن ابی داؤد شیخ
تہذیب التہذیب $\frac{11}{34}$ ضعیف۔

شعبہ بن حجاج - انه کان یحفظ فی الاسماء
تہذیب التہذیب $\frac{3}{34}$ فقد قال الدارقطنی فی العلل کان

شعبہ یحفظ فی اسماء الرجال کثیراً۔

سَمِعْتُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُ يَا رَسُولَ
کنز العمال $\frac{4}{34}$ اللَّهُ إِنَّا فَلَانُ بْنُ فُلَانٍ كَأَقُولُ إِنَّمَا الشَّيْبُ

فَعَدَّ عَدَّتُ وَلَكِنَّكَ كُنَّا مُرْتَدِّئِينَ بَعْدِي وَرَجَعْنَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِي رَجَعْنَا

کلاں بلدی آئیگا تو اُن سے بعض کہنے والا کہے گا یا رسول اللہ میں فلاں بن فلاں میں

تو میں کہوں گا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور لیکن تم میرے بعد مرتد ہو گئے اداپی

ایشیوں پر تم بدل گئے، اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت

کے دن منافقین کا علم بھی ہوگا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اُس سے بیعت
وہابی لی اور آپ کو یہ خبر نہ ملنی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اُس کا مالک آیا تو اُس نے

لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عرض میں اُس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر قرآن نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ میں مراد اسی نے کہا ہے **وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ** اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر پڑتی کہ وہ غلام ہے باقی روایہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ آپ کے احسانِ عام سے اور مکارمِ اخلاق سے آپ نے اُس سے بیعت لی تاکہ کیا کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غنابہ گن ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اُس غلام کی بیعت کو ٹھنڈے نہیں دیا بلکہ اُس کے مقابلے میں اُس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اُس غلام کے نہ لے جانے میں کوئی کمی تھی جس کو آپ نے پورا فرمایا۔ آپ کے غنابہ گن ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھیے۔

دارقطنی **۱۴۱** علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اُس نے عرض کی کہ حضور میں نے رمضان میں اپنی میری سے صحبت کر لی ہے اور وہی ہی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرم نہ فرمایا تو اُس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اُس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساتھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اُس نے اپنا جواز غائب کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرمادیئے اور فرمایا کہ یہ مہینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اُس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا **وَصَلِّكَ أَنْتَ وَحَيَّا لَكَ فَتَعَدَّ كَفَرُوا اللَّهَ حَتَّى دَرَسَ كَهْلَهُ** اور تیرا خیال تو تیری طرف سے اللہ تعالیٰ کا کفار منظور فرمایا گیا، شرعی کفارہ ساتھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر

شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساتھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں؟

پرمجھی یہی رعایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ سے
بخاری شریف ۲/۱۱۱۱ موجود ہے

البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۱/۱۱۱۱
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شکاری
الہی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔
تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلاؤ (اے) ہرنی آپ کی ملکیت واقعی اعرابی کی ملکیت تھی۔
حالانکہ اس کے پاس سویا بھی تھا تھا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے
ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں۔
یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی حال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت
مختار کل ہونے کی تو یہی تھیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی
ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق پر بھی اختیار ملتا ہے۔
جس اختیار کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے
لیا۔ اس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ ۱/۱۱۱۱
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کاتب کو اس کی
بدایا نہیں کرنے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین
مقبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو طلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں
وہ غزائیں نے دماں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ
وہ کیلئے زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر چینک دیتی ہے چنانچہ میں نے
میں اسے باہر چینکا جزا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

البدایہ والنہایہ ۱۹۴ { بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے چنانچہ عمر بن خطابؓ کو اپنی خلافت میں غزوہ کسریٰ میں جب کسریٰ کا تاج اور سنہری کنگن اور اُس کا سامان جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ کنگن پہنوائے۔ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں؛ کہ ابھی وہ کنگن غیر کی ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پیچھے ہی عطا فرمادے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۲۹۴ { بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنادی تو لوگ برابر بن عازبؓ کو ۱۳۰ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد پر سونے کو حرام فرمایا ہے۔ رقم نے پر سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگوٹھی پہنائی اور فرمایا۔ اَلَيْسَ مَا كُنَّا لَكَ اللهُ وَرَسُولُهُ دِينٌ بَعْدَ رَجْعَةِ اللهِ اَوَّلَ اُس کے رسول نے پہنایا ہے، معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔ آپ نے جو برابر بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تو یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ص ۶۸ { تَقَوَّلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى فِي قَبْرِهِ التَّشَابُهَ اَلَيْتَصَّرَفَ فِي السُّكُونِ بِاِذْنِ اللهِ كَيْفَ شَاءَ وَتَوَدَّ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نبی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں، اب تو تمہارا رے اپنے اکابرین کے مسئلہ فتوے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کُلی اور تصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہو گیا۔ تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارا رے گھر کی دیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق جی غلام کی سنت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علامات کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو درپردہ رکھتے ہوئے اللہ کھالے لئے فقط جَاءَ أَشَدُّ أَطْمَأْنُنِے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبری اور بھی دور فرما دیا لیکن مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کہ خداوند جل جلالہ نے مالین کے علم سے نوازا جس میں قیامت بھی ہے حد کے کہے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حد شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پیروں کو صحیح رکھا جیسا کہ اس کو مَا الْمُسْتَوْدَعُ بِالْعَلَمِ الْإِسْلَامِ کا ایک جملہ دعویٰ بادیل فرما کر راکت فرما دیا اور عِنْدَهُ السَّاعَةُ فرما کر خداوند کے جواب بربانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے قانون خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں سَأَلْتُكَ عَنْ أَشَدِّ أَطْمَأْنُنِے سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کر دیا اور شاید اسنے اشارے کو کوئی غبی دیکھے اور عتد لَا يَعْلَمُونَ سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیبات غم سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی جو بانی الارحام اور قیامت دہلے سے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر إِذَا وَكَلَتْ الْأَمَّةُ نَهَا فَرَا بَاگوان امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پردہ ڈال دیا جاوے تو یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا حکم ہے میں تو خزانچی ہوں مانگ نہیں اور جب سائل واپس جانے لے تو خزانچی سائل کی جیب میں چپکے سے دو پار روپے ڈال دے اور پھر بھی کہے کہ یہ بادشاہ کا حکم ہے میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی مقرر شدہ اور واقعی اسکو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہوگی مام فرج کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور یہ خرچ بھی شاہی سمجھا جاوے گا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے

ذمر نہیں دیتا اور نہ اس کو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چلکے سے دیا یہی تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کرنا خزانچی کے اختیار کو ثابت کرنا ہے ورنہ اس کو بادشاہ کی طرف سے گرفت ہوئی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لیتا یہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر مال ہے اور اس کا جواب بھی دینا خزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ سے إِلَيْهِ يُدْعَى الْعِلْمُ الْمُسَاعَدَةُ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَمَسْأَلُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا اور إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَةُ سَرَبَهَا سے علم غمہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور مافی الاہرام اور مافی غدا اور اشرط ساعۃ میں علی علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان دیا کہ علم باقی ائمہ صی تھوٹ ثابت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو نہیں مجھ صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع رکھ رہا ہوں تو میرے لیے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کر رہا ہے اور وہابی صاحب اگر مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کر دے تو تم مسألتوں کو عَنْ أَشْرَاطِهَا اور إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَةُ سَرَبَهَا اور إِذَا تَطَاوَلَتْ عَاةُ الْأَيْلِ الْبَيْتِ فِي الْبَيَانِ کے کذب ثابت ہو گئے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جملے کے معنی اٹھنے سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہو گا مگر مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے تہا رے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئے گا چنانچہ تہا رے تمام اکابرین صرف مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے

ہیں قرآن کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقض لایا ہے لہذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم غیبی ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے جملے مَا مَسْكُولٌ بِتَحْتِ سَمْعٍ اَلْمَسْكُولِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول یعنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے اخبار کے متعلق، سائل سے یعنی جہیز کی سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جتنا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جتنا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارة اور پوشیدہ ہی ظاہراً بیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا۔

مسلم شریف ۲۴۳۱ یہ ہوگی کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی الساعت کے عقدہ کو ذی شعور کے واسطے حل فرمادیا۔ یا نہ؟ جناب حل کیسے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا تو وقت کیسا جب سورج اٹھا تو وقت بھی اٹھا اور تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم اٹھ کئے جاؤ گے ورنہ اشراف ساعۃ کا بیان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان دَاِذَا فُلُكُمُ الْاَمَّةُ مَرَّتْ بِمَا كَرَبْتُمْ قِيَامَتِ لَوْنَدِي اپنے ملک کو جنگی لونڈیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہوئیں جب وہ بچہ جنگی تر وہ لو کہ اس لونڈی والہ کو خریدے گا اور اس سے مالکانہ بتاؤ کرے گا اور اس کو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لونڈی پیدا نہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں سال پیشتر اس کے حل کی حقیقی اطلاع بخشی ہے میں بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد اسے افعال کو بھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرمادے یعنی مافی غدا اور مافی غدا کے مافی الان صحاح

جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیر بات ظاہر فرما دے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔
 اور وہ ادنیائیں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت ہونگے جو ان کی
 اطلاع بنی صے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور وہ شہروں میں ہیں کہ بڑی بڑی بدگلیں بنائیں
 گئے ابھی نہیں اس وقت نہیں بھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن بنی کریم صے اللہ علیہ وسلم
 نے ان کے اس عمل صافی عند کو ہزار ہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو بنائی
 آپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے
 ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا بنی صے اللہ علیہ وسلم کا اندرونی بیرونی قیامت
 کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کر رہا ہے کسی ان پڑھ کو کہہ کر
 حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم غیبیہ سے بے خبر
 تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیوں فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور
 معطلے صے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آ جاؤ تو تمہاری پیش
 کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا ہی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی
 اجازت نہیں

”وہابی“ طبرانی اور ابن مردویہ دو درمنثور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صے اللہ علیہ وسلم سوال کئے
 گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
 اور وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کریگا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس
 سے پہلے جو نکتے اور خوریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔

لہذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔
 ”محمد ص“ افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی صے اللہ علیہ
 وسلم کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھنے سے محروم

رکھتا ہے جیسا کہ یہ تو بتاؤ کہ کسی مولیٰ سے کوئی دریافت کرے کہ فہماری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے کہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اسکا مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں غور و خوض منہم ہر جائیگا۔ کچھری روڈ پر چلے جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکرٹریٹ کا بڑا دفتر ہے اس سے آگے گزرو کہ بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں وہاں کمروں کے اندر کی میزوں کی سیٹوں الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتا دی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو لوگ مسائل کو کم عقل سمجھیں گے ذرا اس سے اور آگے چلے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں جو فائیلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہیئت کدانیہ کا بھی پورا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی تسلی نہ ہو تو سائل سائل نہیں بلکہ ضمانت ہے محض سفر کی نیت رکھتا ہے۔ اب علم قیامت کے دلائل سنئے

قیام حسنہ

۲۴۰ | فَرْنَعُ فِيهِ أَخَذَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ
پھر دوبارہ سرور پہونکا جاویگا تو فوراً وہ کھڑے ہر جگہ

لنگ جائیں گے۔

دوسرے مقام پر اس کی تشریح فرمائی۔

۲۔ لیس ۲۳ اے یہ کہہ بیٹھو۔ اور صریحاً کہا جاویگا کہ وہ فرما
ن سے اپنے رب کی طرف وڑ گئے۔

میدانِ حشر میں عدالتِ الہیہ

۳۔ حاقہ ۲۱ { وَ يُخَذُّ عَرْشُ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ مَثَابَةً
اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن اٹھائیں گے۔

۴۔ متدرک ۴۶۹ { فَيُلْقِي لَهُ كُزْبًى عَنَ يَمِينِ اللَّهِ عَذَابًا
ترجمہ: اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کی دائیں جانب
کسی بھائی جادے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی

۵۔ طہ ۱۶ { مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَ
الحشر کا یومِ القیامت اٹھائیں جس شخص نے میری یاد سے منہ
پھیرا تو اس کی پیشہ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیے۔

۶۔ ابراہیم ۱۲ { وَ تَذَى الْجَبِبِينَ يَوْمَئِذٍ مَعْرَبِينَ فِي الْأَصْفَادِ
اور آپ برسوں کو ملاحظہ فرما دیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قیامت کے دن زنجیروں میں بکڑے ہونگے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ ہونگے۔

۷۔ حاقہ ۲۱ { وَ أَمَّا مَنْ أَدْبَىٰ كِتَابَهُ فَيُتْلَاهُ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُكَلِّمْ
اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا
تو کہتا ہے اے کاش میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدانِ حشر کی ایک مینی جتنے کا ذکر سنئے۔

۸۔ زمر ۲۲ ﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ
وُجِّعُ الْيَاسِينَ وَالنَّارُ مَشْدُودَةٌ فَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

بِالنَّارِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ اور دنیا مت کے دن، زمین روشن ہوگی، اچھدب کے
نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء اکٹھے ہونگے قرآن کے دریا
فیصلہ حقہ کیا جائیگا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

اس حقہ میں شانِ مومنین کیا ہوگی، یَوْمَ تَدْعِي الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
لِيَسْمَعُوا كَلِمًا مِنْ رَبِّهِمْ وَيَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اسْمِعْ دُنَّ مَلَاظِمَ فَرَاغِي
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور اور ان
کے دایں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہونگے اور ان کے
نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ
تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کروں۔

۹۔ زمر ۲۳ ﴿وَسَيُنْفِقُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا بِهَدْيِهِ إِلَى الْجَنَّةِ نَهْرًا سَحْبًا إِذَا
أَجَادُوا مَا وَفَّعَتْهُمُ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خُذْزَنَتُمْ هَٰذَا
عَلَيْكُمْ طَيِّبٌ ثُمَّ تَدَاخَلْتُمْ بِهَا خُلْدِيَيْنِ۔ کیا شان ہوگی مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی جب آپ جنیوں کے دو لہا بن کر آگے تشریف لے جا رہے ہوں گے۔

اب اختصاراً میدانِ حشر کے میدان ورجہ کا ذکر فرمائیے

طہ ۱۶ ﴿يَوْمَ مَسَاءُ لَا تَسْتَفْعُمُ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ لَهُ الرَّحْمَنُ
أَوْ رَحْمَةً لَهُ كَلَّا لَا اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ مگر جس

کو رحمن نے پہلے اذن دیا ہو اور جس کی بات کو مولا کریم پسند فرماوے گی یہ طبقہ ہے مومنین
گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستے میں تشریف لے جاتے ہوں گے

ساتھ ملا لیں گے۔ کہیں جناب وہابی صاحب اب نہ کہنا کہ خدا نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا
وہابی "ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہ کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج
 کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو
 انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے پیر
 کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پیر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام
 کے سامنے اس کو پیش کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پیر عیسیٰ علیہ السلام کے
 سامنے اس کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
 اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف
 سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا جو قرب
 قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولیٰ نہیں دیا گیا۔

۱۔ بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
محمد عمر ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ
 السلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تم کون ہو جو آپ کو اپنے فتوے سے بے خبر سمجھ کر
 مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں ذکر دیا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی
 خبر نہیں تھی نہ ہوتی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا آپ کے رد و فاسد
 میں مذکرہ قیامت کرنا یہ آپہ امتحان لینا مقصود تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا
 نہیں اگر یہی مقصد ہوتا تو معلوم غم سے باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوتا تو ہمیں
 اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ معلوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ
 ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوتا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی تھا ورنہ
 ان کا صرف قیامت کے معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متنی اساعت کا سوال ہمیں بلکہ مَرَدُّوْا مَرَدُّوْا

اُنی اجتہاد ہیئت جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمائی
چنانچہ انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی
ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کیا
تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا جس کو چاہے جتنا تے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما
ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مراج کی سات کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا
تاکہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اور العزم انبیاء کرام نے آپ
سے سوال نہیں کیا تو میں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیامت کا
قیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرموں کے واسطے ہو گا اور جہل کے آرام و تکلیف کے خدا کے
قیدی ہی کرتے ہیں یا نذیہ کو کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا نبیاً
علیہم السلام کا مذکرہ تو یہ اس لئے تھا اور آپ کے دوہرہ اسی لئے ایک دوسرے پر بات
ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے اب تک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ
بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتنی مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت
کا ذکر کرنا الاملے کو انہوں نے گستاخی بھی آپس میں مذکرہ کر کے آپ کو بتا دیا کہ آپ
ملاحظہ فرمائیے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے کہ جو بتانا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک
دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے نہایت
عظیم السلام کا آسمانوں میں مذکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے ہمتی ظاہر کرنے کے واسطے
نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بے علم
برے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سادی کو
چنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء
علیہم السلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کر آیا ہوں کلا و ما شا آپ کا یہ مطلب نہ تھا۔

جو تم نے اپنے افتراء سے لوگوں کو حو کا دیا ہے۔ بلکہ سادی مذاکرہ بھی علم قیامت کے دم افشار کے لئے ہوا اور اپنے بھی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر گنت کہ ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز افشار کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل نکالے گا تو یہ اس کے نقص ایمانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو سمجھ کر پھر مدینہ میں الٹ پلٹ کرے میں تو یہی کہہ چکا کہ اللہ تعالیٰ ہر اہل علم کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجلیات سے بہرہ ور فرماوے۔

۱۰ کنز العمال و در منثور وغیر میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **فہابی** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا گل کیا ہوگا۔ (۲) مافی الامام کاظم (۳) بارش کب آئگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

۱۱ ان کا متصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے ایسی مدینیں پیش کرنے کی **محمد عمر** تحلیف نہ درادیں۔ ایسی مدینوں کا جواب مذکورۃ الصدرايات و احادیث نہ ہی ملاحظہ فرمایا کریں گو وہ کل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مرفوعہ پیش کر سکتا ہوں لیکن برج طہالت کو شستہ کو ہی کافی سمجھیں۔

۱۲ حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا **فہابی** جادو کا سجدہ کرنے کے لئے بارگاہ الہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گرجا دھکا اس کے بعد مجھے سر اٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہنچاؤں گا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہنچائیے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضا و منہ کے اڑنے سے روشن اللہ چمکتے ہوئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام کو اس وقت ضیعی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات و منور سے پہچان ہوگی۔

۱۳ **محمد عمر** لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا مائے تعصب بڑی بڑی بلا ہے جس کے

ساتھ قصب سوطا عن طعنہ سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں ملعون ہو جائے نہانی صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے انکار فرمایا کہ جس نے نہانی صاحب کے تمام مجروح اعتراضات کی گھڑی کو پرزے پرزے کر دیا نہانی صاحب تم اپنے خلیکے میں اپنے خلیکے مسعود کے خلاف دلیل لے آئے اس حدیث شریفہ سے تو صحت ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے احوال ذاتیہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کی نشاندہی مندرجہ گواہیوں نے پہلی اطلاع فرمادی۔

۲۔ قیامت کے دن۔ ب۔ کریم کے دربار میں آپ کا سر بسجود ہونا یہ بھی قیامت کی ذاتیات سے ہے۔

۳۔ آپ کو جہنم سے سدا خزانے کا حکم الہی ہوگا۔

۴۔ آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا

۵۔ آپ کا اپنی امت کو پہچاننا۔ یہ پہچان بھی بروز قیامت ہوگی لیکن آپ نے اطلاع بزرگ ۸ سال پہلے فرمادی۔

۶۔ آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء و رگوں کی روشنی کا بھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کے لئے ابھی سے مطلع فرما دینا۔

۷۔ دنیا میں اپنی امت کے وضو سے مندرجہ آخری کی نصیحت کو بیان فرمانا اور جو

تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانیں گے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ

ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ

دنا کہ اپنی امت میں شامل فرما دیں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو کسی صحیح تسلیم کر لیا جائے

تو ایمانی اصحابی والی حدیث سے منافقین بھی عذراً تَجَلُّوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِ سے آپ

کی امت میں شامل ہو جائیگی۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شریعت سے محروم ہو گئے۔
 اس حدیث شریف سے ایمان داروں کے لئے علم نایم قیامت اظہار من الشمس ہے
 اور تمہارے اجتہاد و متعلقہ مردم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے
 کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے جیسا مالک کو اپنے ملک کا علم نہ ہو
 یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی فیسی دلیل ثابت ہو رہی
 ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

”وہابی“ بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت
 کے دن بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پس
 اپنا ملک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ
 آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے
 ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا
 کہ آپ کو علم جمیع ممالک و ممالکوں کا نہیں۔

”محمد حنفی“ اس حدیث پاک میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت
 کے عوارضات و اذیت کو تا آپ کے علم غیب قیامت ثابت ہو و ورا امر منی
 علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اَکُونُ اَوَّلُ مَنْ اَفِئْتُ سے آپ نے اپنی اذلیت کی
 حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نہائی حساب
 کو یہ سمجھ نہ آئی فَسَلَا اَذْوَاجُ مَعَادٍ کہ بموجب فرما کر بعد ازاں ارشاد فرمایا
 مَنْ اَسْتَشْنٰی اللہُ عَزَّوَجَلَّ یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بیہوشی
 سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ کوئی اللہ شخص بھی ہے
 جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہے

شار فرمایا اور وہ اَوَّلَ مَنْ اُفِیْقَ ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان
 یہوشوں سے ہیں جو میرے پہلے ہوش میں آگئے یا یہوشی کے مشناؤں سے ہیں اور آپ کا
 یہ جملہ تنبیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ نبی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو
 ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ورنہ آپ کا فرمان اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یَفِیْقُ بنی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الہی کو کُتِرَ
 الثَّابِتِ سَكَدَ دُیْ وَ مَا هُوَ بِسَكَدَ دُیْ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ
 آپ رات یعنی یہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی رگ مری یہوش ہو گئے اور بنی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کو موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ
 ہوئے جو یہوشی سے متشبیہ ہو گا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایست
 کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فَلَا اَدْرِیْ کا جملہ ایسا
 ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہوشی
 سے متشبیہ فرمادیا تو فَلَا اَدْرِیْ کا جملہ شانِ مرسویت کو ملحوظ رکھنے کے لئے نہ کہ اپنی بے
 علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور یہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی
 خاص مقامِ اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراً ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس
 دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہہ دیتا ہے
 کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔
 کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام
 کو ظاہر تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنو تو پھر تمہیں شان و فرمانِ مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو۔

آئیے فقیر آپ کو شانِ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 عرض کرتا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فَادْمَوْ مَعِیْ عَلَیْہِ

اسلام رباط طیش بخائب العرش میں رکھیں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کاسے کو چڑھے ہوئے ہیں۔

لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

فَيُلْقِي لَكَ كُرْسِيَّ عَنْ يَمِينِ اللَّهِ عِزُّوْجَلْ

مشدرک ۴۶۵ | تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کے دائیں جانب کرسی سجائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھا مے ہوں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

کیوں جناب وہابی صاحب پایہ نفا منے والا مقدم یا دایں جانب کرسی نشین مقدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لا ادری محض انکاری کے لئے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لا ادری کے ماقبل و مابعد کی عبارت و مقام کے مطابق معنی نہ کرو گے تو معاذ اللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑیگا جیسے۔

قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ بِمَا لَا تَعْلَمُونَ فِي السَّمَوَاتِ وَالدَّارِ الْاٰثِرِ فِي مَجْلَدِ كَوْنٍ وَ تَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ فرمادیجئے یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کیا خبر دیتے ہو اللہ کو جو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو

وَجَعَلُوا الْبَيْتَ شُرَكَاءَ قُلْ سَمِعُوا هُمْ أَشْكَبُونَ لَكَ اِيَّا لَا يَكْفُرُ فِي الْاُمْرِ اَمْ يَظَاهِرُونَ الْقَوْلَ

اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ لئے مشرک کو نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جن کو اللہ زمین میں جانتا نہیں۔

یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لایٰ کُفِّرْ کے تہااری طرح ظاہری معنی ہی لئے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کرنا ایسے ہی لاادری سے بھی ظاہری معنی لئے جاوے گا بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاوے گا۔

”بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس شرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی رہیں گی لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا اور نہ ماکان و یکنون کا۔

”محمد عمر“ وہابی صاحب آپ کا ٹھیکہ تو پیدا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھنا چاہئے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس حدیث شریف سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض اتنی ہونے کا وعدے رکھتے و اے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے ورپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا
سَتَرْتُمْ عَنْكَ اَبٍ کی وجہ سے میں اُن کی لغزشوں کو پردہ پوش کروں گا یعنی آپ
کی امت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تاکہ آپ کے
پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قرب میں رسوائی کا منہ نہ دکھیں۔ اور پھر اس کا جواب
قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

لَبِ كَفْتًا اللّٰهُ عَنْهُمْ مَتَّوْعًا الَّذِي عَمِلُوا تا کہ مٹا دے
نفس ۲۴ | اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو یخبندان بہتر یا حسن
الذی کا نڈا یعلون اور اچھا بد رو دے گا۔ ان کو جوہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث مذکور بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا
ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے متبعین سے لغزشوں کی معافی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وعدہ بھی میں
نے رب العزّة سے لیا ہے تاکہ متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے
مقابلہ میں میرے تمام بدلے بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ

سَأَلْتُ اللّٰهَ الشَّعَائِعَةَ لِأَمَّتِي فَقَالَ لَكَ سَبْعُونَ
جامع صغیر ۲۲ | أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَلَا عَذَابَ

میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی امت
ستر ہزار بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

کیوں جناب یہ ہے قہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی ایت و حدیث سے جو تم نے
اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاف اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا
اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے
تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

عَرَضْتُ عَلَى أُمِّئِي بِأَعْمَى لِمَا حَصَّنَهَا وَ سَيَّهَا
جامع صغیر ۲۰ } مجاہد میری امت سے اچھے بڑے اعمال کے پیش کئے گئے

عَرَضْتُ عَلَى ذُكُوبٍ أُمِّئِي فَلَمَّا أَرَدْنَا
مشکوٰۃ شریف ۶۹ } اعْظَمُ مِنْ سُورَةِ مَنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أَوْ تَبَيُّهَا

رَجُلٌ كَثُرَ نَسَبُهَا

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کئے گئے تو تمام امت کی تمام برائیاں
دیکھیں قرآن کی سورۃ یا ایت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں
نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیئات
کا علم ہے یا وہ بائبل کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے بیانات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے علمی کا بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر
عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو احقر اور اکبر کی غیبت فرما رہے ہیں اور اس مختلف
فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے امین کو مبراہینیت
میں آپ کے پاس پہنچا گوارہ نہیں فرمایا غرض آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کر کے
دوبارہ رسالت میں پیش کر دیے

وَ اِنَّ اُمَّئِي سَتَفْتَرُونَ عَلٰی ثَلٰثِيْنَ وَ سَبْعِيْنَ
بِكُوْنَةِ كَلِمَا فِي النَّاسِ اِلَّا وَ اُحَدِّثُ وَ هِيَ
الْمُجْمَاعَةُ -

ابن ماجہ ۲۹۶

ترمذی شریف ۲۰

اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں تفرق

ہوگی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جنت ہے۔

ہزاران نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیات و منات اور ان کے عاملین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متنبہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں عاملین حسنہ ہوں یا سیئہ

بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب وہابی ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرنے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے؟ سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرنے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ممالک و ممالکین کا علم نہیں۔

محمد عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہیے قاضی عیاضی نے لکھا ہے کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقض وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ اُصَلِّیْ اَدْنَا میں کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھنا مقصود تھا کہ فرضیہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اعذار کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کر کے خود بخود

جماعت کراؤ اس حدیث پاک سے ثابت ہو کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ممالک و مایکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لئے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں غیرے اغراض کے بعد مسجد میں جا سکوں گا۔ اس لئے ان کو فقرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکتے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے اُن کے رہے۔

”ابوداؤد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ میں ہے۔“
وہابی کہ آپ نے فرمایا این ابرہہ تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ممالک و مایکون کا علم نہیں۔

”خداوند وشن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے جو عالمین کے محمد مکرر علیم ورحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نعمانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام اذ خود کے ہے یعنی ابرہہ کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو این کے استعمال سے بے علم کھو گئے تو دنیا کے وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔“

۱۔ النعام ۳۱ { اِنَّ سَعَاءَ كُفَّالِذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ }
 وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا

۲۔ نحل ۱۲ { ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ اِنَّ سَعَاءَ مَا كَانُوا
 ۳۔ قصص ۲۱ { فَيَقُولُ اِنَّ سَعَاءَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ }
 تَزْعُمُونَ

۴۔ حم سجدہ ۲۶ { وَيَوْمَ يَنَادِيهِمْ اِنَّ سَعَاءَ مَا كَانُوا

کیا اللہ تعالیٰ کو شرکار کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کریگا
بلکہ ان کا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکار کو مشرکین پر بھگتا یا جاوے۔

۵۔ تکویر ۳۱ {وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ} اور
جب زندہ در کرد کی ہوئی لڑکی کا سوال کیا جاوے گا کہ کوئی
گناہ میں قتل کی گئی۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ خداوند کا یہائی ذنب قتل سے سوال کرنا
بے علمی پر وال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

۶۔ تکویر ۳۱ {وَمَا مَوْءُودُ شَيْطَانِ الرَّجِيمِ فَإِنْ تَدَّهَبُونَ
اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔

اس یہ کہیہ سے این فرما کر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا این ابو بکر فرما کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر وال نہیں بلکہ این ابو بکر فرمانا آپ کے علم غیب کی علت
ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں قرآن
کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابو بکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابو بکر ہے
یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش تھی لہذا آپ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے
بلانا آپ کے علمی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

”وہابی“ حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دعوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے
دعوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ممالک دنیا کیوں کا نہیں تھا۔

”محمد“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم دعوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ
علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ تافہونی خداوندی سے

نادانقت ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ بنی اللہ کا تو وہاں ہو گیا پس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام قیامت تک قائم و دائم رہے گا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تا کہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائیگے۔ سوم انہوں نے عِنْدَ نَاكِتَاتِ اللّٰهِ حَبْنَا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؛ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے اُفْعَدَ لَمْ يَحْمِلْ بِالْقُرْآنِ کی عوام کو قتل کرنا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

”وہابی“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت کو ہدائی کے لئے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر بنی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوتا کہ آپ کو علم ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔

”محمد عمر“ نعمانی صاحب تم تو بارہ اوچے تہتیاروں پر اُتر آئے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا دوسرا جواب اگر خداوند کو علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اخیر انہوں نے منہی عنہ کو کھائی دیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیجئے تیسرا جواب پہلے سپاس نمازیں کہیں

فرض فرمائیں جب علم تھا تو پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امر اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عدم علم پر وال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا امتحان مقصود تھا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے قاعدے کو مقدم سمجھتے ہیں یا مجھے تو آپ امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اول کی اپنی جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اور تحریر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا ثابت ہوئی ورنہ آپ موزور منکولایتے لہذا ثابت ہوا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ وصیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھٹا جواب اللہ تعالیٰ نے فرمائی جاعل فی الکائنات خلیفۃ مالا کہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلاف مشودہ دینا ہے۔ ان تمام استدلال سے واضح ہوا کہ انشاء اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مقتضی نہیں جس حکم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا فرمان سمجھا جاوے گا۔

”وہابی“ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کسی کو زندہ دیکھتے تو اس کا مال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لے جا کر مال دریافت فرماتے اور بیمار پر سی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایرایوں کرتے۔

”محمد عمر“ یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اسکی خبر گیری کیا کرو تا کہ قہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو قہاری عداوتی کا موقع نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ اللعالمین ہیں رحمۃ خود و مردم کو تلاش کرے تو یہ کمال راست

ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو مددِ علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملا کہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے سوال کرتے کیفَ تَدْرُکُ عِبَادِیْ تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں کا حال دریافت فرماتا ہے تو یہاں کہ یہاں شانِ مژنین ثابت ہوتی ہے وہابی شانِ صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔ اس میں بھی تو شانِ صحابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاف شدہ منافق نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شانِ علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے سہے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

”ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے وہابی“ تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا فَدَفِنُوهَا لَهَا رَحْمَةً مِّمَّا رَاحِلُهَا اُتْرَحْنَا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزِ مرد کے حادثات کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان و مایکون کا علم ہو۔

”محمد عمر“ تم نے تو نعمانی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹنی کا شک کیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف نہ لانا آپ کے مددِ علم پر دال نہیں بلکہ آپ کے مفارک پر ہونے پر دال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھالینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ؟ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

آپ کا میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے
 كَانَ مَكْنُوًى لَّهٗ رَحْمَتًا فرمایا۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارثِ اصلی کے
 دوسرا جنازہ کوئی نہیں پڑھا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہونگے
 جو میرے نفع دینے کے قابل نہ ہونگے آپ پہلی دفعہ اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے
 قبر پر پڑھایا تاکہ اُن منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی دینے
 ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیثِ پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بے فائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا حال
وہابی چلن کیا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھنے و نہ میت کے گھر والوں کو کہہ دیتے

کہ تم خود پڑھو معلوم ہوتا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے
محمد ع سچے ابھی حدیثِ شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے دریافت

کئے جنازہ پڑھایا اور اس کی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اس کا مطلب
 یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتماد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا دوسری حکمت دریافت فرمانے

کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس صحت میں بھی قابلِ بخشش ہو جائے
 انقبضی مجریہ کہ اگر اور بڑا ہوا اور میں اس کے جنازہ پڑھنے میں پس پیش کی تو حرام کو معلوم ہو جائے
 گا کہ آپ بڑائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی بڑائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ
 نہ پڑھا ئیگے۔ تو ہم کب فلاح پا سکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہوگی کہ اس کا جنازہ

آپ پڑھائیں اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدید
نقاد کہ سبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن
کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو کسی سے پس و پیش ضرور کیا۔

”دہائی“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجو پر اس سے
بیعت لی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اس کا مالک اس کو
لینے آگیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلے میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے
حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم غیب ہوتا
تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مباح کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

”محمد عمر“ ثنائی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے
استدلال لیتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور
کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہیں راوی کو کیسے
علم ہوا کہ کُنْ لِّشَعْبٍ اَنْتَ بَعْدُ مَثَرًا لِّرَاۤءِدٍ لِّدَلَالٍ تب میح ہر مکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے
کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا مٹھاری
کون سنے یہ دربار و رعالت و دربار و رعیت و عالمین ہے آپ کے در و دولت پر مسائل آئے پھر مال
چلا جائے تو دَاۤءَا النَّاسِ لَکَ فَلَکَ تَنْہَکَ میں فرق آجاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق
بیعت میں داخل فرما اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ماکان و مایکون کے علوم غیبیہ کے
حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس
فہم کے قابل و بالبعد کے اعمال و نتیجے کا علم تھا اسکے بدلے میں وہ غلام بھی دیگر آزاد فرمایا باقی
جس کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہونگے وہ حقدار آزادی نہ ہو گا۔ اس کے سائبہ اور اُحمد کے
اعمال آزادی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرما لیتے غریب تھے نہیں ویسے ہی رہنے
دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید

کہ آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹنیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کرتے تو یہ بتا دے
 عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرانیں تو یہ بھی
 آپ کے جیسے عدم غیبیہ کی دلیل ہے اور اگر آزاد کرانیں تو یہ بھی آپ کے جیسے مالک و مالکین
 کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے
 آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرنا دہائی دین میں بڑا تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے
 نزدیک بقانون خداوندی کا رٹا اب ہے پہلے ۲۲ پر بھی گزر چکا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی
دہائی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں پابتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں
 آؤں کہ میرا سینہ دہناری طرف سے صاف ہو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جیسے
 مالک و مالکین کا علم نہیں ورنہ کسی کی دہائی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

”دہائیوں کی حادث ہے کہ استدلال بنے یا نہ بڑھ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب
محمد عمر نے بھی اپنے مذہبی و طیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاء الدین صاحب بکرنہ اعمال
 میں فضل صاحبہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی صحابی کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ اگر تم نے کچھ
 ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج
 ہو گا تو دہائی لعنت کے مستحق تم ہو گے ایک میرے صحابی کی غیبت کر کے اور دوسرا مجھے
 تکلیف دے کر اور میں پابتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف
 سے کوئی رنج مائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدور ہوں کیوں جی نعمانی صاحب اس حدیث
 میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی کوئی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا مصلحت ہو
 کوئی غرض کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نا فہم۔

”وہابی“ آپ سورہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سورہ کی فصل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورہ توں کی فصل ہے۔

”محمد عمر“ تم نے تو جہانی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی تمہیں کہنا چاہیے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے بعد لے بجائے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر وحی انہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ بِالْاُفْتَدَانِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُفَضَّلَ اِلَيْكَ وَحْيٌ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ قبل از انزال جلدی نہ فرماویں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی انہار کی اجازت نہیں کیوں جی وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

”وہابی“ حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے نیچے رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

”محمد عمر“ اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی صلی اللہ کے کان مبارک مسجد میں نہیں لیکن وہابی اسکو بھی آپ کی بے علمی سمجھے گا اس کو خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کو ہی مدنظر رکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے اپنے ولی ارادہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے کا احسان بتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیوں کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان

جی تب ہی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر ناز کی نیت فرمالتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے ہم پر وہابیوں پر احسان کیا اگر آپ ایسی نافرمانی تو وہابی تب بھی تنگ ہی رہتا پھر کب غوس ہرثا۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتے کی آہٹ تک لوگوں کے منتظر رہتے اگر علم وہابی“ غیب ہوتا تو بتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

”محمد ص“ یہ بھی آپ کا بہت واسان کو ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ کسی کی والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے بتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کو دے کر تو تو جاہل ہے تو سخت ہے ایسے بچے کی ایسی بھڑپ۔

ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت و محبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرنا جب تک میرے کان میں تہا سے بتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے دکاں سے صاف اللہ آپ کی بے طمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھجور وہابی“ پاتا ہوں اور اس کو کھانے کے لئے اٹھاتا ہوں لیکن دو کھانے کے خوف سے کو

رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھانے کیوں لدا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی

”محمد ص“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے طمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں

”محمد ص“ فرمایا بلکہ آپ مسلم الہی میں اس لئے اقرار کا سبق بھایا ہے۔ وہابی جس کو آپ کی بے طمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بھادیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر قطعہ پڑی ہو اور تہا را اول جی پاسے تو کھانے سے پرہیز کر دیکر کھانے میں سیرت پر عمل کرنا ہے۔

”وہابی“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں حرب جانا ہوں جب تم مجھ سے رخصتی ہو

ہر اوجہ غیبی برقی ہو، حضرت صدیق فرماتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں
فرمایا جب تم مجھ سے غش ہوتی ہو تو رقم کھاتے وقت، کہتی ہو ”بڑبڑ مہم کی قسم“ اور جب ہاتھ
میں برقی ہو تو کہتی ہو ”رب ابراہیم کی قسم“ (صدیق فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ
خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے معلوم کرتے تھے غیبی علم نہ تھا۔

”فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف میں کتاب واضح ہے اِنِّی
لَا عَلَمُ اِذَا کُنْتُ عَنِّی وَ اَضِیَّتْ وَاِذَا کُنْتُ عَلٰی غُضْبٰی۔“

بے شک جب ترجمہ سے راضی ہوتی ہو یا غصے ہوتی ہو تو حیرتِ رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا
- رضا و غضب باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنے علم باطنی معلوم کرنے کے واسطے بھی ہوں
پھر بھی علم باطنی کو اعتبار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اس باطنی علم
کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے حوالہ سے کا بھی اظہار فرمایا
تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے علم غیبی کے واسطے اِنِّی لَا عَلَمُ
فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پھر منکرین کے لئے دلیل بھی واضح کرادی لیکن علم باطنی
آپ کے دعوے پر آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لایا انا آپ
کے اس صاف دعوے علم غیب بمع دلیل پیش کرنے کو نعمانی حسد و بغض کی بنا پر عدم علم
کی دلیل پیش کرتا ہے میرے خیال میں نعمانی صاحب کو تو قہور ہو گیا ہو گا کیونکہ ایسے اہل
علم کی یہ شان نہیں ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس کو تسلیم کرنا نعمانی صاحب کے
دعوے کو الٹ دینا ہے فَمَا عَلِمْنَا اِلَّا الْبَلَاغَ الْمُبِیِّنَ

”بخاری مسلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا
وَعْدَی اِنَّمَا بَلَّغْتُ اِلَیَّکُمُ الْبَاتِ نَہِیْنِ مِیْنِ بَشَرٍ اَوَّلِیْرِیْ پَسْ فَرِیْقٍ رَآیْنِیْ

مقدمے کے کرتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا
 بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے
 دوں و حالانکہ حق اس کا نہ ہو، پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوادوں
 دوں اس کے لئے وہ جائز نہیں ہو جاتا۔ (بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے
 لے لے یا چھوڑ دے۔)

اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ممالک و ماموں
 کیوں نہیں تھا۔

”پہلی بات قابلِ غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فیصلہ کرتے
 وقت فرمایا اور اپنے پرچہ پاؤں کر کے مخاممین کو حق کوئی کی ترغیب دلائی
 اور عذاب الہی سے ڈرایا و محکایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا غلط
 امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرتہ ان مجسوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ جب
 ارشاد الہی لَعَنَکُمْ بَنِیَ النَّاسِ بَآئِذَاکَ اللّٰہُ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے
 حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخاممین کو ڈر ادھا کر حق کوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ
 ہے کہ آپ کے حکم کے لئے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے غماہری
 بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہو گا تو اس کا وجہ بیان کنند
 پر ہر گز نہ فیصلہ پر اس واسطے فرمایا اَنْ تَعْلَمُوْا عَلٰی سَوَآءٍ مِّمَّا مَنَعَ مِیْنَهُ تِزِیْنِ فِیْصِلُکُمْ وَاَنْ تَعْلَمُوْا
 اس طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا
 جاسکتا ہے اور نہ فیصلہ کا علم باطن مخاممین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے
 آپ نے اپنے علم ظہری پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قائلین کو گواہوں اور مخاممین کے
 بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔
 اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے

حق میں معاف اللہ تمام علم غلطی ہوئی۔ میرا کہ ثمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وہاں یطوق
عَنِ الْغَدَىٰ إِنَّ هَذَا لَا دَخِي يُدْخِي كِي تَكْذِيبَ لَازِمِ آئِگِی۔

دوبانی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند
سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْتَفِعُ
دوسری حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ
لَّا یَنْتَفِعُ اسے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔
”محمّد“ ہر شئی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کر کے حاصل کرنا اور
یہ ہے کہ معطیٰ خود اپنی طرف سے انعام فرمادے جب غرض کسی شئی کو
حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شئی کو طلب کرتا ہے تو معطیٰ رب کی طرف وِیْزِیْدُ هُوَ
مِنْ فَضْلِہ کے قانون سے ادنیٰ اشیا کا عموم بالیقین انعام فرمادیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شئی
مندی اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کر کے لے لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس
سوال پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوال کو بہت
نیوڈ فی علمائے عام رکھیں تاکہ ہر شئی کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اے دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شئی کا علم ادنیٰ انہیں ہوتا شئی ادنیٰ ہو تو ہو لیکن
اس کا علم ادنیٰ انہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم
بہا ادنیٰ شئی کا علم نقص نہیں کہہا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شئی کا علم
عطا فرمادے تو آپ کے علم میں کمی نہ ہوگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہو
تو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض کا موقع مل جائیگا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل
نہیں لہذا آپ کو ادنیٰ اشیا کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ شئی کا علم بھی

سوال چلنا تھا میں آگیا جس کو وہابی دسمجھ سکا۔

وہابی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن ادد سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ پورا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان و مایکون میں وہ بھی داخل ہے لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

محمد ص ۴۴ پہلا جواب تو یہ ہے کہ مہار ایدہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اعلم مانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدہ کی خود ہی تکذیب کر دی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو ان سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہو گے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالا قروٹنا سبین ذالک کثیراً ہیں وہ یا جنتی ہیں گے یا دوزخی اور دونوں کے اعداد و شمار کی کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جبکہ بیان آگے با ص ۴۶ میں مذکور ہے۔ ورنہ تو مزی مشرفین پہلے سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِدِّ الْكِتَابَانِ مَذْكُورٍ۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا يُكَلِّمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ذَا الْأَسْمَاءِ فِي الْعِلْمِ قُرْآنِ کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی واسطے قُرُونًا سَبِينَ ذَالِکَ کَثِيرًا کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپ کوئی

نسب مخفی نہیں۔

پرتخاب اب آپ کا فرمان کَذَّبَ الشَّائِبُونَ تمام نہیں بیان کرنے والے مجھٹے
 ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ سچی نسب کا علم ہی نہیں بتول تھا کہ تو دوسروں کو کاذب کیسے
 کہتے تھے سلام ہر کتاب کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی
 پانچواں جواب اب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا نہیں دعویٰ ہے؛ کیونکہ اپنے دوسرے
 کو مجھٹا کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت
 ہو گئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کی کے جوابات انشاء اللہ
 ضمیمہ مقیاس خفیت میں بیان ہو گئے۔

علم غیب از احادیث

۱۔ بخاری شریف ۲۰۸۳ { عن النضر بن سويد قال اخبرني
 عن النضر بن مالك ان النبي صلى الله
 عليه وسلم قال: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ
 لَا تُسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا
 دَأْبِي فِي قِيَامَتِ كَذَا فَرَأَى أَنَّهُ يَسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ فَوَاللَّهِ
 قَسَمْتُ خَدَاكِي جِبْتًا لَمْ يَكُنْ فِي مَقَامِي هَذَا خَدَاكِي خَدَاكِي
 كَرِهْتُ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَوَاللَّهِ قَسَمْتُ خَدَاكِي جِبْتًا لَمْ يَكُنْ فِي مَقَامِي هَذَا خَدَاكِي خَدَاكِي

۲۔ بخاری شریف ۲۰۸۴ { اسما بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں
 نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَكَ دَرَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا خَدَاكِي خَدَاكِي

قَالَ ثَنَا دُرُؤَيْسُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ فَلَهُ بِهَا حَسَنَةٌ كَأَنَّهَا بَنَتْ لَهُ بَيْتًا مَدِينَةً» (مسلم شریف ۲۹۰) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْأَنْعَامِ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ فَلَهُ بِهَا حَسَنَةٌ كَأَنَّهَا بَنَتْ لَهُ بَيْتًا مَدِينَةً» (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اُس کے تمام مشرتوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے،

۴۔ مسلم شریف ۲۹۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ فَلَهُ بِهَا حَسَنَةٌ كَأَنَّهَا بَنَتْ لَهُ بَيْتًا مَدِينَةً» (مسلم شریف ۲۹۰) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْأَنْعَامِ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ فَلَهُ بِهَا حَسَنَةٌ كَأَنَّهَا بَنَتْ لَهُ بَيْتًا مَدِينَةً» (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اُس کے تمام مشرتوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے،

کیوں جناب وہابی صاحب اس کو کہتے ہیں سو شکار کی اور ایک رومہ کی نہانی صاحب نے کتاب تقیص علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں

ایسی پیش کرے اتنے سو ہی خدا کے فضل سے انعام حاصل کرے۔ وَإِنْ لَّمْ تَعْمَلُوا
وَلَنْ تَعْمَلُوا مَاتَ الْقَوْمُ السَّاءُ الَّذِي وَفَّوْهُمُ السَّامُ وَالْأَجْمَاءُ
أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔

انے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دیوبندی و بابلی کی اقتدائیں اپنے ایمان
روز کو بیٹھنا یہ عقیدہ نہ بنالینا کرنی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ماکان و مایکون
یعنی اگلا پھلانہیں ورنہ یاور کھوکھلی دالے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہیگا بصیرت قدسہ
آئینا آپ کی سفارش سے بھی محروم ہو گئے لہذا تو اس عقیدہ پر اپنے اعمال ہی ضائع کر
چکے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر علی الاعلان ماکان و مایکون
کا علم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھادیں اور تم سرے سے آپ کی
ذات عالم کو اس سے بے خبر کردو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالیٰ قعر دیوبند
میں ہی رکھے تاکہ دو سکر سادہ لوح بھولے بھالے مسلمانوں کو قعر جنہم میں ڈالے جاؤ

۵۔ مشکوٰۃ شریف ۵۳۲۔ { پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

۶۔ بخاری شریف ۱ مشکوٰۃ شریف ۲
عن عبدہ قال قال خاتم
نبیائہ سؤل اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عنہ ببدء الخلق حتی دخل
الجنة فنادی لهم واهل النار منار لهم حفظ
ذالک من حفظک ونبیہ من کتبہ و حضرت حمزہ روایت ہے کہ ایک
مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتداء خلقت سے
سے کہ جناتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کو دوزخیوں
کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں جس کو یاد

پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں نہ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ یکساں رہے گا یہ جو کتاب میرے ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہم اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے۔ کم۔ پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لئے، اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہوئی ہیں جن میں ان کے اعمال جو مثال ہیں۔ اب تم کہہ کر آپ کو غیب کی نہیں تو تمہاری بات کو سمجھانا چاہئے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بہر صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۹۔ بخاری شریف ۲۲۱۱ | عن ابی ہریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنِّی اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِیثًا کَثِیْرًا اَمْسَاۤءَ کُلِّ اَبْسَطَسَاۤءَ اَعْلَیَّ فَبَسَطْتُهَا فَعَسَاۤءَ یَدُیْہَا لَشَرِّ کُلِّ خَمْرٍ فَعَمْرُہُ فَمَا لَیْسَتْ شَیْءًا بَعْدُ
 داؤد برہنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں تو ان کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی یاد دہیلاؤں تو میں نے یاد دہیلاؤں آپ نے اپنے دست پاک کا ایک پتہ لیا۔ پھر فرمایا اے ابراہیم کو میں نے ملایا اسکو تو میں اس کے بعد کچھ نہیں جتوہ، جن کے ایک پتہ سے نشان چلا جائے اور تو نے حافظہ بڑھ جائے اور ایمان و جو سے ہی نکل جائے تو ان کی ذات کو کوئی ایسی کبے تو وہ خود غافل ہے۔

۱۰۔ بخاری شریف ۲۲۱۲ | عن ابن عباس قال صمغی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَلْفَعْرَہُ

الکتاب د ابن عباس سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بخلگیر کیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو کتاب (قرآن شریف) کا علم سکھاوے۔ حضرت عباس کو بخلگیر کر کے استاد المفسر بنادیا۔

۱۱۔ کنز العمال ۱۳/۱۳۱ { عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فیئیت حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کبھی نیاں نہیں ہوا۔

۱۲۔ ذرقانی ۲۴۴ | عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى الله قدساً فجاءه، لم يظفر
وَكشفت ربي الدنيا، بحيث أحطت بجميع ما فيها، فانا أنظر
إليها إلى ما هو كائن فيها إلا يؤمر القيامت كما نأمن أنظر إلى كفى
هذه، إشارته إلى أنه نظر حقيقة (ابن عمر) روايت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ظاہر فرمایا تو جو
کچھ اُس تمام دنیا میں تھا میں نے اُس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اُس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا
ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس ہاتھ
کی متجلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقت دیکھا ہے، یہ بتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب
سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیبیہ کو صراحتہ ثابت کر رہی ہیں اجتہاد ثابت نہیں کئے گئے
نافع و آمین۔

۱۰ مولوی صاحب تم نے قرآنی حدیثیں اور بے بہا آیتیں پیش کر دیں جن سے **قہاری** بنی منہ اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کُلّی ثابت ہوتا ہے جو مالک دنیا لیکن کا مجموعہ ہے اور تم نے اُن آیات فرقانیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تفسیر کا حوالہ

۲۔ تفسیر نیشاپوری ۵ { رَوَعَلْتُ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ
الْأَذَلِّينَ فِيهِ مَغْنِيَانِ أَحَدُهُمَا أَنَّ

يَكُونُ كَمَا خَالَ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ أَمْ أُنْذَلُ
اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ وَأُطْلَعَكَ عَلَى أَسْمَاءِ مِمَّا أَفْكَتُكَ عَلَى
حَقِّهِمَا مَعَ أَنَّكَ مَا كُنْتَ قَبْلَ ذَلِكَ عَالِمًا بِثَبُوتِ مِثْلِهَا الشَّيْءِ أَنْ يَكُونَ
الْمُرَادُ مِنْهَا خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَمَا يُرْوَى التَّلَوُّبُ أَمْ عَلِمْتَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ الْأَذَلِّينَ دَلِيلًا لَكُمَا أَسْ نَعْنِي بِأَنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ
كُلَّ خَبَرٍ مِنْ هَؤُلَاءِ فِي دَعْوَاهُمْ هِيَ - ایک تریہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے
کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کو - یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی - اور
اُن کے بےیدوں پر مطلع فرمایا - اور اُن دونوں کی حقیقتوں پر واقف کیا - باوجود اس کے
کہ آپ اس سے پہلے اُن سے کچھ نہیں جانتے تھے - دوسرا معنی یہ ہے کہ اُس سے مراد تمام
خفیا سر ہیں - اور تمام دوز کے بےید ہیں - یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے
تمام اولین کے اخبار سے ،

۳۔ تفسیر نیشاپوری ۵ { ثُمَّ نُحِيلُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْإِنْسَانَ
أَدْمَعَلَهُ الْأَنْفُسُ كُلَّهَا أَوْ مَحْمَدٌ

صلى الله عليه وسلم ذَا الْبَيَانِ الْقُدْرَانِ فِيهِ بَيَانٌ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ دَابَّاسٌ سَلَّ سَلَّ قُلُوبُ الْغُلَامِ كَمَا كَانَ اللَّهُ فِيهِ أَنَّ اللَّهَ
كُلَّ اسْمَا رَكَّاعِي يَامُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ - اور بیان قرآن ہے جس میں مَا كَانَ وَمَا
يَكُونُ کی قیامت تک بیان ہے -

کیوں جناب یہ ہے کہ تفسیر نیشاپوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ نے مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم سکھایا -

کہا ہے کہ معنی اُس کے اور سکھایا اُس نے آپ کو تمام امور کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اُس نے آپ کو تمام قلب کے صنائر سے اور سکھایا اُس نے آپ کو منافقین کے لحوال سے اور اُن کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا فضل (علم غیب) ہمیشہ بڑا ہے۔

تفسير خازن ﴿١﴾ القرآن رَحْمَةً عَلَى الْإِنْسَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَمَّا اَدْبَا الْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَعْنِي بَيَانُ مَا يَكُونُ وَمَا كَانَ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبُئُ عَنْ
خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَنْ يَدِ الْمَدِيْنَةِ دَرَمَنْ جِسْمِ الْقُرْآنِ كَمَا يَعْنِي كَلِمَاتُ
اَسْ نَعْمُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقُرْآنِ يَهْدِيَا كَمَا اَسْ نَعْمُ الْاِنْسَانِ كَوَا اَسْ كَرِيَانِ كَلِمَاتُ الْاَوَّلِ
كَلِمَاتُ اَسْ نَعْمُ الْاِنْسَانِ كَعَامِدِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتُ اَسْ كَرِيَانِ يَعْنِي جَوَازِ يَهْدِيَا اَوَّلِيْ
اَسْ دَا سَطْلَ كَرَبِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلِيْنَ اَوَّلِ اٰخِرِيْنَ اَوَّلِ قِيَامَتِ كَلِمَاتُ اَسْ نَعْمُ الْاِنْسَانِ كَوَا اَسْ كَرِيَانِ

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یما کان و ما یكون کا بیان سکھایا اور اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر کہتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب دہلوی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل سنت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

٨ تفسير معالم التنزيل ١ { قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ لِيَعْبُدَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ }

الْبَيِّنَاتُ يَعْنِي بَيِّنَاتٌ مَا كَانَتْ وَمَا يَكُونُ لِأَنَّهُ كَانَ يُبَيِّنُ عَنْ الْأُولَى
وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الْمَالِدِينَ دُكَّاهُ ابْنُ كَيْبَانَ نَفِيْدَا كِيَا اُس نے انسان کر لینی
محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اُس کو بیان یعنی اُس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو

پیدا ہوگی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں کہیں جواب ہاں صاحب علم قیامت مصطفیٰ علیہ السلام کیسے ثابت ہو گیا ایمان لادے یا نہ

۹۔ تفسیر مدارک ۱۱۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أُمُورِ الْغَيْبِ ۚ وَ انْشَرَا بِعِزِّكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَ صَافِيَةٍ

اَلْعُلُوبِ وَ كَانَتْ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۚ }
اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اُس چیز میں جو اُس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اُس نے انعام کیا۔

۱۰۔ تفسیر عرائس البیان ۱۵۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ اے

مَا كَانَتْ مَسَائِكُوتُكَ ۚ اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام خلقت کے حقائق کے علوم اور ماکان و مَسَائِكُوتُكَ کا علم

۱۱۔ تفسیر جامع البیان ۱۵۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ قَبْلَ

اَنْزَالِ ذَٰلِكَ مِنَ الْغَيْبَاتِ الْأُمُورِ ۚ }
اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور

۱۲۔ تفسیر حسینی ۱۱۲ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ }
اور سب راہِ حق سے فرمائی کہ اُس علم ماکان و مَسَائِكُوتُكَ

سَبِّحُوتُكَ است۔ اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ سب راہِ حق سے فرماتے ہیں کہ وہ ماکان و مَسَائِكُوتُكَ کا علم ہے۔

الظَّاهِرَةُ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ مِنَ الْعَارِفَاتِ، أَيْ الْجَسَدِ مَيِّتَةٍ رَوَى الْعُلَمَاءُ، أَيْ
الْكَثِيرُ وَالْمُسَدِّكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ أَوِ الْأَسْرَاسِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَلْوَامِ
الظَّاهِرَةِ نَيْتٍ -

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیرہ و کلیہ
کے فائل ہیں۔

”بحر الرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت
فہابیؒ ائمہ اور اُس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا
بلکہ جو یہ عقیدہ کہے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔
”اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کہ اگر
محمدؐ یہ عبارت بحر الرائق اور فتاویٰ قاضی خاں نے بیان کی ہے چنانچہ اس
میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھئے۔“

قَالَ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
شامی ۳۸۰ علیہ وسلم عَلِيمًا الْغَيْبِ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ
وَفِي الْحُجَّةِ - ذَلِكَ فِي الْمَلَقَةِ أَنْتَ لَا يَكْفُرُ -

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاہم غامض اور کتاب الحجۃ ملقط میں ذکر کیا گیا
ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔)

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے چنانچہ :-

میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے حیب کا اقرار
جامع فضولین جلد ۲ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور بحر الرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریفِ علم سے کی ہے جہاں کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تعریفِ علمی کرے تو اُس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریفِ بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اُس نے آپ کی ذمت کی خصم صاحبِ شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ خبر نہیں کہ جسے قعرِ جہنم میں پڑیگا۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِطْلَعَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شرح فقہ اکبر ص ۹۶ اَعْلَى مَا يَكُونُ فِي أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ
 الْخِلَافِ وَمَا يُصِيبُهُمْ قَالَ أَبُو سَلِيمَانَ الدَّارَانِيُّ الْفِتْنَةُ اسْتَمْكَكْتُ
 النَّفْسَ وَمَعَايِنَتَا الْغَيْبِ وَهِيَ مِنْ مَقَالَاتِ الْإِيمَانِ (بے شک اللہ تعالیٰ
 نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمت میں ہوتا تھا اور جو آپ کی اُمت سے
 آپ کے بعد اُن کے خلاف اعمال ہونے لگے اور جو اُن کو مصیبت پہنچتی تھی مطلع کر دیا۔
 ابوسلیمان دارانی نے کہا ہے کہ فراستِ نفس کے مکاشفے اور غیب کے مکتبے کو کہا جاتا
 ہے۔ اور یہی مقالاتِ ایمان سے ہے۔)

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ
 تعالیٰ کو اطلاع سے غیب کُل کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے واسطے غیب کے معانی کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفۂ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی
 قاریؒ کا ہے۔ جس پر آپ نازاں تھے۔ اور سنیئے :-

شرح شفا ص ۱۶ :- (وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِمُ الْبَاهِيَّةُ) اِنَّمَا يَسِيرُ

الظَّاهِرَةُ (مَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ أَیِ الْجُنُبِئَانِیَّةِ (وَالْعُلُوبِ) أَعْبَى
الْكَلْبِیَّةِ وَالْمُدْرِكَاتِ الظَّنِّیَّةِ وَالْيَقِیْنِیَّةِ أَوِ الْأَسْرَاسِ الْبَاطِنِیَّةِ وَالْأَلْوَابِ
الظَّاهِرِیَّةِ -

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیرہ و کلیہ
کے قائل ہیں۔

”وہابی“ سحر الراقی اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے دن
اشہد اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا
بلکہ جو یہ عقیدہ کہے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔
”محمد عمر“ اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کیونکہ
یہ عبارت سحر الراقی اور فتاویٰ قاضی خاں نے بیان کی ہے چنانچہ اس
میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھئے۔

قَالَ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
شامی ۳۸۰ علیہ وسلم عَالِمُ الْغَيْبِ قَالَ فِي الشَّاتَا مَرْحَلَتِهِ
وَفِي الْحُجَّةِ - ذَكَرَ فِي الْمُلْتَقَطِ أَنَّ لَا يَكْفُرُ -

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاہم ارغانیہ اور کتاب الحجۃ ملقط میں ذکر کیا گیا
ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ۔

”جامع فصولین حبید“ میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقرار
کے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور سحر الراقی کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

تنویر الحکم

فی دویۃ النبی و الملک مسکاً و ما ذکر قاضی خان

مَنْ كَفَرُ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَجِهَا بِشْرَهَا ذَا
الرَّسُولِ وَالْمَلَأَ عَيْنَهُ وَعَلَا بِأَنَّ الرَّسُولَ لَا يَكُنُّ الْغَيْبَ حَيًّا
فَكَيْتَ لَيْلَهُ مَيِّتًا ثَلَاثًا وَاللَّهُ شَهِيدٌ أَنْ يُحْضَرُ لَهُ وَهُوَ يَكْتُمُ كُلَّ مَنْ
سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَائِرَ أَمْتِهِ وَإِنَّمَا اتَّقَى الْكُفْرَ مِنَ انْكَسَارِهِ الشَّهَادَةِ فِي
النِّكَاحِ وَهُوَ ثَابِتٌ بِأَلْحَدِيثِ الْمَشْهُورِ أَنَّكَ كُفْرًا وَكَفَرًا وَالنِّكَاحُ بِلَا
وَقِي وَشَهَادَةِ خَاصٍّ لِنَبِيِّنا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِي الْمَخَصَصِ — راور
قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح کے وقت
رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اُس نے کہ
رسول زندہ غیب کر نہیں جانتا مگر وہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات
پر کہ آپ کو حاضر کر دے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ
آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اُس نے کفر کا فتوے دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار
سے ہے جن کا جو ت حدیث متواتر سے ہے تو اُس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا ولی
کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبریٰ
میں موجود ہے۔

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسماعیل نے اس طریق سے دیا ہے:-

بِأَنَّ الْمُنْعَى هُوَ الْعِدَّةُ بِأَلْسِنَتِهَا
لَا بِالْعِدَّةِ بِالْإِعْلَانِ فَهِيَ كَمَا هِيَ كَالنَّكَاحِ

کے وقت اگر اللہ اور اُس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے علم غیب
کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسماعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاطلام
کی نفی نہیں معلوم ہوتا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے استعانت و ہدایت کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور اصناف کے نزدیک از روئے قرآن و حدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اولہ استعانت

۱۔ نحریم ۲۸ | وَإِنْ تَطَلَّعْ أَعْلَيْكَ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَجِبْرِيلُ
وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ

ظہیرؑ اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کو گی آپ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبریل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد واد کرنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایک دوسری کی مدد کو گی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرنے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ و کاسے پھر جبریل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا نامہ ماضی میں یا استقبال میں اور اسکے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آسکتا ہے جو کہ لَتَنْصُرُنَّهُ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبریل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غالباً پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحتاً ثابت ہے اور لفظ ظہیر فیصل کے وزن پر ہے۔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے مدد و معاون ہیں۔

۲۔ توبہ ۱۱ ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے

مددگار ہیں دنیا میں ہیں یا بزرخ میں،

”وہابی“۔ دلی کے معنی مددگار ہیں؟

محمد عمر ۱۱ میں ضرور ۱۳ ادیار کے سنی شام رفیع الدین صاحب نے
کار انکے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مددگار کیا ہے۔

۳۔ توبہ ۱۱ ﴿مَا عَنَّا مِنْ حِرْ لِّبٍ لِّبَعْضِكُمْ بِاَلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

ترجمہ ۱۱۔ اللہ تعالیٰ تمہارے پاس کفر شریف لائے تمہارے لشوں سے ایسے رسول
(صلی اللہ علیہ وسلم) جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حمل کرنے والے
ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور ہر وقت
ہر زمان (رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کی یہ بات ثابت ہوا کہ آپ ہمدردی تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے
مومن غم کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشا
کی صورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا۔ تو
آپ کی امداد ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا یہی یہ عقیدہ ہے۔

۴۔ مائدہ ۱۱ ﴿لَمَّا وَكُنْتُمْ أَشْكَرَ اللّٰهُ وَأَنَّىٰ سُبُوحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾

وَالَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُمْ سِرَٰكِيُونَ وَمَن يَتَّخِذِ اللّٰهُ سُبُوحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ
هُمُ الْغَالِبُونَ اور کوئی بات نہیں تمہارا اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کا رسول۔

صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو دُکھ بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور اولیاءِ کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص اُن سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں۔ مستغیث کہ ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی تجلجہ والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

”یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔“

”محمدؐ“ اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد و حمایت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی اُن کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ اُن کی روحانی طاقت عالمین میں کیساں رہتی ہے۔ اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور اولیاءِ کرام کا محض انتقال مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی سداً عَزَّوَجَلَّ مَا تَلٰہُمْ یعنی اُن کی حیات و ممات کیساں ہے ارشاد فرمایا ہے۔ اہلِ قبور سے ہمیں آس نہیں ٹوڑنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۵۔ المتحنہ ۲۸ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْجُوا أَنْفُسَكُمْ أَنْ تَخِيفُوا فُتْنًا مِنَ اللَّهِ فَغِيبُوا بِهٖ عَنْ نَفْسِكُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾
 اَلْاٰخِرَةُ كَمَا بَيِّنَ الْكُفَّارُ مِنَ الْاٰخِرَةِ الْاٰخِرَةُ كَمَا بَيِّنَ الْاٰخِرَةُ الْاٰخِرَةُ
 پر اللہ نے غضب کا کچھ تم اُن سے دوستی نہ کرو کرو آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں جیسا کہ

کفار قبروں والوں سے اُس کوڑے ہوئے ہیں

باقی رہا کہ اہل قبور کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَسَأَ ۱۲۴۲ أَقَالَ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي فِي عَمَلِي مَوْسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيفِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ تَابِعٌ يُصَلِّي فِي شَبْرَةٍ -

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں
ایک رات سیر کیا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب
اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال
بھی وہ نماز کو تمام رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی
ولایت میں غافل کیے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور ہے۔ تو
اُس کی ادا بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کوئی شخصیں دنیا میں
رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اُس نے کوئی شخصیں نہیں فرمائی تو تم شخص کر رہے۔
باقی رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کئی امامیث بھیجے ہوئے ثبوت ملتا ہے۔

۴۔ بخاری شریف ۱۸۳۱ ترمذی شریف ۱۲۴۲ اُمّ مالک اُتت
عَنْ أَنَسِ بْنِ
حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ
إِذَا وَضِعَ فِي شَبْرَةٍ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْتَعِزُّ قَدْرَ لَعَالِهِمْ
أَنَّا مَلِكٌ يَفْعِدُ أَنَّهُ يَفْعُلُونَ مَا كُنْتُ أَفْعُلُ فِي هَذَا الرَّجُلِ
لِحَبْلِ نَأْمَا الْمُتَمِنِ يَفْعُلُ أَشْهَدُ أَنَّهُ لِعَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يَفْعُلُونَ
نَسُوا كَوْنَهُمُ الْعُودُ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَمِعَ رَوَايَتَ هَذِهِ الْحَدِيثِ بَيَانِ كَيْ
وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَأَ ۱۲۴۲ أَقَالَ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي فِي عَمَلِي مَوْسَى عَلَيْهِ

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں تو اُن کے جوہر کی آواز وہ صاحبِ قبر سناتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ اُس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تُو دُہن کی عیند سو جا،

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور ادیانِ کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ امداد کا ارشاد فرماوے تو فوراً انکار کر دو۔

”وہابی“ کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

”محمد عمر“ عن رسول اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ
اعراف ۲۸

ادبے شک ہم نے بنیائے شیطانوں کو بے ایمانوں کی واسطے دوکار، کیا تمام جن و انس کو شیطان ایک ہی وقت میں ہیکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارا انصاف اجازت دیتا ہے؟ جاؤ کے نفع نقصان کے نرم قائل ہو جاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سنیے :-

فَيَعْلَمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْعُوفِ وَنَجْوَاهُ
۱۱ اٰی مَائِهِمْ بِصَارِيَةٍ ۚ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ رَازِكِيَةٍ

تھے وہ لوگ اُن دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور

وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ

باد و کافضان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور
ادبیار کرام کے نقصان کی طاقت انکار اللہ کی دی ہوئی ہے اُس سے انکار ہے۔

عن عبد بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
۸ مستدرک ۲۱۶

اَدَمُ الْخَطِيئَةُ قَالَ يَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا عَفَرْتَ لِي فَقَالَ

اللَّهُ يَا اَدَمُ وَكَيْفَ عَزَمْتَ مُحَمَّدًا اَوْ لِمَا اَخْلَقْتَ قَالَ يَا رَبِّ لِيَاثَرُ

لَمَّا خَلَقْتَنِي بِبَيْدِكَ وَفَعَلْتَ فِيَّ مِنْ رَوْحِكَ مَا فَعَلْتَ مَا اُتِيتُ

مِنْ تَوَاتُرِ اَسْمَاءِ مَكْرُوبًا لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ فَهَلَيْتُ

اَنْتَ لَمْ تَضِعْ اِلَى اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ صَدَقْتَ

يَا اَدَمُ اِنَّهُ لَاحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ اَدْعُوْنِي بِحَقِّهِ نَفَقْتُ لَكَ وَكَوْلَا

مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُكَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيْحُهُ الْاِسْنَادُ دَعْرَبِ خَطَابُ بْنُ سَعْدٍ

ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے

خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں وہاں کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

طیفل۔ تاکہ تو مجھے بخشتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام، تو محمد علیہ الصلوٰۃ

لو کیے جانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابی اُس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب

تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سراٹھایا عرش کی

چوکھٹ پر کھایا ہمارا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں

نے سوچ لیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی عزت دے بہت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ

محبوب ہو گا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ آبا سے اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک

وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اُس کی طفیل مجھ سے وہاں اس کے تیرے تجھے بخشتا۔ اور اگر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی منہیں درست ہیں،
 فرمائیے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ
 بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک
 تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سلق دیا۔ معلوم ہو کہ اپنے پیاروں کے
 رسل سے اللہ تعالیٰ دعا بلدی منظور فرماتے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيفٍ إِنَّ سَجْدًا
 قَرِيبَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ
 دَعَاكَ أَدْعُو بِهِ يَرْزُقَ اللَّهُ مَعْلَى

۹۔ مستدرک ۱/۲۶ و ۲/۳۱

ابن ماجہ ص ۱۰۱

ترمذی شریف ۲/۱۹۰

لَجَرِي فَقَالَ لَهُ قُلْ أَلْعَمْرَ فِيْ أَشَاءُ لَكَ وَاتَّوَجَّهْتُ إِلَيْكَ بِبَيْتِكَ نَبِيَّ
 الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي أَنَّهُمْ شَفَعُوا فِي
 وَ شَفَعْتَنِي فِي نَفْسِي قَدْ عَاطَيْتُ الدَّعَاءَ فَتَأَمَّرَ فَقَدْ أَبْصَرْتُ فِي الْمُسْتَدْرِكِ
 إِنِّي أَتَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ فِي سَاجِدِي هَذَا فَتَقَضَّيْتُمَا فِي رِثْمَانِ بْنِ حَنِيفٍ
 روایت ہے کہ ایک ناہینا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا سکھائیے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری اگلا
 کو عینا کروے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی
 کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو نبی مجھ سے رحمت ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
 بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا دعا فرما
 آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اس ناہینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک ہلکا ہوا اور
 مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب

کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما
اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہوئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دہلی
رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا
سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی سفارش کا جتنا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ
کے اسم پاک ذاتی کو یا محمد کہہ کر پکارنا تاکہ آپ کی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے
(۴) اس پکار کو اللہ تعالیٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

۱۰۔ معجم صغیر للطبرانی ص ۱۳۰ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عثمان
ابن عفیف نے کسی دوسرے آدمی کو یہ دعا
فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن
عفیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے
تھے۔ اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا

عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
۱۱۔ اخصائص کے ص ۲۶۰ اللہ علیہ وسلم صَلَّی عَلَیْ صَلَوٰۃٍ
وَاجِدَةٍ قَضَيْتُ لَهَا مِائَةَ حَاجَةٍ وَحَضَرْتُ فَانْدَسْتُ رَوَيْتُ عَنْهُ۔ کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا میں اس کی
سودا حاجت کو پوری کرتا ہوں

۱۲۔ کنز العمال ص ۴۴ اَلَا مَابَاكَ اَقْتَابَ وَيَزْعُمُونَ اِنَّ رَجُلِي لَا تَنْفَعُ
اِنَّ الَّذِي نَفْسِي بِسَيْدٍ اِنَّ رَجُلِي لَمَوْصُوْلَةٌ
فی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ دینی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کیا حال ہو گا ان قریب
کا جو گمان کرے کہ میرا دم نفع نہیں پہنچاتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے۔ بے شک میرا دم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

۱۳۔ ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۳ شرح شفا علی قاری ص ۲

شرح شفا نقیجی، ۲۶۴ کتاب الافکار للنووی ص ۱۲۵ اَبُو لَعَبِيدٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ أَبِي اسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اَذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ
إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَا وَفَنَا رُوِيَ اَنَّهُ وَقَعَ مِثْلُهُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَا دَعَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ رَوَايَتُهُ
كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَإِبْرَاهِيمَ بْنِ هُرَيْرٍ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقُولَ اَنْتَ اَحَبُّ
يَا دُرَّ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقُولَ اَنْتَ اَحَبُّ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ
اَوْ اِنْ عَبَّاسٌ سَمِعَ مِنْ اَيِّهِ رَوَايَتَهُ مَذْكُورَةً تَرَاهُ فِي رَوَايَاتِهِ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتِ مصیبت یا محمدا و یحییٰ متصرف فی الامور سمجھ کر
غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا حریفِ خدا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا
یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عقیدہ اور عمل اور فتوے بر خیر القرون سے ہے

وَاَنْتَابِیْنِ اَظْهَرُ كُنْزِ الدِّينِ كُنْزُ الْعَمَالِ ۱۹۶

قرب قیامت جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کو شیاطین
ثابت قدم رکھیں گے اور میں تنہا اپسٹیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تنہا ہے
کافی ہوگا۔

تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرب قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
امت کی غائبانہ امداد فرمائیں گے یعنی قیامت کا قرب ہوگا سو دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی امت و ختم نہ ہوگی۔ سب کے منقطع ہونے لیکن آپ اسراءِ زائل ہو گئے

۱۴۔ شرح فقہ اکبر ۱۱۳ { فَأَيُّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّبِيَّةِ
إِنِّي جَمِيعُ الْأَعْمَامِ كَأَشْفِئَ الْخَمَةِ وَبَنِي

الدَّخْمَةِ (پس تحقیق بنی صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے بنی منسوب ہیں۔

۵۔ تحفۃ الذاکرین شوکانی ص ۵۵ { عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا الْفُلْتُتُ دَابَّةً أَحَدِكُمْ
يَا كَرُضِ فَلَاةً فَلَيْبًا وَيَا عِبَادَ اللَّهِ

کتاب الافکار ص ۱

أَحْسِنُوا تَالِ التَّوَدَى لَبَدَّ أَنْ مَرَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كِتَابِ ابْنِ
سُنِّي قُلْتُ وَحَكِي إِلَى بَعْضِ مَشْيُوحِيْنَا الْكَبَارِ فِي الْعِلْمِ أَنَّهُمَا
إِفْلُتَتْ مَعْنًا بِهِيْمَتُهُ فَحَسَرُوا عَنْهُمَا فَقُلْتُ تَوَقَّفْتُ فِي الْحَالِ لِغَيْرِ سَبَبٍ

د ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا پر پایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارتے۔ اے اللہ کے بند و روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک پر پایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے بھی وہی (يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْسِنُوا) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رُک گیا،

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر معاصات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رہیں وہ یقین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرنے ہوئے

اپنے کبار مشائخ کا تبرہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استغاثت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہے۔

وَاَخْرَجَ الْبُزَّازُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ { ۱۶ } نَحْنُ الذَّاكِرِينَ ۱۵۵ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سَوَى الْمُحْفَظَةِ يَكْتُبُونَ مَا سَفَطَ مِنْ دَمٍ فِي الشَّجَرِ فَإِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ بِأَرْضٍ ذَلَاةٍ فَلْيَسْنُدِ أَعْيُنُكُمْ فِي يَأْ عِبَادِ اللَّهِ قَالَ فِي مَجْمَعِ الذَّادِ أَبَدٍ رَجُلًا ثَلَاثًا وَفِي الْحَدِيثِ ذَلِيلٌ عَلَى جَوْ أَنَا الْأَسْتِغَاثَةُ مِنْ لَا يَدْرَاهُمْ لَا نِسَانٌ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِي الْجِنِّ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ بِأَسْ كَمَا يُحَوِّثُهُ لِلنَّاسِ أَنَّ لَيْسَتْ عَيْنٌ بِكُنَى آدَمَ إِذَا عَثَرَتْ ذَابَتْهُ إِذَا انْفَلَتَتْ - داود ابن عباس کی حدیث سے بزاز نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے جو ہر لاپتہ سببی زمین پر گرنے والے کو لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جگہ میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیے۔ اَعْيُنُكُمْ فِي يَأْ عِبَادِ اللَّهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کو پہنچو مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں اور حدیث میں دلیل ہے استغاثت کے بوازیں جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی غوث نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ نبی آدم سے (غائبانہ) مدد طلب کرے۔ جب اُس کا پر پایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے فرشتے جناب اب تو تمہارے سردار کی صحیح حدیثیں بیان ہو گئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتوہ بھی نہیں دے سکتے۔ پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا۔ جو تمہارے لئے بڑی رحمت ہے۔

۱۔ قضیۃ النعمان ص ۱۱ { مولانا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

يَا مَالِكِي كُنْ طَائِعِي فِي مَنَاقِسِي اِنِّي فَتِيْرٌ فِيْ التَّوْهُرِ لِفِيْئَاكَ
يَا اَكْرَهَ الشُّكْلَيْنِ يَا كَتْرَ التَّوَدُّيْ جِدْ لِيْ بِجُودِكَ وَ اَرْضْنِيْ بِرِيْضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ يَا جَعْدِيْكَ وَ لَمْ يَكُنْ لِاِنِّيْ حَنِيفَةٌ فِي الْاَنَافِرِ سِيْوَكَ
داسے میرے مالک (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کر کے، میرے فاقہ میں سفاوش
فرمائیے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنی کا محتاج ہوں۔ اے جن دو انسان کے بزرگ تیں
اے مخلوقات کے غزانے اپنی سادات سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیے۔ اور اپنی رضات مجھے
بھی پسند فرمائیے۔ میں آپ کی سادات کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے
تمام مخلوقات میں ابوحنیفہ کا کوئی مامی نہیں ہے۔

حنفی کہلانے والا وہ ہے امام ابوحنیفہ کا مذہب اب تم اپنی حقیقت
عقیدہ کی کسوٹی پر پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمداد من عباد اللہ کا انکار کر کے
حنفی کہلانے کے خدار ہو یا وہابی؟

نذر نیاز اور قبور بزرگان دین پر اچھاڑ چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا برا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنے والوں
کو معاذ اللہ حاکم اور دون کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور اخلاص بزرگان دین کو نذر و نیاز و نیاز سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون

۴

قصہ ۲۰ اَوَلَمْ نُنْكِرْ لَكُمْ حَرَمًا آمِنًا يَخْبِئُ الْيَدِ مَنَازِلَ كُلِّ شَيْءٍ عِنْدَ رَبِّكَ اَمْ لَكُمْ اَكْثَرُ هُمْلًا يَعْلَمُونَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کچے چلے آتے ہیں اسکی طرف ہرشی کے چل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت بیت اللہ کے مجاوروں کو بھی برادریوں کو اپنا احسان جتا رہا ہے کہ یہ قہار سے پاس برچیلوں کے نذرانے چادروں طرف سے کچے چلے آتے ہیں کوئی ٹوکی چیلوں کی لارہا ہے کوئی جھولی بھر کر لارہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لارہا ہے ہر ملک سے چڑھا دے چڑھا رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق ملال پاک ہے۔

اس آیت کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا۔

۱۔ بیت اللہ کی کبھی برادری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری بحکم الہی جائز ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُنْكِرْ لَكُمْ حَرَمًا آمِنًا ثابت ہے۔
۲۔ مقامات متبرکہ کی طرف چیلوں کے نذرانے لے جانا جیسا کہ الیہ کی غیر ثبوت سے رہی ہے۔

۳۔ مقامات متبرکہ کے چڑھا دے یہ خدائی رزق ملال پاک اور خاص خدائی انعام ہے جس پر اس کا احسان ہو ملتا ہے۔

۴۔ یہ رزق جو عوام و ہل لے جاتے ہیں جب وہ دہل دیا جائے تو رزقنا مِن لَّدُنَّا یعنی چہرہ خاص خدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاوری اس کو تقسیم کر دیں تو تبرک کا پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رزقنا مِن لَّدُنَّا

ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

۵۔ اگر مجاہدین بے علم بھی ہوں تو رب العزت، ان کے بے علم ہونے کی وجہ سے ان کے تدوینے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بے عمل نہ ہونا چاہیے کیونکہ بے عمل لائق مجاہدہ نہیں۔

۶۔ تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاہدیت سے قبور ولایتی کی مجاہدیت کا استدلال سے لیا وہ قبر ہے نہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاہدیت جائز ہوتی تو صحابہ کرام بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کرنے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے ہو۔

۷۔ بیت اللہ تو اوجھل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر اب اسیم علیہ السلام کی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی بنیاد سمجھو گے اور اس کے حرم خاص مکان میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت بوضوح موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی حمیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ تذرونا زور لگاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کھاتے مجاہدین تھے اور مجاہدیت کا ثبوت قرآن کریم میں لَوْ يُجَادِدُ وَكَانَتْ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاہدیت نصیب نہ کرے گا اور تیسری عمر ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزنہ اطہر کی گہنی برداری اور مجاہدیت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سر انجام دیا ہے جیسے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۴۹
 الحداد ۲/۱۰۳
 حدیث احمد بن صالح ابن ابی ذر یثک اخبر فی عمروان
 عثمان بن مای عن القاسم قال فقلت
 علی عائشۃ فقلت یا امہ اکفینی عن
 قبری منسوب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فکشف فی عن ثلثۃ قبور۔

محبوبِ الہی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اندسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اے ابان (میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہر کی زیارت کا طلبگار ہوں) میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اچھاڑ اٹھائیے تو اپنے میرے لئے تین قبروں سے اچھاڑ کر بیٹھایا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبر کی زیارت کے لئے جائز اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا ورنہ آپ سیدھے روضہ اطہر پر پہنچ جاتے (قبر پر اچھاڑ کا ہرگز ثابت نہ ہو)۔

قبر پر اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب ۲۷۴ { (نی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سبھی قبرھا بشوئ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھا گیا۔

نویۃ ۱۱۳ { خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمائیے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجیے اور اس کے ساتھ ان کے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمائیے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد ازاں) ان کے لئے دعا خیر بھی فرمائیے آپ کا دعا فرمانا ان کے لئے تسلی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا دعا دہن کے لئے والا ہے اور دونوں کے بھیدوں کو مٹانے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر و برگزین دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

۲۔ مستحقین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

۳۔ بعد از قبولِ نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متبعین چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی آسرا رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ نہ کہ بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ با فراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے (حاصل طبعی تو ملیں اس کو کیا اور اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے)

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲۰۶۱ | قَوْلَ دَتْ غَلَامًا فَقَالَ لِي أَبُوطَلْحَةَ أَجْمَلُهُ

حَتَّى تَأْتِي بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَتْ مَعَهُ بَنَاتٍ فَأَخَذَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَحَهُ شَيْءٌ قَالُوا أَلْعَمْرَقَاتُ فَلَخَذَهَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھا لے
سختی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھی
تو بچے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شے ہے انہوں
نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔
پھر اگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وراسی کھجور چبا کر
بچے کے منہ میں ڈالی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ یہ بچہ عبد اللہ بن ابی طلحہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا ماقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهَا
فَوَلَدَتْ اَبْنًا آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے سائنس مسائل ثابت ہو گئے۔

- ۱۔ پر و پیغمبر اولیا ساللہ کی دعا سے خداوند کا بچہ عطا کرنا۔
- ۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہو اس کو ان کے پاس بھیجنا۔
- ۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا۔
- ۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچے کو گود میں اٹھانا۔
- ۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خود گھسی دینا۔
- ۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا۔
- ۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمانا۔

پیر بزرگوں پر پیغمبروں کو پہلا چل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا۔

مسلم شریف ۴۴۲
ابن ماجہ ۲۴۷
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّه قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا سَأَلُوا أَقْلَ الْخَمْرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ سَأَلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَرِبِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَا شَرِيْدٌ عَوَّاصُ خَدَّيْهِ لِيُدِيْلَهُ فَيُعْطِيْهِ
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا چل دیکھتے تو اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلوں گا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مہینے میں برکت فرما۔ اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مدینے میں برکت فرما۔
رجب دعا کو ختم فرماتے، پھر چوڑے بچوں کو بلا تے کہ وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے آگے امام زوی نے لکھا ہے قَالَ اَلْعُلَمَاءُ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ دَعَائِهِ لِلشَّرِّ فِي الْمَدِيْنَةِ وَالصَّاعِ وَالْمَدِيْنَةِ اَمْلَكْنَا لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَسْتَدْرَاجِهَا لِمَا يَتَخَلَّقُ بِهَا مِنَ الذَّكْوَةِ وَغَيْرِهَا وَتَوْجِيْهِهَا لِمَخَارِجِهَا
اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پہلا چل باغات سے پیروں پیغمبروں بزرگوں کو چلوں میں برکت کے واسطے

نذرانہ بھیجنا۔

۲۔ چیلوں کو سامنے رکھ کر اہل اللہ کا دعا کرنا یا قرآن پڑھنا

۳۔ پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے۔

كَرَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يُحْضِرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ پھر آپ اس نذرانے کو
حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

”بچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرکے کے حضور غرض ہوتے ہونگے، اور شیخ

عن ابن عباسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

معجم صغير ۱۴۳ {

إِذَا أَتَى بِالْبَاكُو مَاءٍ مِنَ الثَّمَرَةِ قَبْلَهَا

وَجَعَلَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاهَا أَصْغَرَ مَنْ يُحْضِرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تبرک نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو جب پہلے چل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے

سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تبرکہ کر د اور بزرگان دین کو پہلے چل کا نذرانہ دیا کرو تا کہ برکت حاصل ہو جائے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا

پڑھنا اور تبرکات اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف ۲۳ { عن ابی ہریرۃ قَالَ اتَّيَّبَتِ النَّبِيَّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم تَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ادْعُ اللَّهَ فِيهِنَّ يَا بُرْكَهَ نَضَمَهُنَّ ثُمَّ دَعَا بِي فِيهِنَّ يَا بُرْكَهَ فَقَالَ
لِي خُذْهُنَّ فَاجْعَلُهُنَّ فِي مِزْوَكَ هَذَا أَوْ فِي هَذَا الْمِزْوَكَ
كَلَّمَا أَمَرْتُ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخِلْ يَدَكَ فِيهِ فَخُذْهُ
وَلَا تُثَبِّرْهُ نَشَلُ فَقَدْ حَلَّتْ مِنْ ذَلِكَ التَّمَرُكَدَاؤُكَ أَمِنْ وَثَقِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَلَطِيعٌ وَكَانَ لَذِيْفًا سَرَقَ
حَقِيرِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُمَانَ فَأَبَتْهُ أَنْ يَقْطَعَ هَذَا أَحَدِيْثٌ حَسَنٌ
عَرُبِيٌّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ فَتَدْرِي هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا
الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
سے دعا فرمائیے کہ ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو بیچ کیا پھر ان میں برکت کے
لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھائے اور ان کو اپنے اس تڑشہ دان میں ڈال دے
جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو رے سے اڑے
اس تڑشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے نبیل اللہ کی ادھ کے لئے
لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل وغیرہ ختم نہیں ہوتا تھا
سستی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔
اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ بزرگوں کے دربار میں تدرائے جانا۔

۲۔ جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے۔

۳۔ اس کو تبرک باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت سوتی ہے بدست نہیں شرک

نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے بخور سے کھانے کو تبرکاً باقی نہ کر
کھانے میں ملائیں تو تم سچ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
شاوی کی توڑ لیے کے کھانے پر اپنے غرض ختم پڑھا۔

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال
مستدرک ۲ { مَا تَذَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ
بَعَثَتْ أَهْلَهُمْ حَيْسًا مِّنْ تَوْرٍ مِّنْ حَجَّاءٍ قَالِ النَّسُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَادْعِ مَنْ لَقِيتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَهَبَتْ
فَعَاثَرْتُ أَحَدًا إِلَّا دَعَوْتُهُ قَالَ وَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدَهُ فِي الطَّعَامِ وَدَعَا نَبِيَّهُ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَبَحَلُوا أَيَّا كُلُّونَ
وَيَخْرُجُونَ -

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مسلمانوں سے ملے بلا تاویس
نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھو بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس ظالم کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اس کو چاٹتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

۲۔ برکت والے دن کا فقر کرنا۔

۳۔ نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

”بزرگوں کے لئے“ نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہر باتیں میکن بعض پیرا بیہ ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا بھی تنگ پر وہ اپنی ٹھیکین سے دو گرو نہیں کرتے۔

”محمد عمر“ جو بزرگانِ دین ہیں اور رہنمایانِ طریقت ہیں وہ کسی سے مانگنے نہیں جاتے، رعایانِ رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے پندرہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو نہتہم نہیں مگر پیشوایانِ حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذر مالانہ وال لہ اجر پیش کر دے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالک کل کو ہی راضی کرنا ہے۔

تنگی کی حالت میں محمد کے پیشوایانِ حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف ۱/۵۳۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِعَتْ إِلَيْهِ لِسْنَاهُ

فَقُلْنَا مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْنَعُ
 أَوْ يَصْنَعُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّا قَدْ أَطْلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ
 فَقَالَ أَكْبَرُ مِي صَيْفَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا إِلَّا
 قُوَّةٌ صَبِيحَانِ فَقَالَ هَبْنِي لَهَا مَلِكٌ وَاصْبِي مَسْرُاجَكَ وَتَوَمَّي صَبِيَانِكَ إِذَا
 أَمَّا أَدُوْا عِشَاءً فَهَيَّا لِي طَعَامَهَا وَاصْبَحْتَ سِرَاجَهَا وَتَوَمَّتْ صَبِيَانَهَا
 ثُمَّ قَامَتْ كَاتِبًا تَصْلِحُ سِرَاجَهَا قَدْ طَفَأَتْهُ فَجَلَّاتِ بِرَأْسِهِ أَنْهَامَا كَلَّا
 فَبَاتَا طَارِيئِينَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ صَبَحَ اللَّهُ الْبَلِيلَةَ أَوْ عَجَبَ مِنْ فَعَالِكَا فَتَزَلَّ اللَّهُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى
 الْفُسْرِيَّةِ لَوْ كَانَتْ بِهِنَّ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يَتَّقِ شَيْءَ لَفُسْرِيَّةٍ فَذَلِكَ هُوَ
 الْمُتَكَلِّمُونَ۔ ابھر یہ دینی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ
 وسلم کے دربار شریف میں حاضر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف
 بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابطلہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مامور کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں
 نے اپنی بیوی کو کہا کہ جی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو اسی کی بیوی مہمان
 نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں
 تو ابطلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں
 کو (جھوٹے) سلاؤ جب انہوں نے عشا کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر دیا اور چراغ
 روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر کھڑی ہو گئیں گریا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اسکو بجا دیا تو
 دو دن ایک دوسرے کو کھاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں دو رویش خبری کو کھانا کھلایا، اور وہ
 دو بیوی ناؤند جھوٹے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر

ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو تمہاری اس کارروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وَيُثْرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَكَوْنُوا كَانِ يَهُمُّ خَصَاصَةً وَمَنْ يُوْتِ شَيْخَ لَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ رہبر کے حکم کے سامنے تسلیمِ خم کرنا خواہ کیسا بھی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی رضا سے رضا مرشد کو مقدم رکھنا۔

۲۔ پیشوا کا جہان فرازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم و ارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل و عیال کو بھوکا سلاے اور اس حالت میں بھی مختصر عرصہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

۳۔ مرشد کی رضا سے بموجب استیہ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

۴۔ خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

۵۔ صاحبِ ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی حقداہیہ کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مسند رک ۱/۶۲ { عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم **أَكْبَرُكُمْ هَذَا** حدیث صحیح علی شرط البخاری و لم یخرجاه ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

جائی ہم تو غرٹال ہوں یا تکمال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

”وہابی“ پیری مریدی محض کھانے کا ڈھنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اللہ پیسے ڈھنگ سے۔

”محمد گھر“ فقیر نے پہلے قرآن و حدیث سے توضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن اب تہار سے اس اعتراض کو بھی روکتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو حد یہ پیش کرنا

اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو اپنے ہدیہ پیش فرمایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تبادل فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَطَعْتُ

تَمْرًا جَيِّدًا كَثِيرًا بَطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ مَدَقَّةُ

مشدرک ۶۴

دلائل النبوة ۸۹

فَقَالَ بَلَقُومٍ كُلُّوْا وَلَمْ يَأْكُلْ ثُمَّ لَبِثْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذْتُ
مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ اتَّيَعْتُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ

هَدِيَّةٌ فَا كُلْ مِنْهَا وَقَالَ لِيَقْدُمْ كُلُّوْا فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَنْتَ لَكَ سُبُوْلُ اللّٰهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تازی
کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور
کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور
صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں غننا اللہ نے
پایا مٹھرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے
سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی
تو میں نے مالِ زکوٰۃ آپ کو، خود نہ تناول فرمائے دیکھا اور نذرانہ قبول فرمائے اور استقبال
کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا، پھر میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ لَكَ سُبُوْلُ
اللّٰهِ۔ کیوں زکوٰۃ ملا تو اب بتاؤ طلبا کے نام سے زکوٰۃ مالِ خود مضحک کر جاؤ تو تمہارا سے
لئے مبارک اور اویار اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے سے مریدین و متقیین کو بھیج کر
بلا طلب نذرانے عطا فرماوے تو ان کو حرام کہہ معلوم ہوگا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکورہ
کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے متقیین و مریدین سے بلا طلب نذرانے
قبول فرمانا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشرک ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

وہابی حجرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور حجرات منانے والوں کو منحل کہتے ہیں۔ اور احیاء حجرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلتِ حجرات

۱۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ | التَّحَنُّنُ بَابُكَ لِأَمَّتِي فِي بَيْتِكَ مِثْلَ مَا يُؤْمَرُ
التَّحَنُّنُ - ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو ہر گت عطا کر جو حجرات کے دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

۲۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ | إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ مِنْ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ -

اسام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پہرے کے دن اور حجرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ۶/۲۶۲ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا
أَبُو عَاصِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ رِفَاعَةَ

عَنْ مَعْمَدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ مَا يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ قَالَ فَقِيلَ لَهُ
قَالَ فَقَالَ إِنَّ الْأَعْمَالَ تُعْرَضُ مِنْ كُلِّ اِثْنَيْنٍ وَخَمِيسٍ أَوْ كُلِّ يَوْمٍ
اِثْنَيْنٍ وَخَمِيسٍ فَيُغْفَرُ اللَّهُ بِكُلِّ مَسْلُومٍ -

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر اور جہرات کو زیادہ روزے رکھنے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اس کے متفق، عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیروار اور جہرات یا ہرون پیروا کے یا ہرون جہرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب ترمذی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جہرات کی بڑی غصہ صفت اور فضیلت ہے کہ اس میں جہرات زیادہ کتے ہیں اور اپنے اہل بیت کی طرف سے بھی مدد و غیرت کرتے ہیں، تاکہ جانبین کی بخشش کا باعث بنے۔

حدثنا محمد بن یحییٰ نا ابو عاصم عن محمد

۴۔ ترمذی شریف ۱۶۳

بن مفاعۃ عن سہیل بن ابی صالح عن یحییٰ

عن ابی ہریرۃ انک ما سئل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال یغفر من الاعمال یومر الاثنین والخمیس فاجبت ان یغفر من عملی وانا صائم۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیروار اور جہرات کے دن تمام اعمال (دو بار الہی میں) پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔ یہ بعض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیروار اور جہرات کو روزہ رکھ تاکہ جب دو بار الہی میں میرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہر تیری بخش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لیغفر لک اللہ ما نقتدر من ذنوبک فمات آخر کا سفید چیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متذکر ہیں اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو شاید کہیں کہے معاذ اللہ اپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بفضل ثمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فضل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ سبقتاً اللہ سبقتاً بتو حسنات کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہوگی تو جب آپ کو

پر درجہ حاصل ہے۔ ثوابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی مغزش والا فعل وقوع میں آہی نہیں سکتا۔ پھر یہ اعمال پیش کئے جاویں تو میں روزے دار ہوں کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیأت کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پروردار اور جمعات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربارِ الہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیأت بھی ہوں گے۔ اس لئے میں ان دونوں میں روزہ رکھتا ہوں تاکہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال میں کرمات فرمادے جب آپ ان دنوں دنوں میں ہماری معافی کے لئے اتنی کوشش فرمادیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان دنوں دنوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تاکہ ہماری بھی ان دنوں دنوں میں سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت و استغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہماری سمجھ میں جمعات اور پروردار کی خصوصیت آپ کی ہے ہم خصوصاً ان دنوں دنوں میں ہر عبادت اور صدقے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی اگر امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تو کوشش کرو کہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم دہائی میں مٹھون کرتے ہو کہ یہ ہمراتی ملاں ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن و تشنیع جمعات کی کرو گے یا نہیں اور کہنی چاہیے یا نہیں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ختمین و سابقین کیلئے ہی کوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

”مہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگانِ دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔“ **دہائی** کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو جہلاً تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا حکام پڑھ کر بخشی تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو

بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

”جہاں ہم اکثر اپنے فرضی وقت شدہ کے لئے ہی یہ تمام صدقہ خیرات
محمد کریم روزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں
 میں زیادتی ہو اور ان ائحسانات میں ہببت التبیات کے قانون سے ان کی
 سیات خداوند کریم مشاویں اور حسنات کی زیادتی سے اس کی بخشش ہو جائے لیکن
 بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کا خیر سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ
 کے لئے یہ دن بڑی غوثی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے دربار
 میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رضی اللہ عنہم
 کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات قیمتی
 فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف
 سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف
 سے روزہ رکھتے ہیں۔ تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے
 حق میں دعا کرنے ہیں۔ تو رب العزت قد صلوٰۃ اللہ کے تاذن سے ان کی رضا کے
 لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طویل امدان کی دعا سے ہمارے بخشش بھی ہو
 جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کا
 خیر کی وجہ سے جو محض اللہ کیا گیا ہے بخشش فرماویں اور جمعرات کے دن کی فضیلت
 ملاحظہ ہو جی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تُفَجَّرُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ وَتُعْرَضُ
 ۵۔ کنز العمال ۲۶۶ { اَلَا هَاکَ فِیْ کُلِّ اِثْنِیْنِ وَخَمِیْسٍ تَمَامُ جَنَّتِ

کے دروازے ہر پیر وار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر جمعہ وار و جمعرات کو تمام
 اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

کیوں جناب وَجُوْدٌ یَوْمَئِذٍ مُّعْفَرٌ ۖ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۖ وَدُجُوْدٌ
یَوْمَئِذٍ عَلَیْهَا عَذَابٌ ۖ كَذَٰلِكَ مَقْهُوًّا مُّتَنَزَّهًا ۖ اِیَّهَا النَّفْسُ الْكَافِرَةُ یَا نَهْنِیْ
بھی اگر فریقِ ازل میں شامل ہوگا اسی علیہ سے کھلے دروازوںِ جنت میں پہنچنے کی خواہش
ہے تو ہجراتِ منار ورنہ دوسرے فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاحُ الْمُبِیْنُ

”جہلا مری صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہجرات کی بڑی فضیلت ہے
وہابی اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملازوں کو عبادت
کے دن حلا اور گوشت گھی دانے پرانے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان
کو لوگ یہی زیادہ تر دیتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

”محمد عمر“ حلا اور گوشت دودھ وغیرہ بعض ملازوں اور مسلمانوں کو بہت پسند
نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو
بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ سنیئے

فضیلت دودھ

مَا لَشَيْءٍ تَقُولُ كَاَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
ابن ماجہ ۲۴۶ ۱ وسلم اِذَا اُتِيَ بِشَيْءٍ قَالَ بَرَكَتُهُ اَوْ
برکتان۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ منہ مالتے ایک برکت ہے۔ یا دو
برکتیں۔

فضیلتِ حلال و شہد

ابن ماجہ ۲۴۶ { عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب أن یأکل من اللحم والسمک }
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حلال سے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اب تمام اطمینان کہیں تک پہنچتا ہے غرض سوچو

فضیلتِ گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ { عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید طعماہل الدنیا وأهل الجنة اللحم۔ }
 ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا داروں اور جنت داروں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے

ابن ماجہ ۲۴۷ { عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم یرد دوت کوا أن عندنا خبزۃ بیضاء من بئبۃ سمناء ملتقۃ بسمن ناکلہا۔ }
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا لی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پراٹھ گھی کا گندھا براہوتو

کھائیں معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی کے پراٹھے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کر رہے تھے، آپ نے جواب فرمائیے ملاحظہ ہو۔

ایک پراٹھ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمانا

ابن ماجہ ۲۴۴ { عن انس بن مالک قَالَ صَنَعْتُ أَمْرًا سَلِمَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْنٌ وَصَنَعْتُ فِيهَا شَيْئًا مِمَّنْ مَعْنَى - انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پراٹھ گھسی کا تیار کیا معلوم ہوا کہ پراٹھ کے نذرانے کو خنہ ابلی گٹھلیوں کے ساتھ ذکر و صلوٰۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگانِ احناف نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کی سیاہی و وظیفہ پڑھنا

ترمذی شریف ۲۱۶ { حدثنا احمد بن الحسن اصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ اخْبَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ خُزَيْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّسُولَةِ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاقِثُ أَوْ قَالَ حَصَاةٌ تَسْبِيحُ بِهَا فَقَالَ أَلَا أَحْبَبَ لَكُمْ بِهَا مَوَاسِيْرُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خُلِقَ فِي السَّمَاءِ وَ السُّبْحَانَ اللَّهُ عَدَدَ مَا خُلِقَ فِي الْأَرْضِ وَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا سَبَّحْتَ ذَلِكَ وَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِمَّنْ ذَاكَ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
مِنْ حَدِيثِ سَعْدٍ -

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے اُگے کجور کی ٹٹھلیاں ہیں یا نے
کہا کہ کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتا دوں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا خَلَقَ
(اگر لاجول ولا قوتہ الا باللہ تک جو اوپر لکھا ہے تمام ایسے ہی پڑھ لیں) تو اس
حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ ٹٹھیلوں یا پتھر کے
کنکروں کے ساتھ تسبیح وغیرہ پڑھا کرتے تھے تو بزرگان دین بھی ٹٹھیلیاں اور کنکریاں ملا کر
سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل فرما دیا اور
پھر اس کی آسان صورت بھی فرمادی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان کا وظیفہ کرو اور
نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ و عبادت کرنے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم
مَنَاعِ تَلْخِيشِ کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا
جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت
حسنہ ہوتی یہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
راج ہو تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی روک
دیتے تھے آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں روکا تو تمہاری آج کوں
سرپرمانتا ہے اور سنئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور ہیں
جو اس کے لئے ممد و شاہد ہے۔

مستدرک ۱/۱۰۸ { حدیثناہ اسمعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد

بن الحسن بن قتیبة العسقلانی ثنا حرملة بن یحییٰ النبالی بن وهب اخبرنی
عمر بن الحارث أنّ سعید بن ابی هلال حدّثه عن عائشة بنت
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہما الخ اور اس اسناد کو ملائم
ذہبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداؤد نے باب التبیح بالخصی لکھ کر اس روایت کو
بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے
نیز۔

باب التبیح بالخصی حدّثنا احمد بن صالح الخ
۲۶ ابوداؤد ۱۱۱۱۱ عبد اللہ بن وهب اخبرنی عمرو أنّ سعید
بن ابی هلال حدّثہ عن خزيمة عن عائشة بنت سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہما الخ۔ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک پہنچنا مسلمانوں کے لئے بلا تاویل حجت ہے کوئی ایمان لائے یا نہ

۳۰ مشترک ۱۱۱۱۱ حدّثنا علی بن الحشا والعدل ثنا هشام بن علی
السدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا ہاشم بن
سعید عن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت دخل علیّ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کبکین یدعی امرأ بعة الالب لکوا ایاہ اسیح بہن فقال
یا بنت حیّی ما هذا قلت اسیح بہن قال قد جمعت منذ لمت
علیّ راأسک اکثر من هذا قلت علیّی یا رسول اللہ قال فوئی سبحان
اللہ عند ما خلق من مثلیّی هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخبر بہ
صفیہ بنت حیّی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا اگر میرے
پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں
پڑی ہوتیں ان کے ساتھ میں تبیع پڑھ رہی ہوتی تو آپ نے فرمایا اے حیّی کی بیٹی

یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھائیے آپ نے فرمایا تو پڑھ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور ہنمادی مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جو کئی اسناد سے محدثین کی مقبر اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گٹھلیوں سے درود وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ صادر ہوتا ہے وہ میں بالی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگا لیں گے۔

”بالی“ جانی صاحب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ الْبَيْسُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا اَوْ اَفْضَلُ کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

”محمد عمر“ قازن غلامی بے خداوند دینی دشمن سے جب علم چھپتا ہے تو قتل بھی ساتھ ہی مفقود کر دیتا ہے اگر خدا کا مرجع ذوات یا حصاۃ ہوتے تو آپ اسم اشارہ حذہ موث فرماتے کیونکہ مرجع موث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع ذوات یا حصاۃ ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب البیہ اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ خدا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و ذوات جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو نہایت سے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں

نے آپ کا فرمودہ و بیعت اپنی ٹھیلیوں پر پڑھا۔

میت کو قبر میں دفن کر کے احاطہ اس کے سر کی جانب ٹیکر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی میت

مجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

یہ بھی شریف ۵۶ { خبرنا ابو عبد اللہ الحافظ حدثنا ابو العباس
محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد

قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ حَدَّثَنَا مَبِشَرُ بْنُ

إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَلَّاجِ عَنْ أَبِيهِ

أَنَّهُ قَالَ لَبِئْسَ إِذَا أَدْخَلْتُمُوْنِي تَسْبِيْحِي فَضَعُوْنِي فِي اللَّحْدِ وَقُوْا أَوْ

بِاسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَاسْتَوُوا عَلَى التَّرَابِ سَاءَ أَقْوَرُوْ

عِنْدَ سَأَى أَقْلٍ الْبَقْرَةِ وَخَافَتَهُمَا ذَاتِي رَأْيٍ ابْنُ عَسَاةٍ لَيْسَ يَنْتَعِبُ ذَلِكَ

عبد الرحمن اپنے باپ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جیسے عبد

کو میت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرو تو مجھے لمحہ میں رکھو اور کہو اللہ کے نام

سے اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم پر ہم اسکو رکھ رہے ہیں اور میری

قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقرہ کا اول پڑھنا یعنی اللہ

سے اُنلِکَ هُمَا الْمَفْخُورُونَ تک اور اخیر کی آیتیں یعنی اَمِنْ الرَّسُوْلِ سَے

فَاَنْصُرْنَا عَنْ الْقُدْرَةِ الْكَافِرِيْنَ تک کیوں جناب وہابی صاحب تم نے کبھی

اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احکامات ہی ہیں۔

وہابی "تہا سے مرنے وغیر میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب

تم دفنا کر آئے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے
 طے والے آکر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ بھوری
 میت کی رچانا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف
 سے گڑھی ہوتی ہیں۔

”محمد عمر“ کپڑا بچھا کر بیٹھنا یا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً ناجائز نہیں باقی رہا
 بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
 اند میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لئے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور
 میت کے لئے کچھ قرآن پڑھ کر بخشنا یا ان کے حق میں دعا وغیرہ تو یہ بھی سنت ہے
 شیخ

بھوری کا ثبوت

عن عبد اللہ بن عمر بن العاص قال قال قبرنا
 البراء اور ۲/۸۹ { معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میتنا
 فلما قد غُتْنَا انصرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانصرفتنا
 معہ فلما حاذی بابہ وقف فاذا نحن یا مہدیة مقبلۃ قال اظنتم عرفنا
 فلما ذہبت اذ اہی فاطمۃ فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اخرجک یا فاطمۃ من بیتک قالت ائبیت یا رسول اللہ اهل هذا
 البیت قد حنت الیہم میتہم اذ عزیبتہم

عبداللہ بن عمر بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا
 ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ہم جی آپ کے ساتھ واپس وٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آ رہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تجھے کس کام نے اپنے گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گمراہوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یہاں نے ان کی وجوہی کی میت کے سبب۔

ہوں۔ جناب دہلی صاحب ثابت ہو، کہ آپ کے زمانہ میں بھی چوڑی کارواج تھا۔ اور ان کی چوڑی پر میت کی فائدہ خورانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی قریب دلاتی جاتی۔ جیسا کہ حضرت، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ لہجہ کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور چوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی منہ دے بچاتے ہو گئے ورنہ تمام قریبی کہاں اگر بیٹھے ہو گئے ہاں البتہ چوڑی پر خط لکھی اور بے وضو بیٹھا اور رغبت جھوٹ کارواج شرفایہ منہ ہے اگر باہر بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھا کر بجھے تو دونوں کو ثواب ہر گز عذاب اور ثواب و سنت کے طریقہ کو عذاب کہنے والا خود عذاب میں گرفتار ہے اور جینے۔

ابو داؤد ۲۸۶ { عن انس قال أتى النبي الله صلى الله عليه وسلم
على امرأة تلبس على صبيها فقال لها اتقي الله
فأجبت - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو بہی تھی تو آپ نے اس کو
فرمایا اللہ سے ڈرا اور صبر کر۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت دلوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت
 ”میت دالے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا
 وہابی ادوہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔
 ”محمد عمر“ بجائی فقیر اسکو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف {۳۰۳} عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی تھی
 فَذَعَارَ سَوْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ دَفَعَ
 يَدَيْهِ كَمَا قَالَ اللَّهُمَّ اعْقِبْ بَعْثِي أَوْ بِنَايَ عَامِرٍ حَتَّى تَرَى بَيْتَ بَيَاضَ الْبَطْنِ كُنْتُ
 قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ذُو قُرْبَى كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ .

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ
 نے دو نو دست پاک اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دے اور اس کے وقت
 میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو
 قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

”وہابی“ معلوم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے
 ”وہابی“ لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں مانگ لیتے ہو تو ایک آدمی
 بول اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار اٹھ اٹھائے جاتے ہیں۔
 یہ کہاں تک درست ہے۔

”محمدؐ“ یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے اگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے سے حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا فرمائیے تو جناب حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعا فرمایا۔

فاتحہ کے بعد دعا خیر

مسلم شریف ۳۰۳ { ۲ } فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاسْتَعِظَرُ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللَّهُمَّ
 اَعِزُّ لِعَبْدِكَ اللَّهُ بْنُ قَيْسٍ ذَنْبًا وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَدْخَلًا
 كَرِيمًا وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ اِيْحَذْ هَذَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالأَخْذِيُّ لِأَبِي مُوسَى
 ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی
 دعا فرمائیے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخش فرمائی پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اسے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دیے اور قیامت کے دن اس
 کو جنت میں داخل فرما دیا ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا اپنے ابو عامر
 کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

کیوں جناب دعا خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس
 پر عمل کرنا۔

فرقہ دہاسیہ دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر

درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد دو درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

۱۔ احزاب ۲۲ | إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا) بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام عرض سلام بھیجیں کہ ارمیٰ وفق شوق سے)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود و شریف پڑھنا حکماً فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اُس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہذا تم بھی صلوٰۃ و سلام و ذوق شوق سے پڑھو۔ لہذا ہر مسلمان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہوا اور اُس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحقہ حکم بجالانا اور فریضتین سے سبکدوش ہو کر مستقل حجت سے مرشاد ہونا ہے۔ اللہ اور اُس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو رب کریم کے عمل سے بقدرِ مہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اُسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور اُن کی حجت

سے دور ہٹا رہا ہے۔ باقی رہا نمازِ فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ و سلام کو حتیٰ طور
اداکرنا اور اس ہیئت کذا یہ سے بلند آواز کے پڑھنا تو اس کا ثبوت امامِ شیعہ میں
موجود ہے۔

۲۔ بخاری شریف ۱۱۶۱ { عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ رَفَعَ الصَّوْتُ
بِالذِّكْرِ حَتَّى يَنْصَرِفَ النَّاسُ
مِنْ الْمَسْجُودِ كَانَ عَلَى عَهْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا اَلْصَّوْتُ اَبْدَلَ الْكَلِمَةَ اِذَا سَمِعْتَهُ
ر ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباس نے نمازی جب نماز سے
فارغ ہوتے تھے تو میں اُس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں
اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نمازِ فریضہ
یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں
کو نماز کو مراد ہو سکتا ہے۔ کہ یہ لازمی امر ہے کہ وہ درودِ شریف ہی ہے۔

۳۔ خصائص ۱۶۶ { عَنْ ابِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ
تَقَاتِي وَهَذَا قَوْلُكَ ذِكْرُكَ قَالَ قَالَ ابْنُ جَبْرِ رَيْدٌ قَالَ قَالَ اللَّهُ اِذَا ذَكَرْتَهُ
ذِكْرًا شَعْبِي (ابنِ سَعِيدٍ مَذْنُونٍ) سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد و ذکرِ قَوْلُكَ ذِكْرُكَ کے متعلق آپ
لے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو کپ
جی میرے ساتھ ذکر کے جائیں گے)

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان ملکی رہتی ہے ایک واحد طاقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دربارِ رب کے تک پہنچاتی ہے۔

۵۔ ترمذی شریف { ۱۸۹ } عن فضالة بن عبيد قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا دخل رجلك فقلت ألتزم غيظي وأمرتني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبت أيها المصطفى إذا أصليت فكعدت فأحمد الله بأمرو أقله وصل على نساءه قال ثم صلي رجلك آخر بعد ذلك فعبد الله وصلى من النبي صلى الله عليه وسلم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أيها المصطفى ادع ثجب هذا حديث حسن

ترجمہ: فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے رہے تھے۔ اپنا ٹک ایک آدمی آیا تو اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے کہا اَللّٰهُمَّ اغْضِبْنِي وَارْحَمْنِي تو آپ نے فرمایا کہ اسے نمازی کرنے کی بجائی کی ہے۔ جب نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہے۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اس کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھے۔ پھر اللہ سے دعا مانگ۔ کہ فضالہ نے فرمایا کہ اس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعد از اس نماز پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا۔ اے نمازی را اب گھر، دعا مانگ تو قبول کیا جائیگا۔

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود و شریف پڑھنے کے دعا نہ مانگنے کی جگہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں تسبیحات و تہجد اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر دعا۔ چونکہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے بعد از نماز فریضہ درود و شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دوبار

رُمایا۔

۶۔ ترمذی شریف ۱۶۱۱
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ تَالِ كُنْتُ أَصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ
 مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَعْتُ بِالشَّامِ عَلَى اللَّهِ تَحْتَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلْ لِنَفْسِكَ سَلْ لِنَفْسِكَ (حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور عثمانؓ آپ کے ساتھ ہوئے۔ جب بھی میں
 بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع کیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر اپنے
 نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔
 مانگ لے عطا کیا جائے گا)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا
 ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر
 دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے اُن کا سوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے
 جو لوگ دو کو شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

۷۔ ترمذی شریف ۱۶۱۲
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا
 لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا يَسْتَوْفُونَ عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَتْ صَلَاتُهُمْ
 تَرَكَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُمْ (اگرچہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی
 میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو شریف
 نہیں پڑھا تو اُن پر اللہ کا اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اُن کو اور اگر چاہے

تران کو بخشے۔

معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور بخشش کے مابین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انحصار ہے۔ دعا کا قبول برائے ضروری نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دعا کو ٹھاکر نہیں۔

٨ - جلد ١٠ الافهام لابن القيم ٢١٦ ذكرها ابو موسى المديني من طريق
عبد الغني بن سعيد قال سمعت

اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب قال أخبرني أبو بكر محمد بن عمر قال كنت عند أبي بكر بن مجاهد فجاء الشبلي فقام إليه أبو بكر بن مجاهد فقال له و قبل بين عيني فقلت له يا سيدي ففعل هذا يا شبلي وأنت وجميع من بعده أدبوا من أن لا يجزئنا فقال لي فقلت به كنما أئيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعكس به وذاك إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وقد أقبل الشبلي فقام إليه و قبل بين عيني فقلت يا رسول الله هذا يا شبلي فقال هذا ليقدم بعد صلواتهم لقتل جاره كثر رسول بن أنس فكم إلى أخير السوءة و يقول شلت مشاة صلى الله عليه وآله يا محمد فلما دخل الشبلي سألتهم عما يبذل كثر بعد الصلوة فشد كثر مشاة صلى الله عليه وآله يا محمد را ابو موسى مدني نے ہمیں بیان کیا عبد الصنی بن سعید کے طریقے انہوں نے کہا کہ میں نے اسمعیل بن احمد بن اسماعیل حاسب سے سنا کہ اُس نے کہا کہ مجھے ابو بکر محمد بن عمر نے خبر دی اُس نے کہا کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا ترشلی آیا۔ ابو بکر بن مجاہد اُس کی تعلیم کے لئے کھڑا ہوا اور اُس سے معاف کیا اور اُس کی دعا لکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے اُسے کہا اے میرے صاحب تو ترشلی کے ساتھ کرتا ہے تو ادا

بر شخص بندہ میں ہے قصہ کرتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔ تو اس نے مجھے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا۔ اور یہ میں نے نبی صلی علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد لَعْنَتُ جَاءَ كُمْ مَسْئَلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ ذَرِهَا تَمَامِ آیت پڑھنا ہے۔ اور اس کے بعد مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کوئی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَعْنَتُ جَاءَ كُمْ مَسْئَلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ پڑھتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ تو اس نے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی یہ نماز کے بعد کا واقعہ بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اس نے ویسے ہی بیان کیا۔

اب تمہارے بھنے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ و سلام بعد از نماز فرضیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تمہیں کہہ دوں گا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلال الاقہام ص ۳۷
قَالَ الطبرانی حدثنا يحيى بن ايوب
العلات حدثنا سعيد بن ابى سعيد

عن خالد بن زيد عن سعيد بن ابى هلال عن ابى الدرداء
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ
الْجُمُعَةِ يَا أَيُّهَا يَوْمُ مَشْهُودٍ تَشْهَدُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَكْفِي
عَنْيَ إِلَّا سَلَفَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدُ فَقَالَ قَالَ
وَبَعْدُ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَزَمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

پاس میں ذکر کیا گیا تو اُس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اُس کو جنت کا راستہ تجلادیا جائیگا۔
 اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے
 ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو ان کی تمام عبادت ان کے لئے جنت کی راہ بن رہی ہے۔
 دلوں کے سرور اور بانی ولایت ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی
 تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۱۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۲۵۱ ۱۱

نسب العین مومنوں و قرۃ العین عابدان است۔ درمجم احوال و اذات خصوصاً
 در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف و در محل پیشہ و قوی تر است و بعض
 از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ اس خطاب بہت سریان حقیقت است علیہ الصلوٰۃ
 والسلام در وادار موجودات و افراد ممکنات پس آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
 ذات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی بائیکہ کہ اذیں معنی آگاہ باشد و اذیں
 شہود غافل نہ ہوتا با نوار قرب و اسرار معرفت منور و ناز گرد۔ آدے شعر
 در او عشق مرعلہ قرب و بعد نیست مے بنیت عیاں و دعا مے فرستمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی اکھکی
 ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادت کی حالت میں اس
 مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے بعض از عرفا قدس سرہم
 نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات
 کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں تو اُنہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے
 والوں کے وجود میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے
 خبردار رہے۔ اور اس شہر سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار

سے مٹوا اور غارت ہو جائے۔ اہل عشق کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے یہاں تجھے
نماز و مکتاہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

۱۲۔ **خضایار القلوب** خیاالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہ۔ دل کو تمام

کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور بنر لکڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَارْحَمْنَا اور الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَارْحَمْنَا اور الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ کی ضرب دل پر
لگائے۔

فرمائیے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا جس میں تمہیں خدا
نہ ہونا چاہیے ورنہ ان پر بھی تمہیں وہی فتوے دینا پڑے گا۔ جو دوسرے عالمین پر اللہ
تم نے ان پر بھی فتویٰ جرنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثبت کر بیولے
کو خداوند جنت، نشانہ اللہ کبھی نہ دیگا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی براہینے

ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے
ہوئے تم کون ہو۔

۱۱۔ **ارفرقان** قُلْ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا رَبِّي كُوِّنَ لَهُمْ قَدْرًا
كَذَّبْتُمْ فَسَوْتَ يَكُونُ لِزَادًا فَرَادًا يَجْزِي

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا رب تمہاری پرواہ نہ کریگا۔ اگر تمہاری دعا ہو۔ پھر

تحقیقِ تم نے جھٹلادیا تو جلدی عذاب چٹنے والا ہوگا،

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کر لے گا اور پیش آئے۔ ورنہ اگر تم نے دعا مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اس کو جھٹلادیا تو بفرمانِ الہی عذابِ الہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲۔ مومن ۲۷
وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ حِبَاتِيْ مَسِيْدٌ خَلُوْنَ جَهَنَّمَ

خدا خیرین دعا آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے،

اللہ کریم نے اس آیتِ کریمہ میں اپنے مومن کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلائے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نماز و فرائض جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اس کی سزا جو اللہ تعالیٰ نے مسیّد خلوّن جہنّم کے لئے فرمائی ہے نہ دیکھا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اندھیر وقت سب سے بصیر ہے۔ اور اس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

۳۔ مومن ۱۸
وَقَالَ اخْسَوْاْ لِیْهَا وَلَا تَكْبُرُوْنَ اِنَّہٗ
كَانَ فِرْقًا مِّنْ عِبَادِیْ یَقُولُوْنَ رَبَّنَا

فَاعْمِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَرُّ الدّٰحِیِّیْنَ فَاتَّخَذُوْهُم مِّنْ سَخِرَیْنَا

اود قیامت کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرما دیگے: (راخے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور
مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے سب ہمارے
تو ہمیں بخش لے اللہ ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے اُن کا مذاق
بنایا،

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور
مسخر کرتے ہیں وہ بفرمان الہی بلا مدد جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال
کرنے کو جنت کہنے والوں کو اسنبھل کر قدم رکھنا۔

۴۔ **بقرہ ۱۲۳** وَلَئِذَا مَثَلْتَ عَبَادِي عَنِّي كَافِي تَرْيِبٍ
۱۲۳ اَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا
فَلَيْسَتْ تَجِيبُوْنِي وَ اَلَيْسَ مِّنْ وَّ اِي تَسْلَمُوْنَ يَوْمَ تَدْعُوْنَ رَاوِ رَبِّ سَوَالِ كَلِمِ
آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے
کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ اُن کو پا ہیجے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ
ایمان لائیں تاکہ وہ رشد پائیں،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلانِ عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت
قریب ہوں۔ جب مجھ سے میل نہ کوئی دعا مانگے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
نے اس آیت کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عبادِ حق کی نیدِ فرائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے
کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو جلدی قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی سب
سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ عبادِ حق میں داخل نہیں ہیں تو اُن کو یقین ہے کہ بارِ حق دعا
مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صمم ہے۔ تو
واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق منکرین دعا سچے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَمَا دُعَاۃُ
الْمُكْذِبِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ وَّ اِدْ كُفٰرٍ کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور

انہی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان ہے کہ لَیْسَ یُجِیْبُ السَّائِلَ اَمْسُوْا وَعِلُّوْا الصَّلٰتَ وَیَزِیْدُ هُدُوْقِنَ فُضِّلَہ (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں) یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو یقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اُن کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اِنَّكَ لَمِنَ الْاٰخِلٰتِ وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح ہو تو قَدْ تَعَاوَدُوا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَدُوْا عَلٰی الْاِکْبَرِ وَالْعُدُوْا اِنْ دَاوَدَیْکُمْ پُر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے نو سے میت کی معاونت بدعا بغیر ان الہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ مانعین کو یقین ہے کہ ہماری میت عداوت رسالت میں متقل رہی ہے۔ اس کے لئے دعا سے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

۵۔ المشرح پ { فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ وَارِیْ رَیْلَکَ فَاَنْصَبْ۔ اس کا مطلب

یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا مانگو۔ اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

۶۔ تفسیر ابن جریر طبری ۲۰/۱۳۰ { قَالَ حَدَّثَنِي مَعَاوِيَةُ عَنْ عَلِيٍّ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ يَقُوْلُ فِي الدُّعَاءِ (ابن عباس سے روایت ہے۔ فرماتے تھے کہ فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ کہ جب تو نماز سے فارغ ہو دے تو کھڑا ہو۔ تزیہ قیام دعا کے واسطے ہے۔

(۲) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي

مر قال حدثني ابي من اسببيه من ابن عباس فاذا اُفترغت فَمَا فَرَضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَسَلِّ اللَّهَ وَاسْمَعْكَ الْيَوْمَ وَالْغَيْبُ لَكَ دَابِئُ عِبَادَتِكَ مِنْ رِوَايَتِ
ہے کہ جب تُو فارغ ہووے اُس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال
کر اور اُس کی طرف رغبت کر اور اُس کے لئے کھڑا رہ۔

(۳) حدثني محمد بن عمرو وقال حدثنا ابو عاصم سمرقانی
حدثنا عيسى بن خالد حدثني المحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا
المدائني جميعا عن ابن جنيح عن مجاهد قوله فَاِذَا اُفترغت فَسَلِّ اِذَا
قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَالْغَيْبُ لَكَ دَابِئُ عِبَادَتِكَ اِلَى سَبْعَةِ رُكْعَاتٍ
ہے کہ جب تُو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تُو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حالت
میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ۔

(۴) حدثنا بشر قال حدثنا يزيد قال حدثنا سعيد عن قتادة
قوله فَاِذَا اُفترغت فَالْغَيْبُ لَكَ دَابِئُ عِبَادَتِكَ اِلَى سَبْعَةِ رُكْعَاتٍ
مِنْ صَلَاةٍ اِنْ يَبْلُغُ فِي دُعَائِهِ قِتَادَهُ مِنْ رِوَايَتِ
تُو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی
نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ۔

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادة في قوله فَاِذَا اُفترغت مِنْ
صَلَاَتِكَ فَالْغَيْبُ لَكَ دَابِئُ عِبَادَتِكَ (قِتَادَهُ) رِوَايَتِ
ہے اللہ کے فرمان میں
کہ جب تُو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑا رہ۔

اس آیت کریمہ کی ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تُو فارغ
ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکم الہی وہیں دعا مانگنا
مزدوری ہوا۔ چنانچہ اصول تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبد اللہ بن عباس کی

تفسیر ہے۔ پھر قنادہ کی پھر مجاہد کی۔ لہذا ان تمام کی مستند تفاسیر سے اس آیت کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

۴۔ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل ۲۲۰ { فَأَذْأَفَرَعْتَ }
ابن عباس وقنادہ والصحاك ومقاتل والكلبي فأذا فَرَعْتَ مِنَ الصَّلَاةِ
الْمَكْتُوبَةِ فَأَنْصَبِ إِلَى رَبِّكَ فِي السَّجْدَةِ وَارْغَبِ إِلَيْهِ فِي الْمُسَاكَةِ
يُعْطِيكَ رِابْنُ عَبَّاسٍ وَقَنَادَةُ أَوْضَحًا أَوْضَحًا أَوْضَحًا أَوْضَحًا أَوْضَحًا
فَرَضِي سَ عَادِغِ هَرَمَ تَرَايَ رِبَ كِي طَرَفِ دَعَايَ كُطْرَارِهِ - أَوْ سَوَالِ كَرَفِي
أُسَ كِي طَرَفِ رَغْبَتِ كَرُو وَتَجَعَّ عَطَا كَرِيكَ ،

۵۔ ابن کثیر ۲۴۰ ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔
حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے
غنیۃ الطالبین ۶۳۷ { ابھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت
میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اُس نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما
کر ہر نماز کے بعد مختصر نماز فرضی کے بعد دعا کو ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہر یا غیبنا کہ
ہر شخص نماز کے بعد دعا کو پڑا سمجھے گا تو وہ منسوب عتاب ہوگا۔

۶۔ حشر ۲۸ - وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ
آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں
کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گور چکے
ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر دیرے عاصد نہ پیدا کر

اے رب ہمارے بے شک توبخشنے والا رحم کرنے والا ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالمِ ادوار میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کے بقایا مومنین کی یہ شان ہر تھی ہے کہ اپنے سابقین کے لئے دعا میں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ میں بخش اور ہمارے سابقین بالا میان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنادے کہ ہم ان کے لئے ایسے ہمیں مانگتے ہیں۔ اور ان سے ہمیں سزا ہو کہ ان کے لئے دعا کریں یا دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جہانہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تم ان کے بجائی نہیں یا وہ تمہارے بجائی نہیں۔ یعنی یا تم ایسا غار نہیں یا وہ ایسا غار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرماوے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

دلائل دعا از احادیث

۱۔ مستدک { ۴۹۱ } عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لا یدع عن اللہ یغضب

علیہ (ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب کرتا ہے) فتشکو

۲۔ مشکوٰۃ شریف { ۱۹۵ } لا یرد النقصاء إلا الدعاء ذی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے

کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے، کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو وہ مارنے سے
اشارہ اللہ عز و جل سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

۳۔ بیہقی شریف ۴۲

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ
السَّجْدَةِ فَمَاتَتْ أَيْمَتُهُ وَكَانَ

يَسْتَجِيعُ جَنَازَتَهَا عَلَى الْبُغْلَتِي خَلْفَتِهَا
فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ فَقَالَ لَأَقْرَبَنَّ

فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَى عَنِ الْمَوَاتِي فَتَقَبَّلَ إِحْدَاهَا
كَتُّ مِنْ عَبَدَاتِهَا مَا شَاءَتْ ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهَا أَمْرًا بَعْدَ شَرْقَاءٍ مَبْعُودٍ
الَّذِي لَعَنَ قَدْ سَابَّيْنِ التَّكْلِيفَتَيْنِ سِدْعُوْا شَوْقًا لَكَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَازَةِ هَكَذَا (عبد اللہ بن ابی
اؤفی اصحاب شجرہ سے تھے۔ ان کی ایک بیٹی فوت ہو گئی تو کسی عذر کی وجہ
سے اس کے جنازے کے پیچھے ایک خچر پر اسوار تھے عورتوں نے روانہ شروع
کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت داویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے داویلا سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس
پر چار بکریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد آپ وہیں کھڑے
رہے۔ اندازہ دو کمبیروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے،

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا دائمی عمل ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی رستی قیامت کے دن منکر کے گلے میں ہو گی۔ اور تم ہمارے
انکار کی شہادت ہم بھی اشارہ اللہ دیجئے۔

۴۔ مشرح عقائد نسفی ۱۲۲۔ وَفِي دَعَائِ الْإِحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ وَ
 أَصْدَقَتْهُمَا أَعْدَقَتْهُمَا الْإِحْيَاءِ
 عَنْهُمْ أَعْنِ الْأَمْوَاتِ نَفْعًا لَهَا أَعْنِ الْأَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْعَنْزِلَةِ
 (اور زندوں کا مَرُوں کے واسطے دعا کرنے میں اور اُن کی طرف سے صدقہ کرنا یعنی
 زندوں کا مَرُوں کی طرف سے صدقہ کرنا مَرُوں کے واسطے نفع ہے معتزلہ صدقہ
 اور دعا دونوں کے مثلہ ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا اخلاف کے عقائد کی مستند کتاب ہے جس سے یہ ثابت
 ہوا کہ مَرُوں کے حق میں دعا کرنا یا اُن کی طرف سے صدقہ کرنا اخلاف کے نزدیک میت
 کو زندہ ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حقیقت کا دم مارنے والوں اور انصاف
 سے کہہ کر تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے خفی ہر بیا معتزلہ

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

نتمہ مجمع البحار ۶۵۔ وَتَحَقُّقُ مَا ذَكَرْتُ أَنَّ كَوْنَهُ الدَّعَاءُ غَيْرُ
 أَحْبَابٍ لَكُمْ يَنْفُلُ بِهِ أَحَدٌ كَمَا تُقَالُ عَنْ
 حَقَّقَتْهُ نَمَانِيَا مِثْنُ لَا شَعُوْرَ لَهَا فِي عِلْمِ الدِّينِ بِوَجْهِتِ أَهْلِ
 السُّبْدِ عَنِ الْمُسْتَحْدِ شَقِ طَهَرَهُ اللَّهُ الْأَرْضَ مِنْهُمْ بِمِثْنُ۔ اور جو انہوں
 نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز
 نہیں کہا جبکہ کہ نفل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن کو علم دین میں کوئی
 سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہونے کے جو نہی نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالیٰ زمین کو
 ان سے پاک کرے۔

سوال دیوبندی نمبر ۳۱
حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں یا اور تم
انے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی؟

محمد عمر
فیر خدا کے فضل سے بلا مخالفت غیر اپنی جماعت علیحدہ کروانا
رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالتِ سعودیہ میں بہت شکایات کیں۔
لیکن فیہ کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسنین کی کوئی دال نہ
گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں نجد کی طرف سے ایک مولوی عبدالنجیر دیوبندی مفتی مقرر ہے
اہالیانِ مدینہ طیبہ اُس کو اکثر بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس نے علما و حضرات کے
اندرونی و بیرونی برائے میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور
پر نور شفیع یوم النور کی شانیں ترکوں نے پتھروں میں آیاتِ شریفہ مثلاً اِنَّا اَمْرُ سُلْطَانِکَ
شَاهِدًا قَبْلَ بَشَرٍ اَوْ هَلْکَ اَمَعَهَا کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ کُذِّہ
سے چیلوا دیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چپاں کر کے آیات کو بند کر دیا ہے
اور جس جس جگہ آپ کے اسماء گرامی مکتوب نئے روغن سے پلستر کر کے مٹا دیئے گئے ہیں۔
اور جالی پاکیں جہاں موجب مبارک کی جانب یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پتیل کی ٹھکانی ہیں
لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کر کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے
کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں
مثلاً جنت البقیع کے جانبِ شرق مسجد بغلہ و مسجدِ نوب و غیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔
میدانِ احد میں دو مسجدیں ہمارے کے بنیادوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے
احد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر ہوتی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید
کر دی گئی ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام سب۔ مراد عشرہ مبشرہ کے مکالموں کا
شکے مر اکھاڑ کر ابنِ سعود عبدالعزیز اپنے دار الخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات

میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مہار کر کے مزدوحہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی اُن تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنانِ مدینہ طیبہ کو تنگ کر کے جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ جو اُس وقت مصر و ماحولہ اور قسطنطنیہ و ماحولہ میں پناہ گزیں ہیں۔ اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت عثمانؓ کا کنواں مسجد نبی ﷺ کے محلے اللہ علیہ وسلم میں باطل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کو حالِ سُنیہ۔ مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے مثلاً جبل اربعیس پر ایک مسجد تھی جو ہم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آرہی ہے۔ اور اُس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے جی پہلی اذان وہیں پڑھی اُس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابو جہل کے مکان میں ٹٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اُس کا بدلہ نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم کے پیدا نشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول دہلا ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

دہابی "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان متبرک مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابرہہ کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

محمد عمر "اس میں حکمت الہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو نہیں روکا تو بیت رسول اللہ ﷺ سے کہے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم کا فرمان هُنَاكَ الدَّلَائِلُ وَالْغَيْثُ کی غیبی خبر کو اللہ تعالیٰ نے سچا کرنا تھا۔ اسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب ﷺ اللہ علیہ وسلم کی خبر صادقہ میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۳۔ احزاب ۲۲ { وَلَا تَطِغُوا كَاذِبِينَ وَالْمُنَافِقِينَ اِذَا هُمْ وَتَوْكَلُ

عَلَى اللَّهِ وَكَفَى يَا اللَّهُ وَيَكْبَلَا - اور فرمایا وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا وَذُرْنِي
وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعَةِ وَكَلِّمْهُمْ قَلِيلًا پھر فرمایا وَذُرْنِي هَمْرًا
يَا كُفُوًا وَيَسْتَمْعُوا وَيَسْمِعْهُمْ لَأَمَلُ كَسُوتَ لِيَعْلَمُونَ پھر فرمایا وَمَا
أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ -

ان ارشادات الہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور رہیں اور رہیں گے جس کی مثال
تمہارے سامنے موجود ہے۔

جواب نمبر ۴ { وَمَا أَمْرُ سَلْتَاكَ إِلَّا حَسْبُهُ لِلْعَالَمِينَ } اور نہیں بھیجا ہم

نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرم تمام جہانوں
کے واسطے رحمت،

آپ کو اللہ تعالیٰ اجل جلالہ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ
کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال میں ایسا تھا جو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا نہیں فرمائی۔
لیکن آپ کے رحمۃ اللعالمین پھرنے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۵ { اللَّهُ تَعَالَى نَعَى أَهْلَهُ مَجُوبٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ } وعدہ

فِيهِمْ دَاوُدُ مَجُوبٌ جَبَّارٌ تَكْ أَيْ فِيهِمْ مَجُوبٌ جَبَّارٌ تَكْ أَيْ فِيهِمْ مَجُوبٌ جَبَّارٌ تَكْ
کُو عَذَابُ كَيْسَ - اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب الہی
نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے متعلق ارشاد فرمایا فَاِمَّا تَنْذَرُكَ حَتَّىٰ يَكُونَ مِنْكَ فَرَانًا مِّنْهُمْ
مَنْتَقِمُونَ جب ہم آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جائیں گے تو ان سے ہم
بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جا
گا بلکہ وقت آنے پر ان سے فدا فراد بدلہ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے۔

اپنی اعمال کی بنا پر تو قرنِ شیطان کا خطاب ملا۔ ورنہ اور برا عمل لوگوں سے ان کا کرنا تھا۔ باقی رہا عربین شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت ہر وقت نفسِ قطعی سے ثابت ہے عوامات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سند میں نجاست گرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ یہ عربین شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ نبڑوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اُس کو ہر سال وحویا جاتا ہے۔ عربین شریفین میں نہ خود فقیر نے دہابیوں کی افتدائی اور نہ کوئی تحریری کارروائی ہی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے دہابیانے سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق امرین بالعرف کے کچھ نہ کہنا اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مخالفت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومت سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اُس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب دہالی خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تخفہ دہابیانہ ۶۔ اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہو گا اور اُس کا خون مباح ہو گا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ ان لوگوں کا ہے جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تخفہ دہابیانہ ۷۔ موردِ شریف کرنے والے یا تبیغ ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر ان میں تو بہتر و نہ حاکم ان کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے خود فرمائیے کہ شامی کا جہل کا مہذبہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور دہابیت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفتِ اسلامی کو بظاہر اُسن سمجھ سکتا ہے۔

حرمین شریفین میں سونے کو اقباس کر کے قصور کے دیباچہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنارکھا تھا تو فقیر نے ان کے اس سچ کو اور مسلمانوں کے دودھ لانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے دیباہی نے حرمین شریفین کا حوالہ دیا۔ تو یہ قیاس مع الغایت ہے کیونکہ حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جدا گانہ ہیں جس کو دیباہی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ دیباہیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا باطل ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے۔ اَلْمَنْ دَاخِلًا كَانَ اَمْنًا بیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا ازلیئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ دیباہیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہوگا تو خون سے مسجد کی چٹائی بخش ہونے کا احتمال یقینی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ دیباہیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عفتربہ ہی اشارۃً ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان دیباہیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف دیباہیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ دیباہیہ اپنی مساجد میں جا کر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ کَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغُ ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رد۔ تم آگے چاہے ماز یا نہ ماز۔ اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سنو جو کہ منبع دیباہیت ہیں۔

دہابیؒ بھائی مجھے دہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو بتا سکتے ہیں۔

محمد عمرؒ کیوں بھی دہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑھ آئی۔ حالانکہ تمہارے اکابرین اپنا دہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اخبار توحید۔ مدیر سید محمد داؤد غزنوی، ۱۷ اپریل ۱۹۸۲ء۔ اگر کوئی

شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوح محکمہ
اور احادیث مسلمہ کا تابع ہو تو اسے شیخ الاسلام عبداللہ اب کے نام سے منسوب
کر کے ”وہابی“ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان نیزہ چشموں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اول تو
یہ نام ائمہ حدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر ”وہابیت“ کی ہی رٹ لگاتا ہے تو پہلو
وہابی ہی سہی۔

اہلحدیث کا مذہب معتقد مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲

اِنْ كَانَتْ تَحْجِدُ اِلَّا لِدَعْوَتِهِ فَلْيَشْهَدْ الشُّكْلَانِ اِنِّي وَاٰهِي

یعنی اگر تجھ کو زندگی سے آدمی وہابی بننا ہے تو جنوں اور انازل تم گواہ رہو ہم وہابی ہیں۔

بجلی اسمانی۔ مولوی زور سین گھر جاکھی ص ۷۷

ہم ہیں کچھ عقیدے تیرے دیاں جواب ثنائی یاد کریں گا تو بھی عینیں ملیا اک وہابی

مولوی اسماعیل صاحب غزنوی نے ”مختصر وہابیہ“ کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ

لکھا جس کا نام پہلے گزربھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت
ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ برا اختیار انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی
اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے جدیدہ جدیدہ عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا خدا

مولوی وجہ الدماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ ص ۲ پر لکھا ہے:-

اللہ جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو پارا نعل بھی ٹری نہیں رہتی ہے۔ اور اس کے

بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

غیر مقلدین و ہابیہ کے نزدیک صفاتِ الہیہ و شہادت

کنز الخفایق مؤلفہ وجید الزمان ص ۳۴ { اللہ تعالیٰ کئی ناموں اور صفات سے موصوف ہے۔ جو قرآن مجید میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ۔ مشیت۔ سمیع۔ بصیر اور قوت الکلام۔ اور بعض فعلیہ عارضہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پر استرا کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین و ہابیوں کا کلمہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ
فتاویٰ ندویہ ص ۳۶ { میں کہ وظیفہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا
جائز ہے یا نہیں۔ بدیناؤ قوجہ وا۔ الجواب۔ وظیفہ مجموعہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم حررہ السید ابوالحسن عفی عنہ سید ندوی حسین۔

غیر مقلدین و ہابیوں کا نیا قرآن و نیا رسول

اور فرماتے تھے
سوا نحمدہ کی مولوی عبد اللہ صاحب امر قسری ص ۳۵-۳۶-۳۷ (مولوی عبد اللہ صاحب)

کہ الہام ہوا تھا اِذَا كُنَّا اِنْسَانًا نَّشَبَعُ نَسْرِ اَنْتَ شَرَاتٌ عَلَيْنَا بَيِّنَاتٌ
یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اُس کے لفظ یاد رکھئے۔ اور اُس کا بیان کرنا تفسیر میرا دوسرا
ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا اَوَّلَ اَمَانَةٍ خَافَ مَقَاهِرَ مَا يَكُنِي الْاَيْتِیْنِیْ اُسے پر
وہ شخص کو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ
بدلی خود مطالعہ کر دے ہر کسب و کار کو دے اُسے ازما سوای بنشید یعنی ہمیشہ اپنے دل
میں جمانے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر
دہلی میں یہ الہام ہوا۔ وَلَا تَقْدُكُ عَيْنُكَ اِلٰی مَا مَسْتَعْنَا بِہِ اَزْوَاجُ قَبَائِلَہُمْ
نَحْنُ هَذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا قُلْ لِّاَنْفُسِکُمْ
وَلَا لِاَدْوَابِکُمْ وَ اَتَجَاعِلُکُمْ قَوْمًا لِلّٰہِ قَالِبَتِیْنِ یعنی کہہ دے اپنی بیویوں اور
اولاد و تالبعہ و اول کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تالبعہ رہو کہ۔ اور اس کے اخیر میں
یہ الہام ہوا اِنَّا جَلِبُسَاکَ وَ اَنْیَسَاکَ فَلَا تَحْشُرْ یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ
کھا۔ اور یہ بھی الہام ہوا وَلَا تَنْسَ مَا اَوْدَعْتَ فِی قَلْبِکَ فَاِنَّ رُؤِیَا الْمُؤْمِنِ
جَزْءٌ مِّنْ سِتْرٍ قَدْ اُمِّرَ بِعَرِیْنِ جَزْءٍ مِّنَ النَّبُوَّةِ یعنی جو تہذیب اور تفکر قرآن کا
نیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اُس کو مت بھول۔ کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ
ہے نبوت کے چھاپیس حصوں میں سے۔ اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا وَلَا تَطْفُ
مَنْ اَعْقَلْنَا قَلْبُکَ عَنْ ذِکْرِ نَا وَ اَشْبَعُ هُوَاہُ وَ کَانَ اَمْرُہُ فُرْطَا اور
فرماتے تھے یٰھنِیْ اِیُّہَا الہَامُ ہٰذَا وَ لِلّٰہِ عَلٰی النَّاسِ رَحْمَۃُ الْبُیْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ
اِلَیْہِمْ سَبِیْلًا اور فرماتے تھے الہام ہوا وَ کَسُوْتُ لِعِطْفِکَ سَرَّکَ وَ تَنْوَضُّیْ
یعنی ابنتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے
الہام ہوا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَہُکَ

یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور مصنوعی مہی کچھ اخراجی الہام تھے جو وہابیوں

کے امام کو مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احمد قادیانی سے کم ہیں۔

فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تخریف کی اور مہجرات انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ فرقہ بھی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع اطہر

و دیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵ { ذِی الْحَدِیثِ ذَرِیْلُ
عَلَى مَنَعِ سَدِّ الرِّجَالِ

اِلٰی قَبْرِہِ صلی اللہ علیہ وسلم و اِلٰی غَیْرِہِ مِنَ الْقُبُورِ وَالْمَشْہِدِ
لَا تَذٰلِکَ مِنْ اَعْبَادٍ اَبْلُ مِنْ اَعْظَمِ اَسْبَابِ الْاَشْءِ الْبِاْصْحَابُ
وَهٰذِہِ هِیَ الْمَسْأَلَةُ الَّتِیْ اُفْتِیْ فِیْہَا بِمُتَّحِ الْاِسْلَامِ رَحْمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَعْنِیْ مَنْ سَأَلَ لِمَجَرِّ ذٰلِکَ قُبُورِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ رَاوِ حَدِیثِ
مِیْنِ دِلِیْ ہِیَ نَبِی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے
علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عیدوں سے ہے۔ بلکہ شرک
کے بڑے اسباب سے اس کے اہل کے ساتھ اور یہی سکہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ
دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی
عقیدہ رکھتا ہوں)

رحلۃ الصدیق مصنفہ صدیق حسنیان ص ۱۹ { وَالسَّخَرُ
دِ الْمَجَرِّ

الذی یأمرنا فیہ بنزع ذمک من سائر القبور المجترد قبر یدک نہ یا سائر
مشرع عقیقتہ بطل بدعتہ بعض زیارت کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور
جس نے سفر بعض قبر کے واسطے کیا تو اس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت
کی ہے،

دوجہ منع از سفر زیارتہ خواہ قبر انبیاء
عرف الجہادی ص ۱۴۹ بر
باشند یا غیر انیساں آفت کہ دلیلے بر

جواز آن از کتاب وسنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست (زیارت کے سفر سے
منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبر ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اس
کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے،

فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۵۱
مکان متبرک کی طرف سفر کرنا درست نہیں
برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہر یا ولی کی لیکن

اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند ستجارت اور سیکھنے
علم وغیرہ کے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر مکان کی طرف سفر کرنا درست ہے
بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتی مصنفہ حافظ عبد اللہ صاحب
طالب علم اور دیگر
منزوریات کے لئے

سفر کا کوئی ہرج نہیں صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب
کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ ولایہ مصنفہ اسماعیل غزالی ص ۱۵۱

آستانوں کی زیارت کیلئے مشہور مال اس میں کیا شان پرستاری اقسام نہیں
باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر

قدوس کی طرف سفر کر کے ہانا کیونکر شرعاً جائز اور موجب ثواب ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن موضع مطہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مزارات دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد اور بغض۔ تو بجا مذہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو کیا تعلق۔ جس کی ذات سے حسد اُس کے مکان کی طرف ہانا گناہ تو اُس کے رستے کی طرف ہانا کیسے ثواب ہو سکتا ہے۔ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محب ہیں اس واسطے آپ پر صلوات و سلام بھیجتے ہیں۔ اور لاکھوں ملائکہ موضع مطہر کے گرد موبانہ صلوات و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی اسی جماعت میں وہاں جا کر شریعت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور وہابی اگر نیا نا چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شانِ ہیبت وہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا موضع اطہر و نیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔ بیت اللہ ہر یا غیر۔

وہابیوں کے مذہب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر

تَطْهِيرُ الْأَعْمِقَاتِ ۝ فَإِنْ كُنْتُ هَذَا فَيُؤْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدُ عُمَيْرَاتٍ عَيْنُهُ قَبْتًا عَظِيمَةً أُنْفِقْتُ فِيهِ الْأَمْوَالَ كُلَّتْ هَذَا أَجْهَلُ عَظِيمٍ

بِحَقِيقَةِ انْحَالِ دِیہر اگر تہ کہے کہ اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک
بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقت
بڑی جہالت ہے۔

فَاتَّعِظُوا بِالْقُبَابِ الَّتِي صَارَتْ اعْظَمُ
فَتْحُ الْمَجِيدِ ۱۲۰ ذَرِيعَةً لِّلشِّرِّكَ وَالْاِخْطَارِ اَكْبَرُ
وَسَيَلَعِي اِلَى هَلْ هِيَ اِلَّا سَلَامٌ وَخَسْرَ اَبْ بَلِيَانِيہ غَالِبٌ دِیہر ہما
تجے شرک اور محاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب
کرنے کی طرف زبردست ہیں۔

وَبَلِ الْغَامِ شَوْكَانِي ۱۲۱ فَمَا اَنْتَ بِمُتَدَعٍ الْجَهْلَةُ مِنْ
اَنْتَ خَدْنَتَا الْقُبُورِ وَتَشْبِيْدُهَا
وَمَا اَسْرَعَ مَا خَالَفْنَا اَوْ صَيِّتَا سَمْعًا مَوْلَى اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عِيْدُ مَوْتِهِ فَجَعَلُوا قَبْرًا عَلٰی هَلَاكِ الصِّفَةِ الَّتِي هُوَ عَلَیْہَا
الْاَنْ وَقَدْ سَلَّ مِنْ عَصْدٍ هَلَاكِ الْبَدْعَةِ۔

عارف الجاوی ۱۲۲ اور بنا بر قبر نہی آمدہ پس ہر چہ مرفوع ہست
بودن قبر لغتہ راست آید از مشکات شریعت
باشند و انکار بر آں و برابر ساختن بنجاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق و لگہ
گمہ پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارت مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ دعاہیہ کے نزدیک دفعہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند و مہنا ان کے
نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے
سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج

مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے رگوں کو دھوکا دیتے ہیں مسلمانزالیہ عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا اندھن ہو تو اس سے اور زیادہ کیا بد منتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت یا

روضہ الطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم و احادیث صحیحہ و

اجماع سے ثابت ہے۔

نسارہ ۵۔ اِذْ اَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَلْعَنَّا قَوْمًا إِلَىٰ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَإِلَىٰ

الدُّسُولِ سَاءَ بَيْتٍ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُّوا (اور جب کہلایا تا ہے ان کو تم اس چیز کی طرف اور جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ منافقین کو مد خط فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا،

معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی شان نہیں۔

نسارہ ۵۔ وَكَانَ يُخْرِجُهُمْ مِنْ بَيْتِهِمْ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ

يُذِيبُهُمْ فِي الْمَوْتِ فَقَدْ وَقَعُوا أَجْرًا كَبِيرًا عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر اس کو موت نے لے لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے،

تَفْسِيرُ ابْنِ عَبَّاسٍ ۝۹۱ اِنَّ اللّٰهَ اِلٰى طَاعَتِهِ اللّٰهُ رَدِّىْ سُوْلِيْهِ

اِنّی رسولہ بالمداینتہ رَفَعْتُ بِرَاكُمُ الْمُؤْتِی، بالتعظیم و فَقَدْ
وُكِّعَ اَحْبَبُكُمْ، وجب ثواب ہجرتہ (عَنْ اللّٰهِ)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
اپنے مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ یا غیر پہنچے تو اُس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر لازمی ہے
اور دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا اللہ کی
طرف پہنچنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے
اور جو بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو
اُس کے دونوں جہازوں کے مکافوں کو برباد کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اور
بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان
میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیت کی
تقریر بیان فرمائی تو ان کی طرف نگاہ بدستہ دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دین دنیا
میں نظر مضرب سے اپنی لعنت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّكُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَلْاَنْفُسَ تَهْتَفُوْا لَكُمْ فَاَسْتَعِظُوْا
نِسَار ۝۹۱ اللّٰهُ اَسْتَغْفِرْ لَكُمْ الرَّسُوْلُ لَوْ جَدُّوْا اللّٰهُ

تَوَابًا تَرْجُوْنَ اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے جناب کی خدمت اقدس میں
حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا کام
کرنے والا پائیں گے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گنہگار کو لازمی ہے کہ وہ دربار رسالت میں پہنچے

مَنْ يَخُفُّ فِىْ حَقِّهِ قَبْرِىْ بَعْدَ دُنَاىِىْ كَأَنَّمَا
کنز العمال ۱۱ نَارُ فِىْ فِىْ حَيَاتِىْ دُبْرِ شَفْسِىْ نَعْمَ كَمَا يَهْرُسِىْ قَبْرِ
 کی زیارت کی یہ دعاں کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیات میں زیارت
 کی۔

ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و ممات یکساں ہے۔

دارقطنی ۲۴۹ حدیث مذکور بالا کو باندھ بیان کیا گیا ہے۔

فَبِئْسَ مَا جَعَلْنَا لَكَ مِنْ أَفْرَاقٍ ۚ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ
ابن ماجہ ۱۱۹ افرایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے یعنی
 اس کو لباس و غذا کا اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی زندہ ہونے کی دلیل ہے معلوم
 ہوا کہ آپ کی حیات و ممات یکساں ہیں۔

قَالَ تَسْأَلُكَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مسلم شریف ۱۱۳ كُنْتُ تَهَيَّئُكُمْ عَنْ نَبِيٍّ أَمَّا الْقَبُورُ كَذُ
 سَأَلَهَا دُنِيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسًا يَكْرِىْنَ تَهَيَّئُ
 زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ پس اب تم زیارت
نسائی شریف ۱۱۸ متدرک ۲۶۶ کر لیا کرو

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور
 سفر سے ہی ہو سکتی ہے تو مدفن اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا کیونکہ
 تَوَدُّ وَصِيَّةً أَمْرًا۔

بِهِتَقَى شَرِيف ۵
بہتقی شریف ۲۶۹ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ
 تَسْأَلُكَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِيفًا

قَبُورُ الشَّهَدَاءِ حَتَّى إِذَا اسْتَوْتُمْ عَلَى حَذَرٍ وَاسْتَوْتُمْ فَلَمَّا سَدَّ لَبْنَا مِنْهَا
فَإِذَا قَبُورُكُمْ بِمَجْدِيَّتِي قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَبَدُّرُ
أَيُّهَا إِنَّا هُنَا قَالَ قَبُورُكُمْ أَصْحَابُنَا فَلَمَّا جِئْنَا قَبُورَ الشَّهَدَاءِ أَعْرَأْتُمْ هُنَا
قَبُورُكُمْ أَصْحَابُنَا -

۱۴۸۶
 البود اود
 تشریف لے جایا کرتے تھے۔

[illegible]

فرمائیے نام کے اہلحدیثیواب تہ بلند آواز سے آمین پکار دو۔ اور شہرِ حال سے زیارتِ قبر کے واسطے جانا سنت کہدو اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سفر کر کے جانا اور آپ کے بعد اُسی سنت پر عمل کرنے کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہوتا ہے ایک جزو ایمان ہے۔

وہابی "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ كَامِلُ الْمَطْلَبِ
کیا ہے؟

محمد عمرؒ جواب ہے :- یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شرح منجملۃ الفکر ص ۲۶ { لَيْدَتْ الشَّيْخُ بِأَمْرٍ بِأَصْرُهَا مَا وَدَّ
فِي لَنْصَحِ لِحَدِيثِ بَرِيدَ لَا فِي صَحِيحِ

مُسْلِمٍ كُنْتُ نَهَيْتُ كَمَنْ عَنْ نَهْيَانِهَا الْقُبُورِ نَزَلُ رُوحَهَا ۱۶

امام قسطلانی نے لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو کئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نص میں وارد ہے۔ بربیدہ کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے کُنْتُ نَهَيْتُ كَمَنْ ۱۶۔ دوسری حدیث ہے۔

بخاری شریف ۱۵۹ { من ابن عمر قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَا بِرُكْنٍ
سَبَّحْتُ مَا شِئْتُ وَرَأَى كِبَا وَكَانَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ - (ابن

مسلم شریف ۲۲۸ {
عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر پختے کو کبھی پیدل اور کبھی اسوار
ہو کر مسجد قبا تشریف لاتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے۔
علامہ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں سے ثابت کیا کہ لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کی حدیث
منسوخ ہے۔

جواب ۱: مختصر معانی ص ۱۰۵ { اِنَّ النَّفْثَ فِي الْاَبْتِثَاءِ الْمَفْذَرِغِ
الَّذِي حَدَّثَ فِيهِ الْمُسْتَشْنِ

مِنْهُ وَاعْرُوبَ مَا بَعْدَ اِلَّا بِحُسْبِ الْعَوَامِلِ يَتَوَجَّهُ اِلَى مُقَدَّرٍ
وَهُوَ مُسْتَشْنِ مِنْهُ لَكَ اِلَّا لِلَاخِذِ اُجَ لِقَتَضَى مُخَرَّجًا عَامَرُ لَتَنَا دَلِ
الْمُسْتَشْنِ وَغَيْرِهِ فَيَتَحَقَّقُ الْاِخْذُ اُجَ مَنَابِتِ لِمُسْتَشْنِ فِي جَنْبِهِ بَائِ
لَقَدَّ -

مطلوب ۲۵۵ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ استثنیٰ مفرغ جس میں کہ متثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لَا تُشَدُّ
الرِّجَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ میں ہے۔ اس میں اِلَّا کے ماقبل متثنیٰ منہ مذکور
نہیں ہے تو اس میں متثنیٰ منہ کو مقدّر مانا جائیگا۔ کیونکہ اِلَّا اخراج کے لئے آتا ہے
اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہذا متثنیٰ منہ کا مقدّر ماننا ضروری ہوا اور وہ
متثنیٰ کی جنس سے ہی مقدّر مانا جائیگا۔ ثَلَاثَةُ مَسَاجِدَ جو متثنیٰ ہے اُس کی جنس سے
ہی لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کے جملہ میں اِلَّا کے ماقبل مسابد کو ہی مقدّر مانا جاسکتا ہے
نہ کہ کچھ اور لہذا باقی مسابد کی طرف تشدد سے اس حدیث میں ممانعت
ثابت ہوئی۔ اور تشدد سے حال باقی مسابد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نکتہ بالا
حدیث سے جائز ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ والی اس حدیث
سے منسوخ ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ زیارت قبر کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہاب بیرونیہ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسوۃ
منع کرتے ہیں کہ اگر روضۃ اطہر پر چلے گئے تو کہیں کفر و نفاق سے وصل نہ جائیں جیسا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَنْتَوِي الْجُدَّاهُ مِنَ الْجُدَّاهِ مَدِينَةِ طَيْبَةٍ
كُنْزُ الْعَمَالِ ۶۳۸ } کا غبار کوڑہ سے شفا بخشتا ہے،

عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَنْتَوِي الْجُدَّاهُ مَدِينَةِ طَيْبَةٍ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے،
عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَنْتَوِي الْجُدَّاهُ مَدِينَةِ طَيْبَةٍ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسے ثابت ہوئی جیسا کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی
وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ طیبہ کے باناؤں
میں بھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ ان کا کوڑھ چلا جائے۔ اشد قناتے ہر مسلمان کو اپنے محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرماوے۔ اور آپ کا بعض عاقلوں کے دلوں سے نکالے۔ اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ خصوصاً مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کَنْزُ الْعَمَالِ ۲۴۸ { مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوتَ بِاَلِ الْمَدِينَةِ فَلْيَفْعَلْ }
ایاتی اُسْتَفْعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِعَادِ جَوْفِ مَدِينَةٍ
مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

اس حدیث پاک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہابیہ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے اُن کا خیال ہے کہ شاید اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر بنیّت صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب تک مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہوں تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضہ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ۱۵۹۱ کنز العمال ۲۵۴۴ مسلم شریف ۲۴۶۶

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ قَبْرِي وَبَيْنَ رَأْوَضَتَيْ مِائِي الْجَنَّةِ (ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے، اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو جنت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اُس کو اس باغ جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرِي عِيدًا میری قبر کو عید بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جانتے۔“

”محمد ص ۱۱۱“ اس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب میری قبر کو عید نہ بناؤ یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو دوست دیر سے ملے اُسے کہا جاتا ہے کہ تو عید کا پامناں کیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرِي عِيدًا کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بفرمان الہی قَدْ أَفْضَلْنَا أَنْفُسَكُمْ جَاءُوكَ کو یاد رکھنا اور اسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں رگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہوا ہے۔ لہذا آپ نے روضہ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے قَدْ أَفْضَلْنَا أَنْفُسَكُمْ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے مددِ مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جَاءُوكَ پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ رسالت کے لائق بنا دیں۔ اور جبریل علیہ السلام کی طرح ایسے مودبانہ داخل ہونا۔ کہ دربارِ اقدس میں حاضر ہونے ہی قَدْ یُذْکِرُکَ عِیدُکَ کے اصول سے تنہا ہی صفائی ملدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیر پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرِي عِيدًا یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ و سلام اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا تاکہ ایمان نہ ہو کہ بجائے تذکیہ اور بخشش کے پھلی عبادت بھی اُن

تَجْذِبُ أَغْمَالُكُمْ كے رُوسے خارج نہ جاؤ۔

”وہابی“ حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي وَثَنًا لِّعِبَادِ

دوسری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متوازن جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔ اور وہی منہا سا عمل ہے۔

”محمد عمر“ سبحان اللہ۔ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کیا۔

کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ضرور حاصل تھا لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کیسے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کسے کہا جاتا ہے اور بت کیوں فرمایا۔ اب اہم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے۔ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُنِي أَلَا لِتَسْمَعَ وَلَا لِتُبْصِرَ وَلَا لِتُعْزِي عُنْتُكَ مَثْبُتًا دَاوَمَ مِرَءٍ بَابِ تَرْسُ حِزْرِ كِبَرٍ عِبَادَتِ كِتَابِ جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے، ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیٹا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت نہیں سکتا۔ میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سنتا ہوں گا۔ اور بت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمتہ للعالمین ہوں۔ منہا ہی ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اگر سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاہد اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصاً مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور عَزَّیْلَہُ عَلَیْہِمْ مَّا عَنِتُّمْ سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے تمام عقیدے کو خَاذَا هُوَ اُھَق سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبور کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب کا سبق سکھایا۔

عن ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجْلِسْ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمَاسٍ فَتُخَضَّرَ نَبِیًّا بَعْدَ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلٰی جَلْدِکَ خَيْرًا لَّکَ مِنْ اَنْ تَجْلِسَ عَلٰی قَبْرِ رَاہِیْرَیْنِ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اُس کے کپڑوں کو آگ جلا دے یہاں تک کہ آگ اُس کے چمڑے تک پہنچ جائے اُس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ قبر بیٹھے۔ دوسری حدیث میں مذکور ہے فَاِذَا سَرَجَلٌ یَّمْشِیْ فِی الْقُبُوْرِ عَلَیْہِ بُعْلَانٍ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السَّبْیَتَیْنِ وَیَحْکُ اَلْقِ سَبْیَتَکَ دُتُوَا بِاَمْکَ اَیْمِیْ قبر میں جمع جوڑوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ او جوڑوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دے، یہ ہیں آداب قبور جو قبرستان میں آپ جوتے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا بقل تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بٹوں کی تعظیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو بٹوں سے ایسا صاف نہیں کر قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے پُر زور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بہت شکن بنا کر نبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر نوافل رکعتوں سے زیارت کا حکم جاری فرمایا تاکہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور دہابوں کی قبریں بموجب فقہائے عقیدہ کے ضرورت ہیں۔ کیونکہ ان کے باشندے دنیا میں بھی ایسے ہی تھے جیسے قبور میں۔

غیر مقلدین دہابیوں کی فقہ کے مسائل

۱۔ فقہ محمدیہ کلاں مصنف محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری ص ۱۳۱

پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلقاً جائز ہے۔ یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۳۱ } جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۳ } جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

۴۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۴ } پاک ہے جو ٹھاکل درندے کا روہا بیہ کے نزدیک خنزیر کا جو ٹھا پاک ہے۔

۵۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۶ } ہر جانور کا چمڑا ننگے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے

کا عا ہر بھی پاک ہر جاتا ہے اور باطن بھی۔

۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰ } پھٹا اڑ کر رنگنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہر جاتا ہے۔

۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۱ } انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالک اور امام حنفیہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ منی ہر چند پاک است۔

۸۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۱ } زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

۹۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۱ } عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

۱۰۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۱ } اگر قبل اور دوبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر جاری ہر خون سر سے پاؤں تک۔

۱۱۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۱ } اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو نگیر بچوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

۱۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۲ } اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگلی لگوانے سے۔

۱۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۵ } اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر ہے۔ تو اس

کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی)۔

۱۴۔ فقہ محمدیہ کلال حصہ دوم ص ۱۰۶ اور جائز ہے عزل کرنا عورت اور جائز ہے۔

۱۵۔ روضہ النذیر ص ۲۳۶ { وَ يَجُوزُ نَزْلُ ضَاعِ الْكَبِيرِ وَلَوْ كَانَ ذَا الْحَيَاةِ } اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگرچہ واطحی والا ہو۔

۱۶۔ فقہ محمدیہ کلال ص ۱۴۶ { برابر ہے کہ فرضی نماز یا نقل ہو اور برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد و ملی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام و ملی جماعت یا مرغ بازی یا مرغ بازی کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں، اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قَوْلُ اللَّهِ قَاتِلِينَ دَكَّارًا ہر قسم کی لڑائی

قرآن کریم: فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ
وَالَّذِينَ هُمْ مِنَ اللَّغْوِ مُعَصِّمُونَ تَحْسِنُ غَلَاظِي مَا لِي أَن مَرْمُونَ نے جو اپنی نماز میں مشغول کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی مغرے سے منہ پھیرنے والے ہیں) اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو جہر و ملہار کے نزدیک اس کی نماز بھی

نہیں ٹوٹتی۔ اور خفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹٹ جاتی ہے۔

آج کل منطقی تعلیم سے لگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ غلطی نماز ہو۔

۱۸۔ عرف الجاد کی صلا { پس دعویٰ انہیں میں بودن سنگ
و خنزیر و پلید بودن خروم مسفوح

و چون مرد اور ناقص است۔ پس کہتے اور خنزیر کو بخش میں کہنا اور شراب اور خون
پینے والے اور مین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

۱۹۔ عرف الجاد کی صلا { طہارت یا پرش آلودہ نجاست ہمیں سووئش
بزمین است و پس در آن نماز گزاردن مسجد

در آمدن رواست و ہاذا است تا ذین مہرث و نجاست سے بھڑکی ہوئی جوئی لاپاک ہونا
یہی ہے کہ اُس کو زمین سے رگڑا جاوے اور پس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل
ہونا جائز ہے۔ اور جنہی اذان کہہ سکتا ہے،

غیر مقلدین و باہیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے

نکاح جائز ہے

۲۰۔ عرف الجاد کی صلا { و نیست وجہ اذ برائے منع نکاح با دختر یکہ
ایں کس باہر ویش زنا کردہ و ایں دختر نیست

شرعی نیست تا داخل باشد زیر قوت زمانے کی بنائے شکم و فتران گفتہ کہ اسم نیست
لاحق مخلوقہ ہمارا و نیست زیرا کہ ایں طوطی اگر بشرح اسف باطل است و اگر مردانست

کو غیر شرعی است پس مضرب نیست۔ چہ اگرچہ مخلوق از آب است لیکن آب نہ آبے
ست کہ ہواں لائق نصب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب اور اجزہ ہر
دیگر ماحصل نیست۔

۲۱۔ نزل الابرار ۲۱ { وَكُذِّبْنَا بِأُمَمَةٍ تَحِلُّ لَنَا أُمَّهَاتُنَا
وَكَذِّبْنَا أَبْنَاءُ بَنَاتِنَا فَتَحِلُّ لَنَا أَبْنَاءُ بَنَاتِنَا }
کے ساتھ زنا کیا تو اُس کے واسطے اُس کی ماں اور اُس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح
اُس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اُس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی
کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے کے لئے بھی حلال ہے۔

وہابیہ کے نزدیک مشیت زنی واجب ہے

۲۲۔ عرف الجاوی ص ۲۰۴ { بالجملة استنزال منی بکف باہمیز سے از جہادت
نزد و ما حاجت مباح است۔ بلکہ گاہے
واجب گردد حاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت ہاڑ
ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہر زمانہ ہے،

وہابیہ کے نزدیک بچہ کھانا جائز ہے

۲۳۔ عرف الجاوی ص ۲۲۵ { بچہ صید است دیکھو شکار
ہے،

وہابیہ کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے

بشرطیکہ رنگ، بو و مزہ نہ بدلے

۲۴۔ فتاویٰ ندویہ ۳۱/۱ { سوال چہ فرماید علماء دین دین مسئلہ کہ اگر رنگ اور چاہ آفتد چہ حکم است بنیو۔

الجواب: حکم چاہ مذکور است کہ اگر آب اس چاہ از افتادن سنگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آپ چاہ طاہر است۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر پڑے کیا حکم سچ بیان کرو۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنویں کا کتا گرنے سے متغیر نہ ہووے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

۲۵۔ فتاویٰ ندویہ ۳۲۸/۱ { سجدۃ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدۃ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)

۲۶۔ اخبار المحدثات ۲۱/۱ { ۲۱۔ محرم ۱۳۳۱ھ۔ مولوی شمس الدین نے وادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پرتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنة مصنفہ عبدالامد وہابی خاٹھری)

عرف المجاوی ص ۳۱ { وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی۔ اور

ساکس سے نکاح جائز ہے۔

۲۷۔ نزل الابراہیم ۲۹ { وَكُوجَامِعٌ اَمَّا اِمْرُؤُتَيْہِمَا لَا تُحْتَسِرُ عَلَیْہِیْہِ
اِمْرُؤُتَیْہِمَا اور اگر کسی نے اپنی ساکس سے جماع

کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی،

۲۸۔ نزل الابراہیم ۲۸ { وَكَذٰلِكَ كُوجَامِعٌ نَّهْوُجَتَّ اِبْنِہِ لَکُمَا
اَعْلٰی اِبْنِہِ (اور اگر کسی شخص نے اپنے بٹے

کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوتی)۔

وہابیہ کے نزدیک کنجری باذنی جائز ہے

۲۸۔ نزل الابراہیم ۲۸ { وَنِكَاحُ الْمُتَعَتِّ وَ الْمُؤَدَّتِ كَذٰلِكَ اِلٰہِ
اَلْبَعْضُ اَصْحَابِنَا فِی نِكَاحِ الْمُتَعَتِّ

فَجَوَزُوْہَا لِاَشْہَا كَانَ شَیْطَانًا۔ وَقَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلَیْہِ (اور نیکاح متعہ اور
وقت مقرر کر کے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نیکاح
متعہ کو جائز رکھا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع واقع ہے)

وہابی "تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہذا میں تمہارے
مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی
ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد واجب نہیں۔ خواہ اس
کے ساتھ اس نے وطی بھی کی ہو۔ اور اس کو جانا بھی ہو۔

محمد "جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد
فرمایا ہے اس واسطے کہ مدثر میں اس شخص کے واسطے ہوتی ہے

جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمیشہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطے وہ شرعی حد سے پاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله
 ﷺ { ۲۳۷ }
 ابن ماجہ ۱۸۷
 محمد بن عبد بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ جو شخص ذی مہم سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو۔
 چنانچہ فتح القدیر وغیر میں بھی یہی فیض کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے
 زنا کی دو حدود سے اس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد لگانے کی ر
 قتل منکر کی ہے۔

”وہابی“ تنہا ہی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنون یا صغیر سے
 زنا کرے تو مد نہیں لگائی جاتی۔
 محمد عمر غلط ہے۔

۴۴ { اِنْ رَأَى الصَّيْحُ مَجْنُونَةً اَوْ صَغِيرَةً تَجَامَعُ
مِثْلُ فَا حَدَّ الرَّجُلُ خَاصَةً وَهَذَا اِبَالِجَاعِ
اگر صبح نے دیرانی کے ساتھ نہ کیا یا صغیر سے جو قابلِ جماع ہو تو آدمی کو ضرر نہ
لگائی جاوے گی۔ اور یہ تمام احکام کا اتفاقی مسئلہ ہے۔

وہابی "مفتی اسی فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چار پائے سے وطن کی تلاش پر مد نہیں۔"

"محمد عمر" واقعی اُس پر مد نہیں۔ کیونکہ اُس پندنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔

اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے اُس کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

اِنَّهُ لَيَعْتَرِكُ رِيَابًا بَيِّنًا اَنْهٖ اَقْبَىٰ بِهَيْمَةٍ فَاَقْتُلُوْهُ
ہدایہ ۳۱۴ ا وَاقْتُلُوْهُ هَا اُس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

یعنی جس نے چپائے سے وطی کی تو اس آدمی کو بھی اور چپائے کو بھی قتل کر دو، حدیث پاک میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سزا فرمائی ہے۔

مَنْ ذَكَرَ عَلَىٰ بَهِيْمَةٍ فَاَقْتُلُوْهُ دُجُحًا چارے
بہتقی شریف ۲۲۳ ا سے زنا کے تو اس کو قتل کر دو۔

”نہارے“ مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ وَتُسْتَحَبُّ
وَالْمُتَّعَةُ بِكُلِّ مَطْلَقَةٍ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَلَى الْكَاذِبِیْنَ
محمد عمر دیکھئے آپ کا بہتان۔

وَتُسْتَحَبُّ الْمُتَّعَةُ بِكُلِّ مَطْلَقَةٍ اِلَّا مَطْلَقَةً وَاحِدَةً
ہدایہ ۳۱۴ ا وَهِيَ اَلَّتِي طَلَّقَهَا الذَّوْجُ قَبْلَ الدَّخُولِ بِهَا

وَقَدْ سَمِعْتُ يَهْيَا مَهْمَا ادا اور متعہ مستحب ہے ہر طلاق کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ عورت ہے جسکو خاوند نے قبل و دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا

معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے ۴۰۴ میں نکاح ہے وَالْمُتَّعَةُ
ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ قِسْوَةٍ مِثْلُهَا وَحْدِي دَسْمُحٌ وَخَوَارِجٌ مَلْحَقَةٌ رَاوِدُ مَتَّعٍ

تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کرتہ ہے اور دو پیٹہ اور چادر، حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) وَنِكَاحُ الْمُتَّعَةِ بَاطِلٌ د نِكَاحِ

متعہ باطل ہے، اہل البتہ نہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا مہل ہم پر

چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزل الابرار صفحہ ۲۲ پر پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور مینتہ
روافض کا شمار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین ص ۱۸۱
الذافضۃ لتضرقت اسراج عشر فرقۃ القطیعة و الیکسانینۃ و الکبریۃ
و المعیریۃ و الحمدیۃ الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے
امام و مقتدا مولوی محمد اسماعیل صاحب ایضاح الحق میں لکھاتے ہیں :- خود را از فکال
جند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی شکر میں منسلک کرواؤ۔

معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین ص ۱۸۱۔ ائمہ اہل سنت را بر حق مے واند
و خود را محمدی مے گوید ائمہ اہل سنت کو بر حق جانے اور
اپنے آپ کو محمدی کہلائے

بجلی آسمانی ص ۲۹۔

یعنی جیٹرا پرگ محمدی ادب جنت و چر جاوے با محمد محمدیاں مے سخنوں و منخ حکم سناوے
حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر مفلوظ
ہوتے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔ چونکہ
آپ کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے والوں کا غیبی علم تھا۔ اس واسطے
انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا
محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے
ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے
ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے
اسلمی کہلاتے ہیں۔ جو نادانف کردھو کا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تنہا را بھی محمدی کہلانا

عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؒ نے تمہارے برغلاف فتویٰ دیا ہے۔

روى عبد الله بن عمر عنهما أَنَّهُ قَالَ
عَلِيَّةُ الطَّالِبِينَ ۳۸

أَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَقَّقَ الشَّارِبَ - وَلَا تَفِي ذَاكَ مُثْلَةٌ وَذِهَابًا لِبَاءِ
الْوَجْبِ وَجَمَالُهُ فِي بَقَاءِ أَصُولِ الشَّعْرِ زِينَةً وَجَمَالٌ -

عبد اللہ بن عمرؓ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس شخص نے موچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بچپن
ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت منچوں
کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے۔

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ واریہ عزائم و منہ ڈالتے
ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ
یہ فرقہ یار عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا منہ ڈالنے والی تحریک کا قائل انبیاء اور اولیاء کا حامد اور اُن کے مقابلہ
میں اپنے آپ کو اَنَا خَیْرُ مَنِسْتِ کی بڑھانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم
سمجھنے والا اور عبادت الہیہ کا پُرانا وعید اراہیں تھا جو اپنے نفس کے مقابلے میں نبی ولی
کی عزت کو کم سمجھنے لگا۔ قرآن تعالیٰ نے اُس کی تمام عبادت جط کر کے فَاخْرُجْ مِنْهَا
فَإِنَّكَ رَجِيمٌ کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔ اور رائدہ و رکاوہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ مرتد و منکر
باوجود مردود و ملعون ہونے کے اکر کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آج کل بھی بعض مفسرین سنتِ نبویؐ کی
اداکرتے ہوئے سپین تان کر قسانتین کے حکم کے برغلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں
کتاب و مکہ ہواہیں کے مرکزی مہر تھے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برغلاف و بیعت کی۔

اور اُس مقام کا نام جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف مجلس شوریٰ تمام کی جاتی تھی دارالندوہ سے مرسوم کیا۔ جیسا کہ اجل ہندوستان میں بھی اُن کے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتک کا اشاعتی مرکز کو کھول کر دارالندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اُس تکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں انہیں بھی اپنے مجرب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دارالندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لئے مشورے پیش کئے۔ تو انہیں بھلے نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابوہریر نے اُس سے سوال کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اَنَا شَيْخُ مِثْلِ أَهْلِ بَيْتِ نَجْدٍ میں نجدی بزرگ ہوں؟ انہیں کو بھی بھلے نجدی ظاہر ہونا پسند آیا۔ تو ابوہریر نے مشورہ دریافت کیا۔ ابوہریر کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جب تک تم اُس کو قتل نہ کرو گے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمہاری حکومتیں چھینے کا۔ تمہاری عزتیں جاتی رہیں گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بیشمار کیا تم نے اُس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا وَحَلَاوَةٌ مِنْطَقِهِمْ اور اُس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی وَغَلَبْتِهِ عَلَى قُلُوبِ الرِّجَالِ یا ساقی بے اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابوہریر کو شیخ نجدی کی شبیہ کا مشورہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوہریر نے چند آدمی لگے سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یسین کی پہلی پانچ آیتیں پڑھ کر ایک مہلت مٹی اُن کی طرف پھینک دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے چنانچہ اُن اشخاص تابعین کی مصیبت

کوائف کو ادا کرتے ہوئے نجدی بھی نکلے سرناڑ پڑتا ہے۔ قیام بھی اُس کا اُسی طور
 کہ مستلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آج
 تک ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے، یہ تمام واقعہ نجدی اراکین کا تاریخ طبری
 ۲۸۰ ابن ہشام ۲۸۰ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۲۸۰

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اَحْسٰی
 اَهْلَ الْجَبَدِ مِیْنِ الْجَدِیِّیْنَ سَے ڈرتا ہوں۔ قسطلانی ۲۸۰ اور بخاری شریف ۲۸۰
 مشکوٰۃ شریف ۲۸۰ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے حق میں ما
 نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے نفع اور زلزلے اُٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا
 اور آپ کا رُخ اور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے اُٹلی کے اشارے سے اَلْعِثَّةُ
 هَلْعُنَا اَلْعِثَّةُ هَلْعُنَا مِیْنِ حَیْثَ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ دفعہ یہاں سے
 ہوا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع ہوگا، آپ کا اُس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اس
 وقت میں مِیْنِ ذَعْنِ مِیْحِ ہوتا ہے۔

مصنف ابن حجر عسقلانی ۱۲۵ ابن تیمیہ حیرانی نے بعد ازاں
 دررکامنه ۱۲۵ میں سورفائے کرام کے حق میں زبان و دوازی شروع

کی۔ اور اس اُمت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے نفع نقصان کے
 مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے امداد و شفقت
 کی اُمید وابتلا رکھنا شرک ہے۔ اور یہ کہا کہ روضۃ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔
 سب سے پہلا یہ شخص ہے جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک
 کہا۔ چنانچہ روضۃ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ
 سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حیرانی کو بدلائل روضۃ اطہر پر سفر
 کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ لی تبطلالین

قادیانی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اُس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر قید پڑا
 تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ عطار کے اتفاق سے اس شخص کا حقیقہ درست نہیں
 ہے۔ لہذا مَن اعتقادِ ابنِ تیمیہ حَلْ مَسْأَلَتِهِ وَكَقَمَدٍ جَرَّتْہیں ابن تیمیہ
 کے عقیدہ۔ کاٹے اُس کا مال لُٹ لیا اور اُس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے
 ملازمت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے
 جامد ایرحسین اور جامعہ عربین عاص میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا دعو کیا۔ دس ہجری
 ۷۲۲ھ میں کھایے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے بنی صلیب ائمہ علیہ وسلم اور دیگر
 کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا
 تو اُس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گھر سے پر اٹھا سوار
 کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے بنی صلیب ائمہ علیہ وسلم کی جہک
 میں دعو کیا ہے۔ پھر اُس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے
 فقہی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دنوں
 کے فتوے سے آج کل بھی دہاں اُن کی تقلید میں فتوے دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے
 برخلاف بھی کچھ کہنے پر تیل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دحوال رہتا
 رہا۔ باوجود اس کے شاطہن اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی
 اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۸۵۰ھ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ابن
 تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور زور
 شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی اور اپنے آپ کو منبلی مذہب کے نام کا
 پردہ ڈال کر قبی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں
 کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہ تصنیف کیں۔ اور ۱۲۴۰ھ میں قومی ضحاک
 بھرتی کر کے تمام نجد پر چھایا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان بنی صلیب

علیہ وسلم کے روحِ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اودیار اود صالحین کے وسیلہ کا
 اختیار کرے تو اس پر مشرک کا قتلے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف مذہب بننے
 کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بجائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے
 کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریر و تقریر اپنے بجائی کا رد کیا۔ محمد بن اسماعیل مینی نے محمد بن
 عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے دہلی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسماعیل مینی نے مین
 میں دہلیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں کافی اشاعت
 کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی رحمہ اللہ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن عبد الوہاب
 نجدی سے ۱۹ برس چھٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے
 شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اود انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کی
 ولایت کی بائیں اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس حد تک پہنچی
 گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کہ کوئی قلب الدین کے عتب سے نازا تھا۔ چنانچہ آپ
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا جہان پا کر آپ نے ایک قصیدہ جو جس کا نام
 الطیب النعمانی مدح سید العرب والجمہر قرار فرمایا۔ جبکہ ایک
 شعر تحریر کیا جاتا ہے۔ ص ۱۲۲

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ وَيَا خَيْرَ مَوْلَى وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

غور فرماتے ہیں دینی رحمت فرستد بر تو خدا اے تمہارے اے بہترین خلق خدا
 اے بہترین کیکہ ابد اود استغاثہ شود و اے بہترین عطا کنندہ اود بزرگان دین کے
 تمام مخالفت کا ہر روز دود فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ بالا منتخبہ میں سلاسل اولیاء
 ایک کتاب طبعی میں لکھا کہ اود بقیہ میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں جو اہر غم۔ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر
 جیلانی شیا اللہ موجود ہے اود ہر روز پڑھتے تھے۔ اپنا تک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا

وہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی محبت و مودت اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو درغلنا شروع کیا۔ واناؤں نے سچ کہا ہے

صحبت بد راہ تباہ مے کند دیگ سیاہ جاہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجد کی صحبت ہی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جانا رہا۔ جب واپس پہنچے تو حالت و گروں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے۔ سچے کہ والد ماجد کے سمجھے ہوئے مریدین نے جب ہشک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں نے دوست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی تبلیغ سے غفلت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے رنگ متاثر نہ تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ وہی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ دہلوی ہو چکا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے مسئلہ پر درج سے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتوے الغرض اورد کئے تو شاہ صاحب کا بھدی و علمی وقار مہیا منشور را ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب و مہاربت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی زندگی حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ دیا۔ چنانچہ چند متحمل انتظام شاہ صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقیم ہو گئے کیونکہ مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ و اولیاء کرام کے برخلاف برادشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ دہاری سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عام و خواص ان کو سوائے محمدی کے دہلوی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص دہلوی نہ تھا۔ رگ اُس وقت شاہ صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور ہوئے تھے

تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس پرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھ کر۔ نئے مہاجرین عبد الوہاب کے پاس ہارنگاہ کے مقتدر رفاکدے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر رشتہ معمولی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے بائین ولایتی بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سارنگ پڑھا جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۳۲ھ میں ان کے بھتیجے اسماعیل پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچا دے بالکل ماری تھے۔ محمد اسماعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب معمولی کہلایا۔ گو مقام مسلمان ان کو عربی اور وہابی کے نام سے بدعنوان کرتے تھے۔ اسماعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل آن پڑھ شخص سید احمد بدایونی کو ولایت کا دوستی مند و معاون بنا لیا۔ وہابی میں کچھ حقیقت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ اخوان کے مطابق فرقے دیتے تھے۔ عجل اسماعیل صاحب کی کون تھے۔ اسماعیل صاحب ملتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقع نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولانا محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب نقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تیزیر النہجین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوئے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متعجب ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدا یا تیری پناہ۔ اسماعیل صاحب نے سیاسی موقع سوچا کہ سکھوں کے برخلاف وہابی جہاد کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مقتول بن جائے گی

۱۔ آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پر ہو جائیگا۔ مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہندو افغانستان میں اکرا زاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تشریح پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دیکھو کی کامیابی الاعمال بالانبیاء کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروائے۔ اور ساری سکیم طیارہ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۴۲ھ میں سعود امیر وہابیہ نجد پر تمام قبے شہید کر کے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ ۱۲۴۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۵۱ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا۔ ۱۲۵۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں و سوار کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں مولوی ملک علی صاحب جو تمام دیوبند کے استاد ہیں وہابی ہیں امیر دہلی و سوار عربک ہائی سکول کے مدرس اول تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہاں بیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام ملک علی کی بجائے ملک العلی بدل دیا۔ اور اوراپس گھر پہنچتے ہی نافرتہ ضلع بہار پور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی ملک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ اور نے مولوی صاحب مذکور سے علم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی ملک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقتہً مولوی ملک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے دیوبندی مذہب کی علی الاعلان اشاعت ترک کر سکتے تھے۔ لیکن دس میں عقائد وہابیہ کے کسی پُرزے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوام کا الانعام کو دیوبندی عقیدہ سے مضبوط کر کے دیوبندی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی ملک علی صاحب دیوبندی مذہب کی مشین ہیں باقی سب پُرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کسی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنایا۔ مثلاً مولوی صدورین صاحب وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ و بابیہ اور اعمال شفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی غلیل احمد صاحب انیسویں نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا نقطہ جما کر شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فقہری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کر کے ان کو والی ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔ اور ان کی شکست کا ایک رسالہ نقذیس اوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے غریب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کھر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ دیانند منو مکھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر سچا روں نے تنگ آ کر مندوؤں کے ساتھ کانگریس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندو اذہب اس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سنہ وینا شروع کر دیا۔ جسے کہ مندوؤں کے تہوار کی پوری کچوری کر جائز کیا۔ اور پیر پیران کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طعام بخشا اور قرآن پاک کو بھی اہل قبور کی ارواح کو بخشا یا چند ایسا قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جب مندوؤں کو ان کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص ٹھہریں گے تو ہماری نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدد سے تاسمیعہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کر دیا۔ اور اس میں مولوی اسماعیل دہلوی کی تقریرتہ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو مدغلا کر شروع کر دیا۔ اور ترجمہ قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اثر علی

صاحبِ خاوی نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاءِ عظام اور اولیاءِ اللہ کی حقیقتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور منہ و مدبیب کو دلائل و دلائل کی۔ اور جواب کھنڈے والوں سے اپنی بناوٹ کی حقیقت کہا۔ حتمی کہ حتمی علی صاحبِ دال پھر ان دیباچہ سے یہاں تک سبقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیاءِ تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور باقی اسلامی ممالک پر نافرمان تھا۔ اس نے بھی اس شائع کو زرقی سے ہی نوازا۔ اور باقی اسلامی ممالک سے آہستہ آہستہ ان کی کس میرسی کی حالت سے کڑور ہو گئے۔ کیونکہ ان کو پشتِ بناہ انگریز اور ہندو متحول تو ہیں عقیدے وہ زرقی کر گیا۔ حتمی کہ ریاستوں سے چند آنا شروع ہو گیا جس کے نشے میں دیباچہ نسی علی اللہ علیہ وسلم کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ برکاتے مائیدال است رب کریم نے علی حضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحبِ بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے قادیانک دیا۔ انہوں نے فضلِ ایزدی سے دیوبندیوں کے ہر لول کا جواب اس طرح لکھا ہے دیارِ حجبِ نائب ہونے نظر دے تو ان کے اکابر کے تمام عقائد کھکھ کر نام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد کو بدیدہ پر پڑ زور غور سے کفر و کفر کے لئے لڑا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا جس کا جواب آج تک دیباچہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تانت ہوئے بلکہ تاویلاتِ فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جواب تک ان کے معتقد بن ان کی تقلید میں کانگریس کے ہی کلمہ گریں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۴۵ھ کو بانس بریلی میں نواب مدنی حسن خان پیدا ہوئے۔ نوج میں پڑش پائی۔ جھوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علمِ دین حاصل کیا جب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے واپسیت کا سبق سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آکر استادِ اولیاء بن گئے۔ اور جھوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہِ وہابیہ کی تدریس کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہبِ وہابیہ ایک

مستقل مذہب شروع ہو گیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسودانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد و کن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الدین صاحب نے بھی وہابیت کی فتنہ پرکھی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند عاریوں کے کسی کو ان مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے دس شروع رویا۔ اور اسماعیل صاحب بلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ جتنے کہ کچھ عرصہ بعد غیر مقلد بننے کا دعوے کیا۔ پھر منبلی کہلوا کر کچے نجدی کی شکل میں متشکل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھو کے واسطے اور حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے نفع میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا رد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو ایسا زہر کیا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب جب کبھی وہابیت کا مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کر دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلباء بھولے جا لے سچاے پھنس جاتے ان کا ٹکنا مشکل تھا چنانچہ مولانا محمد صاحب خانہ انی حنفی علماء میں سے تھے جب مولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھو کے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا۔ جس سے اُن کے پرانے مریدین بھی متغیر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور ولی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہابی نہ بننے دیا۔ چنانچہ اپنی ناکامی دیکھتے

ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابی زبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے تو روگ، ضرر و ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کے مطابق وہاں بیٹ نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش کر چکے لیکن وہاں ملاں ملتا ہی صاحب نے ان کو نہ اٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہ ہو سکا البتہ گوجرانوالہ میں ان کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام منیل کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی نقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہہ دیا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد خفی کہلاتی رہی۔ اور ان کے بعد اسماعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہہ دیا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہہ دیا۔ بعد میں دہلوی پھر عرصہ تک غیر مقلد کہلاتے رہے جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر مقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیث کے نقب سے منسوب کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ آج کل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدبر ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

”بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے شئی، مٹی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔“

وہابی حالانکہ شرعاً اس کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیے۔

- ۱۔ اخلاف میت کی چار پائی لے جاتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔
- ۲۔ جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے وراثت ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ہذا نے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و وجوہات اور کفالت اور مندرجات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ میرا قرآن کریم اور یہ نقد یا غلہ وغیرہ کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرنے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرمائے اور اپنے مغفیلین میں شامل فرمادے۔

۳۔ اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے خاک ہرتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحبِ قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہہ پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکرِ کبیر لکھ گئے اور وہ دریافت کر لگے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا کون ہے جواب دینا جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اور تیرا ہی تھا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وَ اِنَّكَ رَضِيتَ بِاَللّٰهِ مَنَابًا وَ مُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِالْقُرْآنِ اِمَامًا کیا یہ تینوں رواج بدعت ہے یا واقعی ان کا کوئی ثروت شرعی منہا رہے پاس ہے تو بیان کرو۔

محمدؐ جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔ مَا ذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْعَلُونَ پھر تم اللہ کا ذکر بہت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور وہ بیہوشکار کرنا یا روکنا یہ معیتِ شیطانی کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ يَقْبِضْ لَهُ الشَّيْطٰنُ ۚ اَنَّهُمْ لَدٰى قٰرِیْنٍ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّقْتَدِدُوْنَ۔

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمن کے ذکر سے شیطاں کو دیتے ہیں۔ ہم اس کے لئے شیطاں کو تو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور دکتے ہیں ان کو اللہ کے سستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکرِ اللہ سے دکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو حزبِ الشیطان سے خطاب کیا ہے۔

مجاہد (۲۱) اِسْتَحْذَرُوْا الشَّیْطٰنَ فَاَسْلَمُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ اِنْ شَیْطَانُ
 مستط ہے کراہوں نے ذکر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان فرقت ہے خبردار ضرور
 شیطان فرقت وہ خسارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول
 سے منع فرمایا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا أَكَاذِبِينَ سَمِعُوا اللَّهَ اَمْرًا مِّنْهُم مَّنْ لَّوْگُوں كى
 حشر ۲۸ { طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ

پڑھنا

اَكْثَرُ دُافِ الْجَنَازَةِ
 قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 جابح صغیر ۴۵۔ مستند سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
 کنوز الحقائق اللہام منادی رحمۃ اللہ علیہ ۴۹
 قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 کنز العمال ۹۹
 جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنز العمال ۹۹ { تَمَازِیْدُ مَوْتَا كَمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بِی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والے کا دعا کہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا سامان تیار کرو۔
 تو ان مذکورہ بالا احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر ثواب
 ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں ذرا بھی باطیت کرنا اہل سنت کے لئے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں
 کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو مدیافت نہ کرنا

پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو اس جمل پر نگہ فرمئے بہت پیدا ہو گئے ہیں اس واسطے
ماسبہ الاعتیاد صورت یہی ہے کہ مکرر جلیبہ یا البحر پڑھا جاوے۔

وہابی "تمہائے ذکر البحر فی الجنائزہ مکروہ کھلے ہے۔

محمد عمر "بحر الرائق" ۲/۴ { میں مذکور ہے کہ وَلَا بَأْسَ بِمَنْ شِئْتُمُ الْمَيِّتِ
مِثْعَدًا مِيت کا شعروں میں مرغیہ پڑھنے میں
کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرغیہ خوانی کر لیا کرو ہم
ذکر مکرر کر لیا کریجئے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط قرآن کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب
ہے۔ جب تک قرآن کریم رگ پڑھتے رہیں گے۔ اتنا عرصہ ہی میت کا ثواب پہنچتا رہتا
ہے۔ حدتہ جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کسی آدمیوں کے میلک کرنا ثواب کو زیادہ
بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک آدمیوں کے ملک کرنے سے کئی
قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا
کام مختوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصَّيِّئُ مَرُّ الْقُرْآنِ يَشْفَعُ عَنِ الْعَبْدِ { جامع صغیر ۲/۴
يَذَرُ الْقَبِيحَاتِ - روزے اور قرآن قیامت

کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم پڑھ دیا جاتا ہے تاکہ میت کا سفارش بنے اور دوسری وجہ ہے کہ قرآن کریم کے افشاء کا اثر اب بھی میت کو پہنچ گیا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا
مشکوٰۃ شریف ۱۹۲ اَمَلِ الْقُرْآنَ لَا تَتَحَوَّسَدُ وَالْقُرْآنُ
 وَاسْتَلَوْا حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آثَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَافْتَشَوْا فَرَايَا رَسُلِ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن والہ قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو
 حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشاء کرو۔

اے ہانیین اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے کو بند کرو گے تو
 بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشاء کو بند کر دیا اور جو اس قرآنی عطیہ سے
 میت کے اعمال میں ساقط ہونے لگے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس بوجھ کا گناہ ہم ہانیین
 کو بھی ضروری ہو گا۔ باتنی رقم یافتے کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا زہر بھی حدیث شریف
 سے ثابت ہے میت وصیت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شئی
 کا ہو سکتا ہے جیسے۔

صَنَعَ عَائِشَةُ اَنْ تَرَجُلًا اَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
مسلم شریف ۲۱ اَوْ سَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنَّ اُمِّي اَقْتُلْتُ
 لَفْسَهَا وَكَمْ تَوَصَّي وَاطْلَمَعْتُ لَوْ تَكَلَّمْتُ لَصَدَّقْتُ اَكَلَهَا اَجْرُ
 اِنْ لَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَدِيقَهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
 سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تڑپ سے عرض کی یا رسول
 اللہ بے شک میری والدہ چانک فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔

اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا موقع ملتا حدیث کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اسکو اس حدیث کا کوئی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت غراہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جائزین کو ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الْقَدِّ عَنْ الْمَيِّتِ لِاسْتِحْبَابِهَا وَإِنْ ثَوَابُهَا لَيَصِلُهُ وَيَنْفَعُهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ أَيْضًا وَهَذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ۔

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں باب مقرر فرمایا۔ رباب ما لیستحب لولی المیت من الصدق عندہ وان لم یوص بہ (اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کے واسطے غلط یا دھوکا دینے والے مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اس کے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ نووی نے کہا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خرچ کو معیوب ہو گے تو تم مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور یسبح عیسیٰ بن مریم میں داخل ہو کر خداوند کے عتاب سے محفوظ رہو۔ وَتُحْلِلُهُمْ جَهَنَّمَ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

وہابی "اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آکر کیوں نہیں دیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی غیرت کے واسطے اور یا کھڑی ہے

”محکم دلائل“ گھر میں اگر بھی ملی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں میت کے پاس اس لئے خرچ
 کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہوگا
 اور میت کے ذمے کسی فرائض روزے و نماز و کفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا
 حساب شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے
 حساب میں یسر کے لئے وہیں فترا و حفاظ و علما و غیرہم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور میت
 کے روزے کا ولی کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَهُ ۱۲۰ أَوْ مَسْلُومٌ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ
 عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا ابْنُ عَرَبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَے روایت ہے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں
 تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضان روزے کے بدلے
 مسکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کرے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس
 کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط
 اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ نضا ہو چکی ہوں اس کی طرف سے بھی ولی
 ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرفاً جائز ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجَمْعَةَ
 مِنْ عَسِيرٍ عَذْرًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارَيْنِ
 لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ
 ۱۲۱ مشکوٰۃ شریف
 ابن ماجہ ۸
 البوداؤد ۱/۱۸۵
 سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو پائیے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابو داؤد ۱۸۵۱ | قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَهُ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ هَبْ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ هَبْ أَوْ صَاعٍ حَبْطَةٍ أَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو منور ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کرے جمعہ کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں اور اگر کتا اس واسطے میت کا ولی قبل از حساب ہی اسکی طرف سے گندم یا رقم صدقہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جامع صغیر ۱۱۱ | الصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مَيْتَةَ السَّوْعِ
صدقہ مروے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی بُرائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فیرنے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہر آریا کاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا آریا کاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکنا حج کرنا زکوٰۃ دینا سب آریا کاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود بٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہر اچھا کر دینا دو نوع طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۲۳۱ | إِنْ تَبَدُّوا لِمَنْ فَنَعِمْآهُ فَإِنْ تَحْنَوْهُمْ أَفَرُدُّكُمْ

الْفَقْرَ آءِ فَمَوْخَيْئُكُمْ وَ يَكْفِرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ اگر غبارِ کدو تم مدظل کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور غمراہ کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دیگا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ بخیر دے گا۔

قبر پر تعلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے جیسے

كُنْ الْعَمَالَ ۝ اِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَانْشُرُوْهُ عَلَيْهِ السَّوَابَ فَلَیْقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَأْسِهِ ثُمَّ لَیَقُلْ یَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهُ لَیَسْمَعُ وَلَیْکُنْ لَا یُجِیْبُ ثُمَّ لَیَقُلْ یَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهُ لَیَسْتَوِی حَالِیْنَا ثُمَّ لَیَقُلْ یَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهُ لَیَقُوْلُ اَرُسِدْنَا رَءِیْحَكَ اللّٰهُ وَلَیْکُنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ثُمَّ لَیَقُلْ اُذْکُمْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنْ الدُّنْیَا شَهَادَةً اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنْکَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِمْلًا فَاِنَّہٗ اِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ اَخَذَ مِنْکُمْ وَرَکْبِیْہِ اَحَدًا مَّا یَبْدِیْ صَاحِبِہٖ ثُمَّ لَیَقُوْلُ لَہٗ اُخْرِجْ بِنَآئِیْنِ عِنْدِ ہٰذَا مَا تُصْنَعُ بِہِ فَقَدْ لَقِیْنَ حُجَّتَہٗ وَلَیْکُنْ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُجَّتُہٗ دُونَہُمْ قَالَ رَجُلٌ یَّآ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ کُنَّا عَرَبٌ اُمَّةٌ قَتَالَ اَنْسِبَہٗ اِلٰی حَوَآءِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی رشتہ پر جائے تو تم

اس ہوشی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سر پہ تہا را ایک آدمی دو ہائی دیوبندی نہ
 پر سنی ہو، کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلاں عادت کے بیٹے تہا شک و سنے گا
 اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلاں عادت کے بیٹے تو تہا شک
 و (قبر میں) سید صاحب بیٹہ جاؤ گیگا پھر چاہیے کہ کہے اے فلاں شخص فلاں کے بیٹے تو بیشک
 وہ صاحب قبر کہیگا جس نے میں ہدایت دی تھی رحم کرے اللہ تعالیٰ (یہ جواب
 دے گا صاحب قبر) اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہیے کہ کہے اُس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا
 سے نکلا گرا ہی وہ لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدا و رسولہ اور یہ بھی شہادۃ دین کہ
 مَا شَيْئٌ بِاَللّٰهِ رَبِّا وَبِحُجَّتِہٖا بَشِیْئًا وَبِالْاِیْمَلِہٖا دِیْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِیْمَانًا
 پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ
 لیتا ہے پھر کہتا ہے اسکو اس کے پاس سے ہمارے ساتھ نکل و گیا کر گیا تو اس کے
 ساتھ پس تحقیق پر آیا کیا اس نے اپنی محبت کو اور لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل فلان کے
 در سے ہی ارادہ کیا اس کا کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ پھر اگر نہ پہچانوں میں میت
 کی والدہ کو آپ نے فرمایا نسبت کر اس کو سوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوئے۔

۱۔ صاحب قبر کا دنیا والے کی پکار کو سننا اور اس کا آواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

۲۔ صاحب قبر کو زندوں سے فائدہ پہنچنا۔

۳۔ صاحب قبر کو تلقین کرنا سنت ثابت ہوئی۔

وہابی "تہا رے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہ دیتے ہیں مثلاً کہتے
 ہیں روضہ و اما لُجج بنش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت

شرعی ہے؟

محمد عمر "ہاں ثبوت ہے۔"

کنز العمال { مَن مَرَّ بِبَاحِثِ الْجَنَّةِ - نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے ۔
 اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو جن کی ولایت میں شک نہیں
 ان کی قبر کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں ۔

ارشادات حضرت پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی

استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آب کا عقیدہ

يَا مَن تَكْشِفُ الْكَرْبُوبَ وَيَكْفِي الْخَوْفَ كَيْفَ
 تَنْبُتُ الذَّرْعُ وَيَكْفِي الْفُلْكَانُ الْخَوْفَ
 فتح الغیب { مترجم شاہ عبدالحق محدث
 دہلوی ۱۲۳۳
 عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ دَوْبَتِ تَوْكِدِ شَادِه مے شود
 دور کردہ مے شود اند و دھائے سخت کرم باز کرد
 برکت تودو دھائے تواب مے شود و خلق را و فرستادہ مے شود بارانہا و تودو
 مے شود کشتہا و باداد و اعانت تودور کردہ مے شود بلایا و مخنہا از تمام مردم خاص
 و عام ۔ اور نیری ہمت سے دور ہو جائیں سخت غم و تکالیف کہ فوراً واپس آجائے
 اور نیری برکت اور دھائے بارش ہو جائے اور خلق کو بارش بھیجی جاوے اور تیرے دیلے
 سے کھیت لگائے جائیں اور نیری امداد اور مدد سے بلائیں دور کی جائیں اور تمام تکلیفیں
 خاص و عام آویسوں سے ۔ کیوں جناب و لابی صاحب تم اگر حضرت غوث الثقلین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات معتبر سمجھتے ہو تو اب اولیاء اللہ کی غائبانہ استمداد کے قائل

ہر جاؤ اور ایمان درست کرو۔

فَتَكُونُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ كَأَنَّكَ أُجِيبَتْ
فتوح الغیب مقالہ ۲۳۲ { بَعْدَ الْمَوْتِ فِي الْآخِرَةِ دِیس مے باش

تو دِیس حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شدہ دِیس از مرن بہت ارادوی

فَتَكُونُ كَلَيْتَكَ قَدْ سَمِعَتْ تَسْمَعُ بِاللَّهِ
فتوح الغیب مقالہ ۲۳۲ { وَ تَبْصُرُ بِاللَّهِ وَ تَنْطَلِقُ بِاللَّهِ وَ تَبْطِشُ

بِاللَّهِ وَ تَسْمَعُ بِاللَّهِ وَ تَعْقِلُ بِاللَّهِ دِیس مے باشد ہمہ وجود تو مظهر قدرت
الہی تعالیٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ میثوی سجدہ سے بنی سجدہ او میگوئی سجدہ او میگوئی
سجدہ او میروی سجدہ او سے فہمی سجدہ

پس ہر جائیگا تمام وجود تیرا قدرت الہی کا مظهر بلکہ عین قدرت مبالغہ سننے کا
تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور بولے گا آں کے ساتھ اور پکڑے گا
خدا کے ساتھ اور چلے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھے گا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن ارشاد الہیاء اللہ حضرت طوٹ پاک رمی اللہ تعالیٰ
عنہ کی زبانی۔

وَلْيَعْرِضْكَ فِي بَحَارِ خَيْرٍ فَتَكُونُ بِحَاءَ
فتوح الغیب مقالہ ۲۴۱ { بِكُلِّ خَيْرٍ وَ مَسْبُوعًا بِكُلِّ نِعْمَةٍ وَ سَرُورٍ

وَبُخْبُورٍ وَ نُورٍ وَ ضِيَاءٍ وَ آمِنٍ وَ سَكُونٍ وَ غُرُقٍ گردانہ ترا خدا کے تعالیٰ
وہ دریائے خیر و دِیس میباشی تو ظرف و محل ہر نیک و باشی تو چشتہ زائندہ مرہ نعمتہ را
خرشی دار استگی را اور و شانی و امینی و آرام و نور را

وَالَّتِي حَالَتُ الْفَنَاءِ الَّتِي عَلَيْهَا أَحْوَالُ
فتوح الغیب مقالہ ۲۴۱ { الْأَوْبَاءِ وَ الْأَبْدَالِ شَرٌّ كَدُّ

مرتبہ اور مان ہے۔ پس اس میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ اہم کی طرح
برہماتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔

حاضر ناظرِ غیب کے متعلق حضرت سرسبز صاحب کا ارشاد

وَأَشْغَلَ قُلُوبَهُمْ مَطَالَعَةُ أَسْرَارِ
غَنِيَةِ الطَّالِبِينَ ص ۲۱۱ الخیوب اور مشغول کیا اس نے ان کے دلوں

کو غیب کے مجیدوں کے مطالعہ کے ساتھ،

۹۷۵۔ وَيُطْلِعُ عَلَى أَسْرَارِ تَحْفَتِهِ فَلَا يُبَوِّحُ بِهَا عِنْدَ غَيْرِ اللَّهِ
عَدُوَّ وَجَلَّ دَوْلَى اللَّهِ كِي ثَانِ سُبْحَا اور مطلع ہوا تاجہ اسکے خاص مجیدوں پر اللہ کے
اسکے سوا آپس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی،

۹۷۶۔ ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى الْكُتُبِ النَّوَجِيدِ ثُمَّ يَرِى قُرْعَ عَدُوِّ الْحَبِ

د پھر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پرے اٹھائے جاتے ہیں۔

غَنِيَةِ الطَّالِبِينَ ص ۲۱۱ اللَّهُ وَفِي الدِّينِ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ وَهُوَ عَدُوُّ جَلَّ أَلْفَعَهُم

عَلَى مَا أَهْمَمَتْ قُلُوبُ الْعِبَادِ وَالطُّلُوتِ عَلَيْهِ النَّبِيَّاتُ إِذْ جَعَلَهُم
مِّنْ بَنِي آدَمَ أَسْيَسَ الْقُلُوبِ وَالْأَمْنَاءِ عَلَى السَّائِرِ وَخَفِيَّاتِ
اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اُن کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور

کی طرف اور وہ عزوجل بندوں کے دلوں کے مجیدوں پر اور نیتوں پر ان کو مطلع
کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر
دئے ہیں۔ اور مجیدوں اور غیبات کا امین واقف بنا یا ہے۔

يَكْشِفُ عَنْهُمْ عَنِ الْمُلْكُوتِ وَتُخْفَىٰ
 غَيْبِ الطَّالِبِينَ { صَلَواتُہ }
 وَيَقْتُلُونَ عَذَابَ الْيَكْبَرِ وَالْعُسُودِ وَيَطْلَعُونَ عَلَىٰ مَا غَابَ
 عَنْهُمْ مِنَ الْأَنْسَاءِ مِنَ الْحُطُوطِ وَمَنْكُشَاتِ ہر جاتا ہے اور اولیاء اللہ
 کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہر جاتے ہیں ان کے لئے کئی قسم کے علوم عالم
 جہروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو افلا کئے جاتے ہیں اور مطلع
 ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں،

۵ صَلَواتُہ وَقِيلَ اِذْ طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصَّدَقِ اَعْطَاكَ
 مِنْهُ ثُمَّ تَبَصَّرَ فِيهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الْبَدْنِ وَالْاٰخِرَةِ (اور)
 بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک
 شیشہ عطا کرے گا جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا،

اب تو حضرت پیر پران رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ
 کے علم کئی کا حکم جادو فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا ارشاد
 فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتوے اکفر چڑھتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کر لو اگر
 تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ ارشاد حضرت پیران صاحب

وَهُمْ فِي لَعِينٍ لَا تَعَادُ لَهُ وَالْاٰخِرِ
 غَيْبِ الطَّالِبِينَ { صَلَواتُہ } لَا انْقِطَاعَ تَعَادُ لَهُ وَلَا غَايَةَ
 لَهُ وَلَا مَسْتَهْمًا يَزِيدُ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاسْتَهْمًا مَا قَدَرَهُ لَهُ

مِنْ الْقَوَائِمِ فِي دَائِرِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِأَحْسَنِ الْإِتِّقَالِ كَمَا يُنْقَلُ
 الْعُرُودُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى دَائِمَتِ الْأَدْوِي إِلَى الْأَعْلَى خَالِدًا نَبِيًّا فِي
 حَقِّهِمْ رَجَعَتْهُ وَفِي الْآخِرَةِ بِإِلَافَتِهِمْ قَسْرَةً وَهُوَ النَّظَرُ إِلَى دَجْبِهِ
 الْكِبَرِيِّ مِنْ غَيْرِ حَجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور
 ایسی عطاؤں میں جن کو انقطاع نہیں اور ایسے سرودوں میں جن کی انتہا نہیں اور
 یہ حد ترجب میعاد مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئی جو ان کے لئے بقا سے مقدیم
 کیا دار فنا میں نقل کیا اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ
 جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ وہیں کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنیٰ سے
 اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرت میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک
 ہے اور وہ دیکھتے تھے اللہ کے وجہ کو بلا حجاب)

نبر کا بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اسکے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ)

وَأَنَّ لَنَا لِقَاءُ وَقَبْلَ أَحَدًا قَالُوا
 غَلِيَّةُ الطَّالِبِينَ ۲۵

وَالشَّامِ بَيْنَ جَانِبَيْنِ أَمَّا تَقْبِيلُ الْغَدِ فَمَكْرُومٌ لَا فَضْلَ وَلَا يَنْتَجِبُ الْقِيَامُ
 لِأَمَامِ الْعَادِلِ وَالْعَوَالِدِينَ وَأَهْلِ الدِّينِ وَالنُّورِ وَالْكَوْمِ
 النَّاسِ وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَكَ إِلَى
 مَعْبُدٍ فِي مَنَاقِبِ أَعْمَلٍ قَدْ لُظِمَتْ لِحْجَاءُ إِلَى حِجَابٍ أَقَمَ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَةُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ عَنْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ وَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَتْ إِلَيْهِ وَأَخَذَتْ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا جَاءَكَ كَذِبٌ قَتْلُكَ بِرَأْسِهِ مَوْءُودٌ - (امداد اگر دونوں بغیر ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کر انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تیر کا اور شرعاً جائز ہے اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ **فصل** اند مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور ویندار کے واسطے اور پرہیزگار کے واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہوا اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت سعد کی طرف بھیجا اہل قرینہ کے کام میں تو حضرت سعد سفید گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دربار کے مئے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ آپ کی طرف کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کے دستِ پاک کو پکڑ لیں اور اُس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور اُن کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اُس کی عزت کرو۔)

غُثْبَةُ الطَّالِبِينَ ۳۳ { وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَسَّحَ بِأَلْيَتَيْهِ بِرُكْنَيْهِ
 اور اگر محبوب سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو
 تبر کا ہاتھ پیرے لڑ جائے۔

یہ ہے عتیدہ اور فرمانِ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے از
 روئے حدیث صحیحہ تعلیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود
 ہیں۔ لہذا ایمانداروں کے لئے زورِ ج کی جاتی ہیں۔

ادب المفرد للبخاری ۱۱۴ { عَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ فَقَبَّلْنَا سِدَّةَ
 فرمایا مکہ میں نے حضور کے دستِ پاک کو بوسہ دیا۔

۱۱۴. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِيْنٍ قَالَ مَرَرْنَا بِرُكْنَيْ الرَّبْدَةِ
 فَقَبَّلْ كَهَا هُنَا سَلَّمَ بَنُ الْأَكْوَعِ فَاسْتَقْبَلْنَا عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ
 سِكِّينَهُ فَقَالَ بَايَعْتُ بِهَا سَتَيْنِ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَخْرَجَ كَفَّالَهُ هُجْمَةً كَانَتْهَا كَفَتْ بَعِيْرَ قُبْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَا هَا
 وَعبدالرحمن بن رزین سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت کے
 پاس سے گزرے تو ان کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اُس کے پاس آیا
 تو اُس پر سلام علیکم کہا تو اُس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اُس نے کہا کہ میں نے
 ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے تو اُس کے لئے
 اپنے ہاتھ کی پتھیلی اُس نے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی پتھیلی ہے تو میں اُس کے لئے
 کھڑے ہوئے تو میں نے اُس کو بوسہ دیا۔

اس حدیثِ پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور صاحبِ باب
 البیدین ثابت ہوا۔

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُخْبِرَكَ

ادب المفرد للبخاري ١٩٣٧

صلى الله عليه وسلم يدرك قال

نَعَمْ فَقِيلَ لَهُمَا رَحْمَتُ ثَابِتٍ نَفِثَتْ فِيهِ نَفْسٌ كَوْرُضٌ كَمَا كَرِيَا أَيْ نَفِثَتْ فِيهِ نَفْسٌ كَوْرُضٌ كَمَا كَرِيَا أَيْ نَفِثَتْ فِيهِ نَفْسٌ كَوْرُضٌ كَمَا كَرِيَا

عن صهيب قال سألت علياً

ادب المفرد للبشاری ص ۱۹۵ { عَنْ صَدِيقِ دَا سِ بَيْتِ عَلِيٍّ
لَقَبْدُ الْعَنَاسِ وَرَحْلُهُ

لَقَدْ رَأَىٰ

حضرت مہدیؑ سے روایت ہے آپ نے یہاں نہیں نے حضرت علیؑ کو دیکھا
کہ آپ حضرت عباسؑ کے دست مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے۔

(مسألة) : تَقْبِيلُ كَدِّ غَيْرِهِ مَا

فَقَاوِمُ الزَّاهِرِ النَّوْكِ (ص ٣٤) (مُسْتَبْرَقٌ) تَقْشِيرُ يَدٍ غَيْرِهِ مَأْ

حکومتِ رائے غفر کے مانتھ کے لئے

لینے کا کیا حکم ہے ؟

الْجَوَابُ: يَسْتَحِبُّ لِقَائِ أَيْدِي الصَّالِحِينَ وَفَضْلِ الْعُلَمَاءِ

سخت ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا،

یہ تو عمل ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور
تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی سنت۔ اب تم دلوں بند
اور دہانی اگر ان احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا نقصان
ہے۔ جیسا کہ جو امر القرآن صلیب وغیرہ میں درج ہے۔

مروان جب أشهد أن محمد رسول الله كنهنا

یہ کہتا ہے: "تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا

بیعت کالی ہوئی ہے۔

محمد عمر یہ بدعت نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

طحاوی شریف ۱۲۲ { ذکر الفقہستانی عن کنز العباد

سَمِعَ الْأَوَّلَى مِنَ الشَّهَادَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الشَّانِبَةِ قُتِرَتْ عَيْنِي بِكَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَهْتَمُّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ لَعَدَّ وَضَحَ إِهَامِي
عَلَى عَيْنِي فَكَانَتْ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ لَهُ قَائِدًا فِي الْجَنَّةِ
وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفُرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَرْفُوعًا
مِنْ مَسْجِدِ الْعَيْنَيْنِ بِأُطْنِ أَنْ مَلَكًا السَّابِقِينَ لَعَدَّ تَقْبِيلَهَا عِنْدَ
قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ أَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ رَضِيتُ يَا اللَّهُ رَبَّنَا وَبِالْإِسْلَامِ
دِينَنَا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِي وَكَذَلِكَ أُرِي عَيْنَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَدَائِمًا يَحْمِلُ فِي الْفَضَائِلِ دَفْسَانِي نَعْنِي كُنْزَ الْعِبَادِ سَمِعْتُ ذَكَرَ كَيْفَ
كَرُمْتُ بِهِ كَرَامَتُهُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حُبَّ مَوْذُنٍ يَهْبِي وَفَهْ كَيْفَ تَرُدُّنِي وَاللَّهِ
كَيْفَ صَبَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ
وَقْتُ رُسْنِي وَاللَّهِ كَيْفَ قُتِرَتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَهْتَمُّ مَتَّعْنِي
بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ أَيْ دُونِ الْكُلُوبِ كَوْنِ الْكُلُوبِ عَلَى رُكْبَةٍ يَرُدُّهُ تَو
نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنَّتْ فِيهِ اس كَيْفَ قَائِدُ هَوْنِكِ رَاوِي عَيْنِي نَعْنِي ذَكَرَ
كَيْفَ هُوَ الْبُكْرَةُ كَيْفَ حَدِيثُ سَمَاعٍ وَرَفْعًا وَوَفُورِ الْمُتَقُولِ كَيْفَ دُونِ الْكُلُوبِ كَيْفَ
كَوْنِ رُسْنِي كَرَامَتُهُ عَلَى مَوْذُنِ كَيْفَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ وَفَقْتُ رَاوِي

کہے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ
دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ سَيِّدًا تَرَأْسُ کرمیری شاعت لازمی ہوئی اور اسی طرح خضر
علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے،

رَتَمَةً، يَشْتَحِبُّ اَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ
رَوَايَاتُ شَامِي ۱۴۴

يَا مَرْسُولَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرْءَانِي يَا مَرْسُولَ اللّٰهِ
شَعْرَةً يَقُولُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ لَعَلَّ وَضَعَ ظَهْرِي
الْاَيْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَيَا شَهِدْ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَسَائِدًا لَّهٗ
اِلَى الْجَنَّةِ -

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے مَرُون کے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ
کہنے کے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت
کہے قُرْءَانِی یا رسول اللہ پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ
وَالْبَصَرِ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگڑھوں کے ناخوں کو رکھنے کے بعد
اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اُس کے قائم ہو گئے۔

کیوں ہی نام کے حنفی کہلانے والا اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حقیقت کو
تمام ہو ورنہ حنفیت کہلانا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہار کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں نہیں آئی۔

مَوْضُوعَاتُ مَلَا عَلِي قَارِي ۶۴
قُلْتُ وَادَّأْتَتْ رَفْعُهُ
اِلَى الصِّدِّيقِ فَيَكْفِي اَعْلَى

بِسْمِ اللّٰهِ عَلَيَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ لَيْسَتْ بِي وَنُسَخَتْ خَلْقًا اَلَا اَسْتَشِيْدُ بَيْنَ

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :- ہمیں کہتا ہوں کہ یہ عمل جب صدیق
اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل رائے چڑھنے کا کافی ہے نبی صلے

اللہ علیہ وسلم کے زمان کے مطابق کہ تم پر میری سنت اور غنائے راشدین کی سنت انہی ہے۔

وَسُئِلَ عَنْ بَعْضِ مَنْ صَلَّى عَلَى
تَذْكُرَةُ الْمَوَاعِدِ سُبُّ الْكَلْبَانِ ۲۴۲
الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا سَمِعَ ذِكْرَهُ فِي الْأَذَانِ وَجَمَعَ اصْبَغِيهِ الْمَسْبُوحَةِ وَالْإِبْهَامِ وَمَسَحَ
بِهِمَا عَيْنَيْهِ لَمْ يَزِدْ أَبَدًا وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَسَمِعَ عَنْ بَعْضِ
الْمَشْيُوكِ أَنَّهُ يَقُولُ جَدُّ مَا يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نَوْمَ بَصَرِي وَيَا قُدْرَةَ عَلِيِّ قَالَ
وَمَنْ فَتَلَعَهُ لَمْ يَزِدْ عَيْنِي وَكَدَّ جَرَّبَ كُلَّ مَنَّهُمْ ذَالِكُ وَ
رَوَى الْحَسَنُ مِثْلَهُ مَا رَوَى عَنْ الْحَضَرِ عَلِيٍّ السَّلَامُ بِعَيْنَيْهِ إِثْمًا
وَبَعْضُ عَمَلِ بَيَانِ كَيْفَا جَاءَ كَرَمِ فَتَحَصَّلَ فِي نَبِيِّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُودِ بَرَحَا
جَبَّ آبُ كَا ذَكَرَ أَسْ نَعَانِ فِي شَارِدِ ابْنِي دُونِ سَمْعِ الْكَلْبَانِ كَوَامِ كُتُوبِ
كَوَا كُتُوبِ كَوَامِ كَرَامِ دُونِ كُتُوبِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ
ابْنِ صَالِحٍ نَعَانِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نَوْمَ
بَصَرِي وَيَا قُدْرَةَ عَلِيِّ نَرَامِ نَعَانِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ
أَكْمَلِ نَبِيٍّ وَكَلِمِ أَدْرِي نَعَانِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ
كَلَامِ بَعِيدِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ كَرَامِ

مرحبا ہے مجھے کواے میرے بندے آدم اور میں
انجیل برنباں سن
تھم سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جن کو میں
نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو کہ اس وقت کے بہت

سے سال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور میرا پیار رسول ہوگا۔ کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخئے گا۔ یہ وہی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہیں کسی چیز کو پیدا کرو۔ پس آدم علیہ السلام نے جنت یہ کہا کہ اسے پروردگار یہ تحریر ہے میرے ہاتھ کی انجیلوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ دہانے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پوری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

تمت بالخیر

ایک ہزار روپیہ انعام

اس شخص کو دیا جاوے گا جو اس کتاب مقیاسِ حقیقت کا جواب نمبر درپیش کر کے شائع کرے۔

آدھے ایک صد روپیہ

ہر شخص کو دیا جاوے گا جو کتاب مقیاسِ حقیقت کا ایک مالہ غلط ثابت کرے اور جتنے غلط ثابت کرے اتنے سو روپے انعام حاصل کرے

محمد عمر اسحق۔ لاہور